میلاد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر علماء اہل سنت
کے علمی اور تحقیقی مقالات کا خوبصورت گلدستہ

جواہرِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از قلم:

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

پسند فرمودہ و مصدقہ
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

میلاد سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر

علماء اہل سنت کے علمی اور تحقیقی مقالات کا

خوبصورت گلدستہ

جواہرِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از قلم:

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

پسند فرمودہ و مصدقہ

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 37352022

نام کتاب .... جواہر میلاد النبی ﷺ

مصنف .... ابوذ ہیب محمد ظفر علی سیالوی

صفحات ....

تعداد 600

کمپوزنگ .... خرم اقبال

اشاعت 2015ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت .... 250 روپے

الانتساب

فقیر کی ہر تحریر والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

اور

حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نام

ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

الاہداء

فقیر پر تقصیر اپنی اس تالیف کو حضور نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، باعث تخلیق دو عالم، جانِ دو عالم، روح دو عالم، فخر آدم و بنی آدم، شہنشاہ حسینان عالم، سرورِ سروراں، حامی بے کساں، تاجدارِ مدینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ، فیض گنجینہ، سلطان با قرینہ، منبع جود وسخا، پیکر صدق وصفا، صاحب حلم وحیا، امام الانبیاء، خطیب الانبیاء، سیّد الانبیاء، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آقا، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولا، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملجا، مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماویٰ، سیّد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ابو جان، حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیارے نانا جان، احمد مجتبیٰ جناب سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اس امید اور یقین کے ساتھ کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں گے اور اس کے توسل سے بروز حشر اس ناچیز کی شفاعت فرمائیں گے۔

محمد ظفر علی سیالوی

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِک نظر ادھر بھی!

بندہ ناچیز کے پاس مختلف رسائل اہل سنت پہنچتے ہیں مثلاً ماہنامہ نور الحبیب، ماہنامہ اہل سنت، ماہنامہ الحقیقہ، ماہنامہ کاروان قمر، ماہنامہ سوئے حجاز، ماہنامہ فکر سواد اعظم، رضائے مصطفیٰ، ماہنامہ فکر صراط مستقیم وغیرہ اوران میں علماء اہل سنت کے مختلف عنوانات پر علمی مقالہ جات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ خیال آیا کہ کیوں نہ ان میں سے میلاد شریف سے متعلقہ مضامین کو یکجا کر کے احباب اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا جائے تو رسائل کی چھان بین شروع کی خوبصورت علمی مضامین کا انتخاب کیا اور میلاد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھولوں سے سجا ایک خوبصورت گل دستہ تیار کیا جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جن علماء کرام کے مضامین شامل اشاعت ہیں۔ ان میں سرفہرست شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری صاحب، حاجی ابوداؤد محمد صادق صاحب، حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف القادری صاحب، مفتی ابراہیم آسوی صاحب، علامہ فضل غنی اشرفی صاحب، علامہ شفقات احمد نقشبندی صاحب شامل ہیں۔

فقیر پر تقصیر ان علماء کرام مدظلہم اور رسائل کے شکریہ کے ساتھ یہ گلدستہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں مگر ایک وضاحت کے ساتھ کہ مضامین کے اندر کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کی۔ حوالہ جات وتحقیق وتخریج مضامین نگار حضرات کی ہی ہے۔ ہاں اگر کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو اس سے ان کا دامن بری ہے۔

اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے اور میرے لئے، قارئین کے لئے، علماء وعوام

اہل سنت کے لئے ذریعہ نجات بنائے، سعادت دارین وزیارت حرمین عطا فرمائے، درازی عمر بالخیر عطا فرمائے۔

خاتمہ بالایمان فرمائے، بروز حشر اپنی رحمت خاص سے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے۔ آمین!

ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

21 ذوالحجہ 1435 ہجری

17 اکتوبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک

بعد از نماز عشاء

ظہورِ نورِ مصطفیٰ

علیہ التحیۃ والثناء

تالیف وترتیب

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسول الکریم

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد (ﷺ) رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح وقلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی، جو وہ امامِ امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اُٹھتا، نہ ظلمتوں کا حجاب اُٹھتا
فروغ بخش نگاہِ عرفاں، اگر چراغ حرم نہ ہوتا

(اقبال احمد خاں سہیل)

ربیع الاول کا مبارک ومسعود مہینہ اہل اسلام کی مسرتوں کا مہینہ ہے، اہل محبت کی عید کا مہینہ ہے...... جوں ہی ہلالِ عید ربیع الاول طلوع ہوتا ہے، روحانی دنیا میں بہار آجاتی ہے...... ہر طرف جشن کا ایک سماں ہوتا ہے اور میلاد کی محفلیں سجائی جاتی ہیں...... کیوں نہ ہو کہ اس ماہ میں وہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے، جو وجہ تخلیق آدم وبنی آدم ہیں...... وہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کہ اگر ان کا نور نہ ہوتا تو کائنات کی کوئی چیز معرض وجود میں نہ آتی...... جیسا کہ جلیل القدر محدث، امام عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ مشہور صحابی رسول حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث پاک نقل کی ہے:

حدیث نور

عبدالرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال: سالت

رسـول الله صلـى الله عـليـه وسـلـم عن اول شى ؟ خلقه الله تـعالىٰ؟ فقال: هو نور نبيك يا جابر خلقه الله، ثم خلق فيه كل خيـر، وخـلـق بـعـده كل شىء، وحين خلقه، اقامه قدامه من مـقام القرب اثنى عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اقسام فخلق الـعـرش والكرسى من قسم، وحملة العرش وخزنة الكرسى مـن قسم، واقام القسم الرابع فى مقام الحب اثنى عشر الف، ثـم جعله اربعة اقسام فخلق القلم من قسم، واللوح من قسم، والـجنة من قسم، ثم اقام القسم، الرابع فى مقام الخوف اثنى عشـر الف سـنة جـعـلـه اربعة اجزاء فخلق الملئكة من جزء، والشـمـس مـن جـزء، والـقـمر والكواكب من جزء، واقام الـجـزء، والشـمـس مـن جزء، والقمر والكواكب من جزء، واقـام الـجزء، الرابع فى مقام الرجاء اثنى عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء والعلم والحكمة (من جزء) والعصمة والتوفيق من جزء واقام الجزء الرابع فى مقام الـحيـاء اثـنى عشر الف سنة ثم نظر الله ع زوجل اليه فترشح النور عرقا فقطر منه مائة الف واربعة (و عشرون الف واربعة الآف) قـطـرة مـن نور، فخلق الله من كل قطرة روح نبى، او روح رسـول ثم تنفست ارواح الانبياء فخلق الله من انفاسهم الاوليـاء والشهـداء والسـعـداء والـمطيعين الى يوم القيامة، فـالـعـرش والـكـرسـى مـن نـورى والـكـروبيون من نورى والـروحانيون والملائكة من نورى والجنة وما فيها من النعيم مـن نـورى، ومـلائكة السموات السبع من نورى، والشمس

والقمر والكواكب من نوری، والعقل والتوفيق من نوری، وارواح الرسل والانبياء من نوری، والشهداء والسعداء، والصالحون من نتاج نوری، ثم خلق الله اثنی عشر الف حجاب فاقام الله نوری وهو الجزء، الرابع، فی كل حجاب الف سنة، وهی مقامات العبودية والسكينة والصبر والصدق واليقين، فغمس الله ذلك النور فی كل حجاب الف سنة فلما اخرج الله النور من الحجب ركبه الله فی الارض فكان يضیء منها ما بين المشرق والمغرب كالسراج فی الليل المظلم، ثم خلق الله آدم من الارض فركب فيه النور فی جبينه، ثم انتقل منه الی شيث، وكان ينتقل من طاهر الی طيب، ومن طيب الی طاهر، الی ان اوصله الله صلب عبدالله بن عبدالمطلب، ومنه الی رحم امی آمنة بنت وهب، ثم اخرجنی الی الدنيا فجعلنی سيّد المرسلين وخاتم النبيين ورحمة للعالمين وقائد الغر المحجلين وهكذا كان بدء خلق نبيك يا جابر...... (۱)

''امام عبدالرزاق، معمر سے وہ ابن منکدر سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شے پیدا کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرما کر اس میں ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شے پیدا کی، جب اس نور کو پیدا فرمایا تو اسے بارہ ہزار سال تک مقام قرب پہ اپنے سامنے فائز رکھا، پھر اس کے

چار حصص کئے، ایک حصہ سے عرش و کرسی، دوسرے حصہ سے حاملین عرش اور خازنین کرسی پیدا کئے، پھر چوتھے حصہ کو مقام محبت پر بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار میں تقسیم کیا، ایک سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے جنت بنائی، پھر چوتھے کو مقام خوف پر بارہ ہزار سال رکھا، پھر اس کے چار اجزاء کئے، ایک جز سے ملائکہ، دوسرے سے شمس، تیسرے سے قمر اور ستارے بنائے، پھر چوتھے جز کو مقام رجا پر بارہ ہزار سال تک رکھا، پھر اس کے چار اجزاء بنائے، ایک سے عقل، دوسرے سے علم وحکمت، تیسرے سے عصمت وتوفیق بنائی، پھر چوتھے کو مقام حیا پر بارہ ہزار سال تک رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا، جس سے ایک لاکھ چار یا چوبیس ہزار نور کے قطرے جھڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرہ سے کسی نبی کی روح یا رسول کی روح کو پیدا کیا، پھر ارواح انبیاء نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان انفاس سے تا قیامت آنے والے اولیاء، شہداء، سعداء اور فرماں برداروں کو پیدا فرمایا، تو عرش وکرسی میرے نور سے، کروبیون میرے نور سے، روحانیوں میرے نور سے، ملائکہ میرے نور سے، جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے، شمس وقمر اور ستارے میرے نور سے، عقل وتوفیق میرے نور سے، ارواحِ رسل وانبیاء میرے نور سے، شہداء، سعداء اور صالحین میرے نور کے فیض سے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے جز رابع کو ہر پردہ میں ہزار سال رکھا اور یہ مقامات عبودیت، سکینہ، صبر اور صدق ویقین تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہزار سال تک ہر پردہ میں غوطہ زن رکھا، جب اسے ان پردوں سے نکالا اور اسے زمین پر متمکن کیا تو اس سے مشرق ومغرب یوں روشن ہوئے جیسے تاریک

رات میں چراغ، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا کیا تو ان کی پیشانی میں نور رکھا، پھر اسے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل کیا، پھر وہ طاہر سے طیب اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا ہوا عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں اور آمنہ بنت وہب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے شکم میں آیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں پیدا فرما کر رسل کا سردار، آخری نبی، رحمۃ للعالمین اور روشن اعضاء والوں کا قائد بنایا۔ تو اے جابر! یوں تیرے نبی کی تخلیق کی ابتدا ہوئی''......

راز دان حقیقت، سراج اُمت سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کو اس شعر میں کس جامعیت سے بیان کیا ہے:

انت الذی لولاك ما خلق امرء

کلا ولا خلق الوریٰ لولاك

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز نہ کوئی آدمی پیدا ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی''......(۲)

علامہ اقبال نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا:

ہو نہ یہ پھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
بزم ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے(۳)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے نور محمدی کو ہزار ہا سال تک اپنی جلوہ گاہ خاص میں رکھا، پھر سلسلہ تخلیق کائنات کا آغاز فرمایا تو نورِ محمدی کو سیّدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا......

پھر اس نور کو پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا(۴) یہاں تک کہ یہ نور پاک سیّدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس قرار پذیر ہو گیا......

جانِ بہار

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جب آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں قرار پذیر ہوا، اس رات:

سارا عالم بقعہ نور بن گیا...... زمین سرسبز و شاداب ہو گئی...... خشک درخت ہریالے اور بارآور ہو گئے ...... قحط سالی دور ہوئی ...... رزق میں اتنی فراخی اور وسعت ہوئی کہ ولادت مصطفیٰ کے سال کو سنة الفتح والابتهاج (یعنی مسرت و شادمانی کا سال) کا نام دیا گیا...... خشکی اور تری کے تمام جانور، چوپائے، درندے اور پرندے ایک دوسرے کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ گر ہونے کی بشارت دینے لگے اور قریش کے تمام جانور یوں گویا ہوئے:

حمل برسول الله صلى الله عليه وسلم ورب الكعبة وهو امام الدنيا وسراج اهلها ...... (۵)

"رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تشریف لے آئے، آپ دنیا بھر کے امام اور سورج ہیں"......

اس جانِ بہار کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے اس سال تمام روئے زمین کی حاملہ عورتوں کے ہاں لڑکے عطا فرمائے......(۶)

ولادت سے تبرک حاصل کرو

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت سیّدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا.... ملائکہ بارگاہ الٰہیہ میں عرض گزار ہوئے:

''بار الٰہا! تیرے نبی کے سر سے پدر بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا اور وہ یتیم ہو گئے''......

ارشاد خداوندی ہوا:

انا ولیه وحافظه وحامیه وربه وعونه ورازقه وکافیه فضلوا علیه وتبرکوا باسمه......(۷)

''میں خود اس کا حافظ وناصر، ولی ومددگار، مربی ورازق، حامی ونگہبان اور کفایت کرنے والا ہوں، سو تم ان پر درود بھیجو اور ان کے اسم گرامی سے برکات حاصل کرو''......

وتبرکوا بمولده فمولده میمون مبارك......(۸)

''اے فرشتو! تم ان کی ولادت سے تبرک حاصل کرو، کیوں کہ آپ کی ولادت باعث خیر وبرکت ہے''......

اس ارشاد گرامی سے گویا یہ بتانا مقصود تھا کہ تم خیال کرتے ہو یتیم بے کس ہوتا ہے، مگر یہ حبیب بے کس نہیں، بلکہ یتیم ہو کر بھی بے کسوں کا کس اور بے بسوں کا فریادرس ہے...... عالم کی حاجت روائی کا سہرا اسی کے فرق ناز پر سجتا ہے......

سنہری تعویذ

سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''مجھے حاملہ ہونے کا پتہ ہی نہ چلا...... نہ مجھے دوسری عورتوں کی طرح کوئی بوجھ محسوس ہوا...... **واتانی آت وانا بین النائم والیقظان فقال هل شعرت انك حملت فکانی اقول ما ادری فقال انك قد حملت بسید هذه الامة ونبیها**......(۹)

''ایک روز میں نیند اور بیداری کے عالم میں تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا، آمنہ! تجھے علم ہے کہ تو حاملہ ہے؟ میں نے لاعلمی

کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ تمہارے بطن میں اس اُمت کے سردار اور نبی تشریف فرما ہیں"......

ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

انک حملت بخیر البریة وسیّد العالمین فاذا ولدتیه فسمیه احمد ومحمدا وعلقی علیه هذه فانتهت وعند راسها صحیفة من ذهب مکتوب علیها:

اعیذ بالواحد من شر کل حاسد ......(۱۰)

"اے آمنہ! تم تمام مخلوقات سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار کی والدہ بننے والی ہو، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام احمد اور محمد رکھنا اور یہ تعویذ ان کے گلے میں لٹکا دینا...... جب میں بیدار ہوئی تو میرے پاس سونے کا ایک صحیفہ پڑا ہوا تھا، جس پر یہ الفاظ تحریر تھے:

اعیذ بالواحد من شر کل حاسد......

"میں اللہ واحد سے اس (نومولود) کے لئے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں"......

بزم کون ومکاں کو سجایا گیا

باعث تخلیق کائنات علیہ التحیۃ والصلوات کی تشریف آوری کی شب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمانوں اور بہشتوں کے دروازے کھول دو اور فرشتوں کو حاضری کا حکم دیا، چناں چہ فرشتے ایک دوسرے کو محبوب پاک کی آمد کی بشارتیں دیتے ہوئے زمین پر اترے فلم یبق ملك الاحضر......

"اور ایسا کوئی فرشتہ باقی نہ رہا جس نے بوقت ولادت حاضری نہ دی ہو"......

پہاڑ بلند ہو کر اظہارِ مسرت کر رہے ہیں...... خوشی ومسرت سے سمندر کی لہریں اوپر اٹھ رہی تھیں اور نہر کوثر کے گرد اگرد ستر ہزار کستوری کے درخت اُگائے گئے......(۱۱)

جنت میں میلاد کا صلہ

عرب میں رواج ہے کہ وہ اپنی محافل میں اگر، عود وغیرہ کا بخور جلاتے ہیں، جس سے محفل معطر ومعنبر ہو جاتی ہے...... مسجد نبوی شریف بالخصوص ریاض الجنۃ میں روزانہ مغرب کے بعد اور تہجد کے وقت اعلیٰ اور عمدہ بخور جلایا جاتا ہے......

اہل جنت کے لئے بھی بخور کا اہتمام کیا جائے گا، ظاہر ہے کہ یہ اعلیٰ ترین بخور ہو گا...... چنانچہ اس کے لئے شب ولادت لگائے جانے والے کستوری کے ستر ہزار درختوں کے پھل سے بخور کا کام لیا جائے گا......(۱۲)

اس میں غالباً حکمت یہ ہے کہ اہل جنت عظمت میلاد مصطفیٰ کا مشاہدہ کر لیں اور جان لیں کہ جنت کی زینت اور خوشبو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے میلاد کے صدقے ہی ہے اس میں یہ اشارہ بھی مضمر ہے کہ جنت میں داخل ہونے اور جنتی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والے وہی ہوں گے جو ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر خوشی مناتے تھے......

چراغاں

ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے روشنی اور چراغاں کا اہتمام فرمایا...... ہر آسمان پر روشنی کے دو دو ستون نصب کئے گئے، ایک زبرجد کا اور دوسرا یاقوت کا...... گویا یہ سرخ وسبز رنگ کی ٹیوبیں تھیں، جن سے آسمان بقعہ نور بن گیا اور ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں نصب کی گئی ان ٹیوبوں کو باقی رکھا گیا......

چنانچہ جب شب اسریٰ آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان سے گزر ہوا تو آپ کو بتایا گیا

هذا ضرب استبشارا بولادتك ...... (۱۳)

''انہیں آپ کی ولادت کی خوشی میں نصب کیا گیا تھا''......

سراپا نور، نورِ علیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے لمحات نور فزا کا یہ عالم تھا کہ دنیا بقعہ نور بن گئی...... امتلات الدنیا کلھا نور (۱۴) ستارے پھلجھڑیوں کی صورت زمین پر جھکے چلے آتے تھے جیسا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ سے مروی ہے (۱۵) ایک روایت میں ہے:

البست الشمس یومئذ نورا عظیما ...... (۱۶)

''اس دن سورج کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا (یعنی سورج کا نور بڑھا دیا گیا)''......

پرچم لہرائے گئے

جشن ولادت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں پرچم لہرائے گئے، سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھ سے تمام حجابات دور کر دیئے:

رأیت مشارق الارض ومغاربھا ورایت ثلاثۃ اعلام مضروبات علما فی المشرق وعلما فی المغرب وعلما علی ظھر الکعبۃ ...... (۱۷)

''زمین کے مشارق ومغارب میرے سامنے تھے، میں نے تین جھنڈے نصب شدہ دیکھے:

ایک جھنڈا مشرق میں، ایک جھنڈا مغرب میں اور ایک جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر لگایا گیا''......

ان تین پرچموں کے علاوہ ایک پرچم زمین وآسمان کے درمیان لہرایا گیا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

رأیت علما من سندس علی قضیب من یاقوت قد ضرب بین السمآء والارض ...... (۱۸)

''میں نے یاقوت کی چھڑی سے پیوستہ ریشمی جھنڈا دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان لہرایا گیا''......

فرحت بخش شربت

شب ولادت حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حرم کعبہ میں تھے اور آپ کی بہو سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں اکیلی تھیں، آپ فرماتی ہیں:

''مجھے قدرے خوف محسوس ہوا، اچانک میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا، اس نے اپنے پر میرے سینے کے ساتھ ملے، جس سے خوف وہراس زائل ہو گیا (۱۹) اس پرندے نے مجھے شربت پیش کیا، جو دودھ سے سفید، شہد سے شیریں اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا (۲۰) جس کے پینے سے مجھے نورانیت محسوس ہوئی...... پھر میں نے بہت سی دراز قامت حسین وجمیل عورتیں دیکھیں، میں نے کہا، تم کون ہو؟...... کہنے لگیں، آسیہ (فرعون کی بیوی)، مریم بنت عمران (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور یہ ہمارے ساتھ جنتی حوریں ہیں (۲۱) حوریں عرض کرنے لگیں:

ارسلنا الله الیك لنتبرك بهذا المولود الذی تلدینه فی هذه اللیلة ......(۲۲)

''اے آمنہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف اس لئے بھیجا ہے تاکہ آج رات آپ کے ہاں پیدا ہونے والے مبارک فرزند سے ہم برکت حاصل کریں''......

آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

اسی اثناء میں ایک سفید ریشمی چادر زمین و آسمان کے درمیان آویزاں کر دی گئی ...... کسی کہنے والے نے کہا، لوگوں کی نگاہ آپ پر نہ پڑنے پائے ...... پھر میں نے کچھ

لوگوں کو فضا میں معلق دیکھا، جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے تھے...... پرندوں کے ایک غول نے میرے حجرے کو گھیر لیا، ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے ...... اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا، میں نے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کیا اور تین جھنڈے دیکھے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ کی چھت پر نصب تھا (۲۳) پھر ایک سفید پرندہ اپنے پروں کو میرے پیٹ سے مس کرتے ہوئے گویا ہوا:

اظهر يا سيّد المرسلين ...... اظهر يا خاتم النبيين ...... اظهر يا رحمة للعالمين ...... اظهر يا نبی الله...... اظهر يا خير خلق الله ...... اظهر يا نور من نور الله ...... بسم الله ...... اظهر يا محمد بن عبدالله فظهر صلى الله عليه وسلم كالبدر المنير ...... الصلوٰة و السلام عليك يا رسول الله ......(۲۴)

''اے سیّد المرسلین! ظہور فرمائیے ...... اے خاتم النبیین! جلوہ افروز ہو جائیے...... اے رحمۃ للعالمین! قدم رنجہ فرمائیے...... اے نبی اللہ! صحن عالم کو رونق بخشئے ...... اے نور من نور اللہ! جلوہ افروز ہو جائیے...... بسم اللہ، اے محمد بن عبداللہ! تشریف لائیے ...... پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے رونق افروز ہوئے ...... **الصلوٰة و السلام عليك يا رسول الله**''......

کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

خرج معه نور اضاء له ما بين المشرق و المغرب ...... (۲۵)

''جب آپ پیدا ہوئے تو ایسا نور ظاہر ہوا جس سے شرق تا غرب ہر چیز روشن ہو گئی''......

دوسری روایت میں ہے:

خرج منی نور اضاء له قصور الشام ...... (۲۶)

''مجھ سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے'' ......

اس حقیقت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بیان فرمایا:

رات امی انه خرج منها نور اضاء ت به قصور الشام ...... (۲۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ''شفا'' جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ بننے کا شرف حاصل ہوا، فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی، میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں میں لیا تو ایک آواز آئی:

رحمك ربك ......

''تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے'' ......

فاضاء لی ما بین المشرق والمغرب حتی نظرت الی بعض قصور الشام ...... (۲۸)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے میرے سامنے مشرق و مغرب میں روشنی ہو گئی، یہاں تک کہ مجھے ملک شام کے محلات نظر آنے لگے'' ......

مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا:

مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اجالا صبح شب ولادت (۲۹)

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی اجازت سے جو نعتیہ اشعار پڑھے، ان میں بھی ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی نورانیت اور اُجالے کی منظر کشی کی گئی ہے:

وانت لما ولدت اشرقت الارض
وضاءت بنورك الافق (۳۰)

''اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے......(۳۱)

نور من نور اللہ

ہر چند کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشری لباس میں جلوہ گر ہوئے، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراپا نور بنا کر بھیجا، جیسا کہ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے میں مژدۂ جاں فزا یوں سنایا گیا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ......(۳۲)

''بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب''......

حضرت ابوامیہ تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعینی ھاتین و کان نورا کلہ بل نورا من نور اللہ ...... (۳۳)

''میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، آپ سراسر نور بلکہ (نور من نور اللہ) اللہ کے نور میں سے نور تھے''......

آپ کا سایہ نہ تھا

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن ابن جریج قال اخبرنی نافع ان ابن عباس قال: لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوء، ہ ضوء، الشمس، ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوء ہ ضوء السراج ...... (۳۴)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا سایہ نہ تھا، جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کے نور کی روشنی، سورج پر غالب آجاتی، اسی طرح کسی چراغ کے سامنے قیام ہوتا تو آپ کے نور کی روشنی چراغ پر غالب رہتی"......

پہلا کام، پہلا کلام

جب سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا...... حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فوضعت محمدا ونظرت اليه فاذا هو ساجد قد رفع اصبعيه الى السماء كالمتضرع المبتهل ......(۳۵)

"جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف یوں اٹھائی ہوئی ہیں جیسے کوئی عجز و نیاز اور زاری سے دعا کر رہا ہو"......

سجدے سے سر انور اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ انی رسول الله ...... (۳۶)

سہیلی روایت کرتے ہیں کہ ولادت کے وقت سب سے پہلا کلام آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے نکالا وہ:

"جلال ربی الرفيع" تھا ...... (۳۷)

"اور یہ روایت بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة واصيلا ......(۳۸)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد خان فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے والد ماجد حضرت علامہ شاہ نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ بعض

روایات میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی میں عرض کیا:

یا رب هب لی امتی ......

''خدایا میری اُمت مجھے بخش دے''......

خطاب ہوا:

و هتك اُمتك با علی همتك......

''میں نے تیری اُمت تیری بلند ہمت کے سبب تجھے بخشی''......

پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا:

اشهد وا یا ملائكتی ان حبیبی لا ینسی امته عند الولادة فكیف ینساها یوم القیامة......

''اے فرشتو! گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو ولادت کے وقت نہیں بھولا تو قیامت کے دن کب بھولے گا''......(۳۹)

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت باسعادت سے کچھ دیر بعد ایک سفید بادل رونما ہوا، جس کے باعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے...... میں سن رہی تھی کہ منادی کہہ رہا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام روئے زمین اور تمام سمندروں کی سیر کراؤ اور جملہ ذی روح جن، انسان، وحشی، پرندے اور ملائکہ آپ کے سامنے پیش کرو تا کہ تمام مخلوق آپ کی صفات، صورت اور اسم گرامی سے آشنا ہو جائے...... پھر آپ کو آدم علیہ السلام کی صورت، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، اسماعیل علیہ السلام کی زبان، اسحاق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدت وقوت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی طاعت، یوشع علیہ السلام کا

جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال علیہ السلام کی حب، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحیٰ علیہ السلام کی عصمت اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو تا کہ آپ تمام انبیاء کے کمالات وصفات کے جامع ہو جائیں......

پھر وہ بادل ہٹ گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ سبز ریشم کو پکڑے ہوئے ہیں اور اس سے پانی ٹپک رہا ہے...... یکا یک آواز آئی:

بخ بخ قبض محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الدنیا کلھا لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضتہ ......

''واہ واہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں جو آپ کے قبضہ میں نہ ہو''......(۴۰)

ملک ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تخت ابد پہ بیٹھا صبح شب ولادت

(۴۱)

مہر نبوت

پھر میں نے آپ کی طرف نگاہ کی، دیکھا کہ آپ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں اور آپ سے خالص کستوری کی خوش بو آ رہی ہے...... اتنے میں میں نے تین آدمی دیکھے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا تھال اور تیسرے کے پاس سفید ریشمی کپڑا تھا...... کپڑے کو کھولا تو اس میں سے ایک ایسی مہر نکلی جسے مہر نکلی جسے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں ...... اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آفتابے سے سات مرتبہ نہلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر لگائی، آپ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹا، تھوڑی دیر کے لئے اپنے پروں کے نیچے رکھا اور پھر مجھے واپس کر دیا''......(۴۲)

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو جنت کے خازن، رضوان نے آپ کے کان میں کہا:

ابشر یا محمد فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیته فانت اکثرھم علما واشجعھم قلبا ......(۴۳)

''یا محمد (اے بہت زیادہ تعریف کئے گئے!) آپ کو بشارت ہو کہ آپ کو تمام انبیاء کے تمام علوم عطا کر دیئے گئے ہیں آپ علم میں کل انبیاء سے فائق اور قوت و بہادری میں سب سے ممتاز ہیں''......

نکتہ

اہل عرب کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ حرف نفی کے بعد نکرہ استغراق وعموم کا فائدہ دیتا ہے، یہاں نبی اور علم دونوں نکرہ ہیں جو ''ما'' نافیہ کے بعد آرہے ہیں، اس استغراق وعموم سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت ولادت جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جملہ علوم حاصل تھے...... جب ولادت باسعادت کے وقت آپ کے علوم کا یہ حال تھا تو ظاہری حیات مبارکہ کے آخری ایام تک علوم ومعارف کی کثرت کا کیا عالم ہوگا، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ......(۴۴)

''اور یقیناً ہر آنے والی ساعت آپ کے لئے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے''......

چھ علامات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے بعد میں نے چھ چیزوں کا مشاہدہ کیا:

۱- آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا......

۲- سجدہ سے سر اٹھا کر بزبان فصیح فرمایا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ انی رسول الله ......

۳- سارا گھر آپ کے نور سے روشن ہو گیا......

۴- میں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی:

''اے صفیہ! انہیں غسل دینے کا تکلف نہ کرو، ہم نے ان کو پاک صاف پیدا کیا ہے''......

۵- آپ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے......

۶- کرتا پہناتے ہوئے میری نظر آپ کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت پر پڑی، جس پر ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تحریر تھا......(۴۵)

کعبہ جھوم اُٹھا

حضرت سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب ولادت حرم کعبہ میں تھے...... آدھی رات کے بعد آپ نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں جھک کر تکبیر کی آوازیں بلند کر رہا ہے......

الله اکبر الله اکبر رب محمد المصطفی الان قد طهرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین......(۴۶)

''اللہ اکبر! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے مجھے بتوں اور مشرکین کی نجاستوں سے پاک وصاف کر دیا ہے''......

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

(۴۷)

کعبہ تین دن تک اسی طرح جھومتا رہا اور اس سے یہ آواز آتی رہی، میرا نور مجھے واپس لوٹا دیا گیا، اب ہر طرف سے میری زیارت کرنے والے آیا کریں گے اور مجھے جہالت و گمراہی سے پاک کر دیا جائے گا...... اے عزیٰ (بت کا نام)! تجھے ہلاکت

ہو......(۴۸)

عرش عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبح شب ولادت

(۴۹)

اعلانِ عید

شب میلاد کعبے میں نصب بت اوندھے گر گئے ...... جب سب سے بڑا بت ''ہبل'' منہ کے بل گرا تو آواز آئی:

آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، جو مخلوقات کو گمراہی کی ظلمت سے نکال کر ہدایت کی روشنی عطا کرے گا...... جو سب کا رسول اور سراج منیر ہے:

اے فرشتگان! گواہ باشد مفاتیح خزائن به او ارزانی داشتند پس روزِ ولادت اور اعید خود سازید وهر سال تا قیامت به آن روز تبرك جوئید ......(۵۰)

''اے فرشتو! گواہ رہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں...... سو آپ کے یوم ولادت کو اپنی عید بنا لو اور تا قیامت ہر سال یوم میلاد سے تبرک حاصل کرتے رہنا'' ......

عجائبات

اس رات اور بھی بہت سے عجائبات کا ظہور رہوا، فارس کا آتش کدہ (جس میں ایک ہزار سال سے متواتر آگ جل رہی تھی اور اس کی پوجا ہو رہی تھی) ایسا سرد پڑا کہ کوشش بسیار کے باوجود دوبارہ روشن نہ ہو سکا...... بحیرہ ساوہ جو کئی میلوں پر پھیلا ہوا تھا اور جس کے کنارے شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی، اچانک خشک ہو گیا اور شیاطین کا آسمانوں پر

داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا...... کسریٰ کے عظیم الشان محل میں زلزلہ برپا ہو گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے......(۵۱)

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکان کسریٰ صبح شب ولادت(۵۲)

امام بوصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ عجائبات شب میلاد کا منظر یوں بیان کرتے ہیں (۵۳)

وبات ایوان کسری وھو منصدع
کشمل اصحاب کسری غیر ملتئم

''آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کسریٰ کا محل یوں پھٹ گیا (اور قابل مرمت نہ رہا) جیسے لشکر کسریٰ منتشر ہونے کے بعد پھر منظّم نہ ہو سکا''......

والنار خامدۃ الانفاس من اسف
علیہ والنھر ساھی العین من سدم

''آتش مجوس کے شعلے بہ سبب افسوس کے سرد پڑ گئے، اور نہر فرات ندامت وغم اور سراسیمگی کی وجہ سے اپنا منبع بھول گئی''......

وساء ساوۃ ان غاضت بحیرتھا
ورد واردھا بالغیظ حین ظمی

''اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کر دیا کہ بحیرۂ ساوہ پانی خشک ہو گیا اور پیاسے جو اس کے گھاٹ پر آئے، تشنہ و خشمگین لوٹائے گئے''......

والجن تھتف والانوار ساطعۃ
والحق یظھر من معنی ومن کلم

''اور جن، غیب سے آپ کے ظہور کی آوازیں دے رہے تھے اور انوار چمک رہے تھے اور ظاہر و باطن سے حق و صداقت کا ظہور ہو رہا تھا''......

عموا وصموا فاعلان البشائرلم
تسمع وبارقة الانذار لم تشم

''حالاں کہ ان کوان کے کاہنوں نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ ان کا ٹیڑھا دین آئندہ قائم نہیں رہے گا''......

وبعد ما عاينوا فی الافق من شهب
منقضة وفق ما فی الارض من صنم

''اور باوجود اس کے کہ انہوں نے اطراف آسمان میں اس طرح شہاب گرتے دیکھے، جس طرح زمین پر بتوں کا منہ کے بل گرنا دیکھا''......

صبح سعادت

آخر کار کفر وشرک کی شب دیجور ختم ہوئی اور ایک نورانی صبح نو کا آغاز ہوا:

سر صبح سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالم امکاں سے نکالا
اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا
یہ گردن پرنور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر ان کے گریباں سے نکالا

(۵۴)

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے انوار وتجلیات کے صدقے ہمارے قلوب کو منور فرمائے اور برکاتِ میلاد کے توسل سے دنیا وآخرت میں سرخرو فرمائے......

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحبہ اجمعین ۔

حوالہ جات

۱.....مصنف عبد الرزاق (الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف)، بیروت، صفحہ ۶۳ تا ۶۶

۲.....امام اعظم ابوحنیفہ، قصیدۃ النعمان، مجتبائی دہلی، صفحہ ۲۱

۳.....علامہ محمد اقبال، بانگ درا، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، صفحہ ۲۲۰

۴.....سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویہ، مطبوعہ بیروت، جلد ۱، صفحہ ۳۳/ القرآن، الشعراء، آیت ۲۹

۵.....علامہ یوسف نبہانی، الانوار المحمدیہ، بیروت، صفحہ ۲۱

۶..... زینی دحلان، السیرۃ النبویہ، جلد ۱، صفحہ ۳۷

۷.....محمد بن عبد الباقی، زرقانی، مصر، جلد ۱، صفحہ ۱۱۰

۸.....جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، حیدر آباد دکن، جلد ۱، صفحہ ۴۷

۹.....ابن سعد، طبقات کبریٰ، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۹۸/ امام ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفی، لاہور، جلد ۱، صفحہ ۸۸

۱۰.....ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی، دلائل النبوۃ، حیدر آباد دکن، صفحہ ۴۰

۱۱.....خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۷

۱۲.....وقد انبت اللہ لیلۃ ولد علی شاطی نہر الکوثر سبعین الف شجرۃ من المسک الاذفر جعلت ثمارہا بخور اہل الجنۃ.....
(خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۷)

۱۳.....خصائص کبری، جلد ۱، صفحہ ۴۷

۱۴.....ایضاً

۱۵.....امام احمد بن محمد قسطلانی، المواہب اللدنیہ، مصر، صفحہ ۱۱۶

۱۶.....خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۷

۱۷.....المواہب اللدنیہ، مرکز اہل سنت نور بندر، گجرات ہند، جلد ۱، صفحہ ۱۲۵

۱۸..... حجۃ اللہ علی العلمین، صفحہ ۲۲۶

۱۹.....الانوار المحمدیہ، صفحہ ۲۳

۲۰.....امام ابن جوزی، المیلاد النبوی، لاہور، صفحہ ۴۵

۲۱.....یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۲۴۲

۲۲.....المیلادالنبوی، صفحہ۴۴،۴۵

۲۳-الانوارالمحمدیہ، صفحہ۲۳

۲۴.....المیلادالنبوی، صفحہ۴۵،۴۶

۲۵.....حافظ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، قاہرہ، جلد۱، صفحہ۲۰۷/ امام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دارالفکردمشق، جلد۲، صفحہ۳۶

۲۶.....طبقات ابن سعد، جلد۱، صفحہ۱۰۲

۲۷.....ابوبکراحمد بن حسین بیہقی، دلائل النبوۃ، مدینہ منورہ، جلد۱، صفحہ۲۷

۲۸.....دلائل النبوۃ، ابونعیم، جلد۱، صفحہ۴۰/ زرقانی، جلد۱، صفحہ۱۱۹

۲۹.....مولاناحسن رضاخان، ذوق نعت، دین محمدی پریس لاہور، صفحہ۲۹

۳۰.....ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، صحیح مستدرک، جلد۳، صفحہ۳۲۷/مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد۲، صفحہ۳۰

۳۱.....اشرف علی تھانوی، نشرالطیب، صفحہ۹

۳۲.....المائدہ، ۵:۱۵

۳۳.....مصنف عبدالرزاق، جلد۱، صفحہ۶۲، ۶۳، حدیث ۱۷

۳۴.....مصنف عبدالرزاق، جلد۱، صفحہ۵۶، حدیث۴

۳۵.....زرقانی، جلد۱، صفحہ۱۱۲

۳۶.....علامہ عبدالرحمٰن جامی، شواہدالنبوۃ، عمدۃ المطابع دہلی، صفحہ۳۶

۳۷.....السیرۃ النبویہ، زینی دحلان، جلد۱، صفحہ۳۸

۳۸.....ایضاً

۳۹.....مولاناشاہ نقی علی خان بریلوی، سرورالقلوب بذکرالمحبوب، لاہور، صفحہ۱۳

۴۰.....المواہب اللدنیہ وزرقانی، جلد۱، صفحہ۱۱۴-۱۱۳/ خصائص الکبریٰ، صفحہ۴۸

۴۱.....ذوق نعت، صفحہ۲۹

۴۲.....الانوارالمحمدیہ، صفحہ۲۴

۴۳.....المواہب اللدنیہ وزرقانی، جلد۱، صفحہ۱۱۵

۴۴.....الضحیٰ، ۹۳:۴

۴۵.....شواہدالنبوۃ، صفحہ۳۶،۳۵

۴۶.....شیخ عبدالحق محقق دہلوی، مدارج النبوۃ، نولکشورلکھنؤ، جلد۲، صفحہ:۱۷

۴۷......مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی، حدائق بخشش، رضا اکیڈمی بمبئی، جلد ۱، صفحہ ۲۶

۴۸......خصائص کبریٰ، صفحہ ۴۷

۴۹......ذوق نعت، صفحہ ۳۰

۵۰......ملا معین کاشفی، معارج النبوۃ، سکھر، رکن دوم، صفحہ ۴۳

۵۱......خصائص کبریٰ، صفحہ ۵۱

۵۲......ذوق نعت، صفحہ ۲۹

۵۳......قصیدہ بردہ شریف، الفصل الرابع فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۵۴......ایضاً، صفحہ ۱۶

☆☆☆
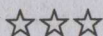
رفعت شانِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

تالیف وترتیب

شیخ الحدیث صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ جل وعلا ساری کائنات کا خالق اور عزت، عظمت اور رفعت کا مالک ہے۔ اسی ذوالعظمۃ والکبریا کا ارشاد گرامی ہے:

(وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○) ...... (۱)

''اے حبیب! ہم نے تیری خاطر تیرے ذکر کو بلند کر دیا'' ......

''رفعنا ذکرك'' اعلامیہ ہے خالق کل کا کہ سب اونچوں سے اونچی مصطفیٰ کی شان رفعت ہے۔ (۲)

رَفَعْنَا

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے، توحید کا تقاضا ہے کہ بندے اسے صیغہ واحد سے خطاب کریں لیکن وہ اپنے لئے کبھی واحد کا صیغہ استعمال فرماتا ہے:

(...... اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا) ...... (۳)

اور کبھی جمع کا۔ جہاں جمع کا صیغہ استعمال فرماتا ہے وہاں یقیناً کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ چناں چہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں جمع کا صیغہ لاتا ہے، وہاں دراصل مابعد کی عظمت کا اظہار مقصود ہوتا ہے، مثلاً:

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ○) ......(۴)

میں عظمت رسالت کی طرف متوجہ فرمایا۔

(اِنَّآ اَنْزَلْنٰـهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○) ...... (۵)

سے کتاب منزل (قرآن کریم) کی شان کی طرف اشارہ ہے۔

علیٰ ہذا القیاس وَرَفَعْنَا ''ہم نے بلند کیا'' فرما کر ذکر مصطفیٰ کی رفعت، عظمت اور

اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ یعنی وہ رفعتوں اور عظمتوں کا خالق و مالک رب ارشاد فرما رہا ہے کہ اے حبیب! تیرا ذکر بلند کرنے والے ہم ہیں، کس کی مجال کہ ہمارے بلند کردہ ذکر کو پست کر سکے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "ہے تری شان رفیع"
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

(۶)

اللہ تعالیٰ نے رفعت ذکر مصطفیٰ کو اپنے ذمہ لیا ہے، مخلوق کے ذمہ نہیں لگایا، کیوں کہ مخلوق کی ایک حد ہے، اگر اس کے ذمے ہوتا تو وہ اپنے مخصوص اور محدود دائرہ کار میں رہتے ہوئے ذکر مصطفیٰ کو بلند کرتی مگر اللہ تعالیٰ لامحدود ہے، سو اس کے بلند کئے ہوئے ذکر کی بھی کوئی حد نہیں۔ نیز مخلوق فانی ہے، اس کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی مخلوق کی طرف سے کیا گیا ذکر بھی ابتدا وانتہا میں مقید ہو جاتا، مگر اللہ تعالیٰ ازلی ابدلی ہے، اس کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، سو اس کا بلند کیا ہوا ذکر مصطفیٰ بھی ازلی ابدی ہے، ہمیشہ ہمیشہ تک بلند رہے گا۔

لَكَ

آیت مبارکہ میں لَكَ کا اضافہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اگر صرف رَفَعْنَا ذِكْرَكَ فرما دیا جاتا تو جملہ مکمل ہو جاتا، مگر رفعنا فعل کے مفعول ذکرك سے پہلے لک کا اضافہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ اے محبوب! ہم نے تیرا ذکر اس لئے بلند کیا ہے کہ تو راضی ہو جائے، تیری رضا اور خوشی کے لئے یہ اہتمام کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس سورہ کی پہلی آیت الم نشرح لك صدرك میں بھی لک کا اضافہ ہے، اس لک کے اضافہ اور مفعول پر اس کی تقدیم کی حکمت علامہ آلوسی

رحمتہ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں:

لالاذعان من اول الامر بان الشرح من منافعه عليه الصلوٰة والسلام ومصالحه مسارعة الى ادخال المسرة فى قلبه الشريف صلى الله عليه وسلم وتشويقا له، عليه الصلوٰة والسلام الى ما يعقبه ليتمكن عنده وقت وروده فضل تمكن ......(۷)

"تاکہ آیت مبارکہ کا ابتدائی حصہ سنتے ہی آپ کا قلب اقدس جذبات مسرت سے سرشار ہو جائے اور اس امر کا پختہ یقین ہو جائے کہ یہ شرح صدر (اور رفعت ذکر) آپ ہی کی خاطر ہے اور اس کا فائدہ آپ ہی کو ہے۔

شیخ محمد امین الہروی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی نکتہ بایں کلمات بیان کیا ہے:

قصدا الى تعجيل المسرة له وتشويقا الى الموخر و كذا يقال فى قوله ورفعنالك ذكرك......(۸)

عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"لک میں ل تخصیص کا ہے، یعنی ایسی رفعت آپ ہی کے لئے ہے، کوئی اس میں آپ کا شریک نہیں" ......(۹)

رفعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملتی ہے

بعض مفسرین نے لک کے "ل" کو لام ملکیت قرار دیا ہے، یعنی رفعت اور بلندی کے آپ مالک ہیں، جسے چاہیں عظمت، رفعت اور بلندی سے سرفراز فرما دیں۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں رحمتہ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"لک" اس لئے بڑھایا گیا ہے، جس سے معلوم ہو کہ بلندی اور رتبہ آپ کی ملک کر دیا گیا کہ جس کو آپ بلند فرمائیں وہ بلند ہو جائے اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دھتکار دیں اس کو دونوں جہانوں میں کہیں پناہ نہ ملے" ......(۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دھتکار دیں اس کو دونوں جہانوں میں کہیں پناہ نہ ملے“......(۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین ہی کو دیکھئے کہ انہیں قرب مصطفیٰ کے صدقے کیا کیا عظمتیں نصیب ہوئیں، فرش زمین ہی نہیں عرش بریں پر بھی ان کے چرچے ہیں۔امام محبؒ طبری روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علی العرش مکتوب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان الشھید، علی الرضا ...... (۱۱)

عرش پر کلمہ طیبہ اور چاروں خلفاء راشدین کے اسماء گرامی تحریر ہیں۔

رفعت ذکر کی تشریح وتفسیر

آیت کریمہ (وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ) کے حوالے سے مختلف ادوار کے چند مفسرین کرام کی تشریح وتفسیر پیش کی جارہی ہے:

حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تفسیر

عالم ربانی غوث صمدانی پیران پیر دستگیر سیّدنا غوث اعظم شیخ سیّد عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ (م۵۶۱ھ) (وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ) کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں:

حیث قرنا اسمک باسمنا، وخلفناک عنا، واخترنا لخلافتنا ونیابتنا، لذلک انزلنا فی شانک:

(مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ) ...... (۱۲)

(اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ)...... (۱۳)

الی غیر ذلک من الآیات وای رفع و کرامۃ اعلیٰ واعظم من ذلک؟......

''ہم نے آپ کے ذکر کو یوں بلند کر رکھا ہے کہ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا اور آپ کو اپنا خلیفہ (اعظم) بنا دیا اور اپنی خلافت اور نیابت کے لئے منتخب فرمالیا۔ اسی لئے ہم نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے آپ کی شان میں یہ اور اسی طرح کی دیگر آیات نازل فرمائیں:

''جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی''......

''بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں''......

اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزت و کرامت اور رفعت کا تصور کیا جا سکتا ہے''......

و بعد ما كرمناك بامثال هذه الكرامات العلية، لاتياس من سعة روحنا ورحمتنا واعانتنا واغاثتنا، ولا تحزن على اذى قومك واستهزائهم، وتطاول معاداتهم وعنادهم معك......

''اے حبیب! جب ہم نے آپ کو اس قسم کی عظیم کرامات سے معزز و مشرف فرما رکھا ہے تو پھر ہماری وسیع تر رحمت، مدد اور اعانت سے مایوس نہ ہو (یہ ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے گی، لہٰذا) اپنی قوم کی ایذا رسانی، استہزاء، دشمنی اور عناد سے غمگین نہ ہوں''......(۱۴)

علامہ قرطبی کی تفسیر

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (م ۶۶۸ھ) اس آیت کی تفسیر یوں تحریر کرتے ہیں:

ضحاک سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے:

لا ذكرت الا ذكرت معى فى الاذان والاقامة والتشهد ويوم الجمعة على المنابر ويوم الفطر ويوم الاضحى وايام

التشـريـق، ويـوم عرفة وعند الجمار، وعلى الصفا والمروة، وفـي خـطبة الـنكـاح، وفي مشارق الارض ومغاربها ولو ان رجـلا عبـدالله جـل ثـنـاؤه، وصدق بالجنة والنار وكل شيء، ولـم يشهد ان محمدا رسول الله، لم ينتفع بشيء وكان كافرا ......

''اذان، اقامت، تشہد میں اور جمعہ کے روز منبروں پر اور عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام تشریق، یوم عرفہ، رمی جمار کے وقت اور صفا و مروہ پر اور خطبہ نکاح میں اور زمین کے مشارق و مغارب میں جہاں اور جب کہیں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ اے حبیب! آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اللہ جل ذکرہ کی عبادت کرے اور جنت، دوزخ اور تمام دینی امور کی تصدیق کرے اور اس بات کی شہادت نہ دے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اس کی عبادت اسے کچھ فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ کافر ہی رہے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آپ سے پہلے رسولوں پر نازل شدہ کتابوں میں آپ کا ذکر کیا اور پہلے انبیاء کو آپ کی بشارت دینے کا حکم دیا اور آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیا''......

اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے:

رفعنـا ذكـرك عـنـد الملائكة في السماء، وفي الارض عند الـمـومـنـين، ونرفع في الآخرة ذكرك بما نعطيك من المقام المحمود، وكرائم الدرجات ...... (۱۵)

''ہم نے آسمانوں پر فرشتوں میں اور زمین پر مومنین میں آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آخرت میں بھی ہم آپ کو مقام محمود پر فائز کر کے اور بلند و بالا درجات سے نواز کر آپ کے ذکر کو بلند کریں گے''......

امام رازی کی تفسیر:

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ (م ۶۰۶ھ) رقم طراز ہیں:

''علماء نے ذکر کیا ہے کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ میں رفعت ذکر سے صرف آپ کی نبوت ہی مراد نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع اور عام ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں آپ کی شہرت ہے، عرش پر آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے، کلمہ شہادت اور تشہد میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کیا جاتا ہے، کتب سابقہ میں آپ کا ذکر ہے، تمام آفاق میں آپ کا ذکر پھیلا ہوا ہے، نبوت آپ پر ختم کر دی گئی، خطبوں اور اذانوں میں آپ کا ذکر کیا جاتا رہے گا، کتب و رسائل کے آغاز و اختتام میں آپ کا تذکرہ ہوتا رہے گا، قرآن کریم کے متعدد مقامات میں آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آتا ہے، مثلاً:

(وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ) ...... (۱۶)

''حالاں کہ اللہ اور اس کے رسول کا زیادہ حق ہے کہ اسے راضی کرتے''......

(وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) ...... (۱۷)

''اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا''......

(اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ) ......(۱۸)

''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا''......

اللہ تعالیٰ دیگر انبیاء کو ان کے ناموں سے ندا فرماتا ہے، مثلاً یا موسیٰ، یا عیسیٰ، جب کہ آپ کو نبی اور رسول کے عنوان سے خطاب فرماتا ہے، مثلاً يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ، يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت رکھ دی ہے، آپ کا ذکر انہیں بھلا لگتا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ساری کائنات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین اور غلاموں سے بھر دوں گا، وہ آپ کی نعت خوانی اور مدح سرائی کرتے، آپ پر درود بھیجتے رہیں گے اور آپ کی سنتوں کی حفاظت کرتے رہیں گے، بلکہ ہر نماز میں فرائض کے

ساتھ ساتھ سنتیں بھی ہیں، وہ فرض میں میرے حکم پر اور سنت میں آپ کے حکم پر عمل پیرا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا:

(مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ) ......(۱۹)

''جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا''......

اور آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا:

(اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ)......(۲۰)

''بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں''......

سلاطین آپ کی اطاعت کو عار نہیں سمجھیں گے، قراء آپ کے الفاظ قرأت کو محفوظ رکھیں گے، مفسرین آپ کی کتاب...... قرآن کریم ...... کی تفسیر کرتے رہیں گے، واعظین آپ کے فرمانات کی تبلیغ کرتے رہیں گے:

بل العلماء والسلاطين يصلون الى خدمتك ويسلمون من وراء الباب عليك ويمسحون وجوهم بتراب روضتك ويرجون شفاعتك فشرفك باق الى يوم القيامة ......(۲۱)

''بلکہ تمام علماء وسلاطین آپ کی بارگاہ عالیہ میں حاضری دیتے رہیں گے اور آپ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کے روضہ اقدس کی خاک کو اپنے چہروں کا غازہ بنائیں گے اور آپ کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے، سو آپ کا شرف تا قیام قیامت باقی رہے گا''......

علامہ آلوسی کی تفسیر

صاحب روح المعانی علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وأی رفع مثل أن قرن اسمه عليه الصلاة والسلام باسمه

عزوجل فی کلمتی الشھادۃ وجعل طاعته طاعته وصلی علیه
فی ملائکته وامر المومنین بالصلاۃ علیه وخاطبه بالالقاب
کیا ایھا المدثر یا ایھا المزمل یا ایھا النبی یا ایھا الرسول
وذکره سبحانه فی کتب الاولین واخذ علی الانبیاء علیھم
السلام وامھم ان یومنوا به صلی اللہ علیه وسلم (۲۲)

''اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا، حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا، مومنوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا تو معزز القاب کے ساتھ مخاطب فرمایا، جیسے: یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ، یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ ...... پہلی آسمانی کتابوں میں بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا، تمام انبیاء اور ان کی اُمتوں سے آپ پر ایمان لانے کا وعدہ لیا......

مجاہد، قتادہ محمد بن کعب، ضحاک اور حسن (رضی اللہ عنہم) وغیرہم مفسرین کرام نے اس کا مفہوم یوں بیان کیا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا اُذْکَرُ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعِیَ ......

''جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں اے حبیب! آپ کا ذکر بھی ہوگا''......

اس سلسلے میں حضرت ابوسعید خدری رحمتہ اللہ علیہ سے ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہے، جسے ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور صاحب دلائل النبوۃ ابونعیم (رحمتہ اللہ علیہم) محدثین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا: آپ کا رب پوچھتا ہے، آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کیسے بلند کیا؟...... میں نے جواب دیا، اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ.......

(اے حبیب!) ''جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا''......(۲۳)

سید قطب مصری کی تفسیر

سید محمد قطب شہید (م ۱۳۸۵ھ) رقم طراز ہیں:

''آپ کا ذکر عالم بالا میں بلند ہونے لگا، پوری زمین میں آپ کی دعوت کا غلغلہ بلند ہو گیا، اس پوری کائنات میں آپ کا نام بلند ہو گیا اور پھر کلمہ طیبہ میں آپ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ جوڑ دیا گیا...... لَآ اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہ جب بھی کوئی کلمہ پڑھے گا آپ کا نام بلند ہوگا، اس کے بعد آخر اور کیا مقام و مرتبہ ہو سکتا ہے؟ یہ تو آپ کا ایک منفرد مقام ہے اور تمام مخلوقات کے مقابلے میں آپ کے لئے مخصوص ہے...... ہم نے آپ کا ذکر لوح محفوظ میں کر دیا کہ زمانے گزر جائیں گے، نسلیں جائیں گی اور آئیں گی اور کروڑوں ہونٹ آپ کے اسم گرامی کو ادا کرتے رہیں گے، صلوٰۃ و سلام بھیجتے رہیں گے، گہری محبت اور عظمت و احترام کا اظہار کرتے رہیں گے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر یوں بھی بلند ہوا کہ آپ کا نام اسلامی نظام زندگی اور شریعت محمدی کے ساتھ منتھی ہو گیا، صرف آپ کا انتخاب ہی رفع ذکر کا باعث بنا...... یہ وہ مقام تھا جو نہ کسی کو کبھی نصیب ہوا اور نہ ہوگا''......(۲۴)

جہاں ذکر خدا وہاں ذکر مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو کس طرح بلند فرمایا؟ اس کا مفہوم بھی اللہ رب العزت نے بیان فرما دیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرِیْلَ، فَقَالَ: اِنَّ رَبِّیْ وَ رَبُّكَ یَقُوْلُ: كَیْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ اَعْلَمُ، قَالَ: اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیَ ...... (۲۵)

''میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے اور کہا کہ میرا اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ بتائیے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ میں نے کہا، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آپ کے ذکر کی رفعت وبلندی کی کیفیت یہ ہے کہ (اے حبیب!) جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا، میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا''......

چناں چہ کلمہ شہادت میں، اذان میں، اقامت میں، تشہد میں، ہر جگہ خالق کائنات کے نام کے ساتھ مخلوق میں سے اگر کسی کا ذکر آتا ہے تو وہ وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وضم الالہ اسم النبی الی اسمہ
اذا قال فی الخمس المؤذن: اشھد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھذا محمد

(۲۶)

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نام نامی اپنے نام کے ساتھ اس طرح متصل فرمادیا ہے کہ ہر موذن پانچ وقت اشھد ان لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اشھد ان محمدا رسول اللہ کی شہادت دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی عظمت وفضیلت کے اظہار کے لئے آپ کے نام کو اپنے نام سے مشتق فرمایا۔ سو عرش والا اللہ (اعظم شانہ) محمود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم محمد ہیں''......

اذان......رفعت شان رفعنالك ذكرك كا نظارہ

رفعت ذکر مصطفیٰ کی ایک نہایت واضح، خوب صورت اور نا قابل تردید حقیقت اذان بھی ہے۔ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیا کے کسی گوشے میں اذان نہ ہورہی ہو۔ کئی سال ہوئے، پاک فوج کے ترجمان ماہ نامہ الہلال میں سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد شعیب کا ایک ایمان افروز مضمون شائع ہوا تھا، جسے ہم نے ماہ نامہ نور الحبیب بصیر پور (اکتوبر ۱۹۹۶ء) میں الہلال کے شکریہ کے ساتھ شائع کیا تھا، بعد میں یہ مضمون بعض دیگر جرائد اور کتابچوں کی زینت بنا تھا۔ موضوع کی مناسبت سے اسے یہاں من وعن درج کیا جارہا ہے:

”دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیلبز مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۱۸ رکروڑ آبادی کے اس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

طلوعِ سحر سیلبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوعِ سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کررہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے۔ جکارتہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے

،وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید ورسالت کے اعلان سے گونج اُٹھتی ہے۔

سری نگر اور سیال کوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے۔ سیال کوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے، اس عرصے میں اذانیں حجازِ مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔

بغداد سے سکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس دوران شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے، اس دوران ترکی میں صدائے توحید ورسالت بلند ہوتی ہے۔

اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے، اس عرصے میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نمازِ مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلبز

سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں؟

ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا۔" (۲۷)

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لك ذكرك دیکھے

(۲۸)

عرش پر نام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، ایک دن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی:

یا رسول اللہ! متی کنت نبیا؟......

"یارسول اللہ! آپ کب سے نبی ہیں؟"......

فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا، پھر متوجہ ہوا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور عرش کو پیدا فرمایا تو:

کتب علی ساق العرش: محمد رسول الله خاتم الانبياء ......

"ساق عرش پر لکھا: محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں"......

پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اس میں حضرت آدم و حضرت حوا (علیہما

السلام) کو ٹھہرایا تو:

کتب اسمی علی الابواب والاوراق والقباب والخیام، وآدم بین الروح والجسد......

''میرا نام جنت کے دروازوں، پتوں، قبوں اور خیموں پر تحریر فرمایا، جب کہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے'' ......

نظر الی العرش فرای اسمی، فاخبره الله تعالی انه سیّد ولدك......

''حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کی طرف نظر اٹھائی تو میرا نام لکھا ہوا دیکھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں'' ......

اور جب شیطان نے ان کو دھوکا دیا:

تابا واستشفعا باسمی الیه ......

''انہوں نے توبہ کی اور میرے نام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفیع بنایا'' ......(۲۹)

حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب حضرت آدم علیہ السلام سے (اجتہادی) خطا ہوگئی تو انہوں نے عرض کی:

یا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی......

''اے میرے رب! میں تجھ سے بحق محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے'' ......

اللہ نے فرمایا، اے آدم! تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ حالاں کہ ابھی میں نے انہیں پیدا نہیں کیا۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے جواباً عرض کی:

یا رب لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك رفعت رأسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

اللهِ فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك
......

''اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے مجھ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا، میں نے یقین کر لیا کہ جس نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے، وہ تجھے تمام مخلوقات میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے (اسی لئے میں نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی ہے)''......

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صدقت یا ادم انه لاحب الخلق الی واذ سئلتنی بحقه فقد غفرت ولو لا محمد ما خلقتك ......

''اے آدم! تو نے سچ کہا، محمد مصطفیٰ واقعی مجھے ساری خلقت میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں، چوں کہ تو نے ان کے وسیلہ سے دعا کی ہے لہٰذا میں نے تیری مغفرت فرمادی ہے''......(۳۰)

ابوالحمراء سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے دیکھا کہ عرش الٰہی پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر تھا۔(۳۱)

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

(۳۲)

عرش کو سکون مل گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اور

اپنی اُمت کو تاکید کردو کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو ان کے ساتھ ایمان لائیں:

فلو لا محمد ما خلقت ادم ولو لا محمد ما خلقت الجنة ولا النار......

''اس لئے کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت ودوزخ کو پیدا کرتا''......

لقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فسكن......(۳۳)

''میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا، وہ کانپنے لگا، میں نے اس پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر کردیا تو اسے سکون مل گیا''......

لوحِ محفوظ پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

اول شیء کتبه الله تعالی فی اللوح المحفوظ انی انا الله لا اله الا انا، محمد رسولی......(۳۴)

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو کلمات لوح محفوظ پر تحریر فرمائے، وہ یہ تھے: میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں''......

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے ایک اور روایت میں ہے:

''لوحِ محفوظ چمک دار موتی سے بنا ہوا ہے، اس کی لمبائی آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے اور چوڑائی مشرق ومغرب کی مقدار کے برابر ہے، اس کے کنارے موتی اور یاقوت سے مرصع ہیں، اس کا قلم نوری ہے اور اس کی پیشانی پر یہ تحریر کندہ ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد وحده لا شريك له دينه الاسلام ومحمد عبده ورسوله فمن امن بالله عزوجل وصدق بوعده واتبع

رسلہ، ادخلہ الجنة ......(۳۵)

اللہ وحدہ لاشریک کہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کا پسندیدہ دین اسلام ہے اور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، جو شخص اللہ عزوجل پر ایمان لائے اور اس کا وعدہ پورا کرتے ہوئے اس کے رسولوں کا اتباع کرے، اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا"......

جنت کے دروازے پر اسم گرامی

جنت کے صدر دروازے، اس کے مکانات اور اس کے درختوں کے پتے پتے پر مالک جنت قاسم نعمت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی منقش ہے۔ چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

علی باب الجنة مکتوب انی انا اللہ لا الٰہ الا انا، محمد رسول اللہ لا اعذب من قالها ......(۳۶)

جنت کے دروازے پر مکتوب ہے کہ بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جس نے اس قول کو تسلیم کر لیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

پتے پتے پر نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فی الجنة شجرة او ما فی الجنة شجرة شك علی بن جمیل ما علیها ورقة الا مکتوب علیها لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ، ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین ......(۳۷)

"جنت میں ایک درخت ہے، یا فرمایا، جنت کے ہر درخت کے ہر ہر پتے پر کلمہ طیبہ تحریر ہے"......

عالم بالا کی ہر چیز پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عرش، سدرۃ المنتہیٰ، آسمان، جنت، حورانِ بہشت اور ملائکہ غرض عالم بالا کی ہر چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نقش ہے۔ اس سلسلے میں ابوالبشر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام چشم دید حقائق کی منظر کشی کرتے ہوئے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو فرماتے ہیں:

فکلما ذکرت اسم اللہ فاذکر الی جنبہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانی رأیت اسمہ مکتوبا علی ساق العرش وانا بین الروح والطین ثم انی طفت السموت فلم ارفی السموت موضعا الا رأیت اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکتوبا علیہ وان ربی اسکننی الجنۃ فلم ار فی الجنۃ قصرا ولا غرفۃ الا رایت اسم محمد مکتوبا علیہ ولقد رأیت اسم محمد مکتوبا علی نحور حور العین وعلی ورق قصب اجام الجنۃ وعلی ورق شجر طوبی وعلی ورق سدرۃ المنتھی وعلی اطراف الحجب وبین اعین الملئکۃ فاکثر ذکرہ فان الملئکۃ تذکرہ فی کل ساعاتھا ......(۳۸)

"اے بیٹے! جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، ساتھ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا، کیوں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا، جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا۔ پھر میں نے آسمان کی سیر کی تو جو جگہ بھی دیکھی، اس پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا پایا اور بے شک میرے رب اللہ عزّ وجل نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو جنت میں جتنے محل اور

بالاخانے دیکھے، تمام پر اسم محمد لکھا ہوا دیکھا۔

اور قسم ہے، میں نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا حور عین کے سینوں پر، جنت کے بانس کے پتوں پر، درخت طوبیٰ کے پتوں پر، پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان۔ سو، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر زیادہ کیا کر، کیوں کہ بلاشک فرشتے ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں"......

اس حدیث مبارکہ پر استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) نے درج ذیل نکتہ بیان فرمایا:

مکان پر مالک مکان کا نام

"مکان پر اس کے مالک کا نام لکھا جاتا ہے، آسمانوں اور بہشت کے در و دیوار پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک مکتوب ہونا، اس امر کی بین دلیل ہے کہ آسمان اور جنت پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے، جس کو چاہیں، بہشت عطا فرمائیں، جسے چاہیں، رد فرمائیں۔ جس طرح اس صحیح حدیث:

انما انا قاسم و اللہ یعطی ......(۳۹)

"میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے"......

کے عموم واطلاق سے بھی ثابت ہے۔ مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمتہ نے کیا خوب کہا ہے:

تو ہی ہے ملک خدا ملک خدا کا مالک

راج تیرا ہے زمانہ میں حکومت تیری

(۴۰)

کائنات کی ہر چیز پر نام نامی

صرف عالم بالا ہی نہیں کائنات میں ہر سو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:

ان اسمہ سبحانہ وتعالی مع اسم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرسوم علی کل شئی من الاشیاء بحکم قولہ تعالیٰ ورفعنالك ذکرك ای جعلنا ذکرنا معك فی کل شئی من ملك وفلك وبناء وسماء وفرش وعرش وحجر ومدر وشجر وثمر ونحو ذالك ولکن اکثر الخلق لا یبصرون...... (۴۱)

"اللہ تعالیٰ کے فرمان ورفعنا لك ذکرك یعنی اے حبیب! آپ کے ذکر کو آپ کی خاطر بلند کیا، کہ ہر جگہ آپ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ چناں چہ فرشتے، آسمان، زمین، عرش، فرش، پتھر، مٹی کے ڈھیلے، درخت، پھل، غرض کائنات کی ہر چیز پر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی مکتوب ہے، لیکن اکثر لوگ اسے دیکھ نہیں پاتے"......

انسانوں پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے دو شانوں کے درمیان لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خاتم النبیین تحریر تھا۔ (۴۲)

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ خراسان میں ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کے ایک پہلو پر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ تحریر تھا۔ (۴۳)

مغربی افریقہ کے ایک شہر میں ایک آدمی تھا، جس کی دائیں آنکھ کے نچلے سفید حصے پر سرخ روشنائی سے یہ تحریر تھا: محمد رسول اللہ۔ (۴۴)

انسان کی سانس کی نالی اور پھیپھڑے پر کلمہ طیبہ

انسانی جسم کی کمپیوٹر کے ذریعے تصویر لی گئی تو یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ ہر

انسان کے سانس کی نالی پر کلمہ طیبہ کا جز اول لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھا ہوا ہے، جب کہ دائیں پھیپھڑے پر محمد رسول اللہ نقش ہے۔

زندگی کا مدار سانس پر ہے اور آلات تنفس، جن سے سانس کی آمد و رفت قائم ہے، ان پر کلمہ طیبہ منقش ہونا ہر انسان کو دعوت فکر دیتا ہے کہ اگر وہ کائنات کے خارجی دلائل کے ساتھ ساتھ اپنے اندرونی نظام کو دیکھے اور تدبر و فکر سے کام لے تو یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ ذات خداوندی اور محبوب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر حقیقت سے بڑی حقیقت ہیں اور ان پر ایمان لانا عین فطرت ہے۔ اسی لئے تو قرآن کریم جھنجھوڑ کر اعلان فرما رہا ہے:

(سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ) ......(۴۵)

''ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں اور ان کے اپنے نفسوں میں تا کہ ان پر واضح ہو جائے کہ وہ حق ہے''......

اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(كل مولود يولد على الفطرة) ......(۴۶)

''ہر نو مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے''......

اس تصویر سے یہ بات بھی عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو کس طرح بلند کیا ہے اور کس طرح بلند دیکھنا چاہتا ہے، اسی لئے تو اپنے حبیب کے نام کو اپنے نام سے بھی جلی اور واضح تر نقش فرمایا۔ غرض کہ ارباب بصیرت کے لئے اس میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی پہلو ہیں۔ (۴۷)

واضح رہے کہ بذریعہ کمپیوٹر یہ ایکسرے حرس وطنی جدہ کے ہسپتال میں لیا گیا۔ (۴۸)

یہ واقعہ سعودی عرب کے روزنامہ ''البلاد'' شمارہ یکم شعبان ۱۴۱۲ھ میں بھی شائع ہوا۔ (۴۹)

مچھلی پر کلمہ طیبہ

علامہ صالح شامی (م۹۴۲ھ) لکھتے ہیں کہ بصرہ کے قریب نہر ابلہ میں ایک مچھلی شکار کی گئی، جس کی دائیں جانب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بائیں جانب محمد رسول اللہ تحریر تھا۔ چناں چہ احتراماً اسے چھوڑ دیا گیا۔ (۵۰)

علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ ایک سفید مچھلی پکڑی گئی، جس کی گردن پر سیاہ رنگ سے مکتوب تھا:

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ...... (۵۱)

حضرت محدث الوری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آٹھ دس سال گزرے، بکثرت اردو انگریزی اخباروں میں شائع ہوا تھا کہ بعض سواحل پر مچھلی دیکھی گئی، جس کی ایک جانب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھا ہوا تھا اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ...... اور وہ مچھلی مصالحہ سے درست کر کے، تاکہ سڑنے نہ پائے، عجائب خانہ لندن میں رکھ دی گئی۔ (۵۲)

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی انگشتری پر کلمہ طیبہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كان نقش خاتم سليمان بن داؤد عليه السلام لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ...... (۵۳)

"سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی انگشتری (کے نگینے) پر کلمہ طیبہ تحریر تھا"......

طلائی لوح پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کریم میں (كان تحته كنز لهما) "(سیّدنا خضر علیہ السلام نے جس دیوار کو سیدھا کیا تھا) اس کے نیچے دو یتیم بچوں کا کنز (خزانہ) تھا" اس کنز سے مراد سونے کی تختی ہے، جس پر مکتوب ہے:

''تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے اور پھر خوشی میں مشغول ہے، تعجب ہے ایسے شخص پر جو آخرت کے حساب کو مانتا ہے پھر ہنستا ہے، تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو تسلیم کرے اور پھر غم گین رہے، تعجب ہے اس پر جسے دنیا کے زوال پر یقین ہے اور پھر اس پر مطمئن رہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' ......(۵۴)

پتھروں پر اسم گرامی

مختلف ادوار میں ایسے پتھر مشاہدہ میں آتے رہے ہیں جن پر قلم قدرت سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی منقوش تھا:

عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے کی آپ کی کوئی فضیلت بیان کریں، تو انہوں نے کہا کہ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ایک پتھر ملا، جس پر چار سطریں تحریر تھیں:

پہلی سطر: انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی ......

''میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، سو میری عبادت کرو'' ......

دوسری سطر: انا اللہ لا الٰہ الا انا محمد رسولی ......

''میں اللہ ہوں میرے علاوہ وہ کوئی معبود نہیں، تحقیق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں'' ......

تیسری سطر: انی انا اللہ لا الٰہ الا انا من اعتصم بی نجا ......

''بے شک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے میری پناہ لی وہ نجات پا گیا'' ......

چوتھی سطر: انی انا اللہ لا الہ الا انا، الحرم لی والکعبۃ بیتی، من دخل بیتی امن من عذابی......

”تحقیق میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، کعبہ میرا گھر ہے، جو میرے گھر میں داخل ہوگا امن پائے گا“......(۵۵)

۴۵۴ھ کا ایک پتھر

علامہ علی بن برہان الدین حلبی لکھتے ہیں کہ ۴۵۴ ہجری میں خراسان میں اچانک سخت طوفانی آندھی چلی، جس نے پہاڑوں کو الٹ کر رکھ دیا، لوگوں نے سمجھا قیامت برپا ہوگئی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرنے لگے کہ یکا یک ایک پہاڑ پر آسمان سے نور کا سیلاب امنڈتا نظر آیا، لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا، یہ نور ایک پتھر سے نکل رہا تھا، جو آسمان سے گرا تھا۔ یہ پتھر ایک گز لمبا اور تین انگشت چوڑا تھا، جس پر تین سطریں لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر میں:

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ فاعبدنی ......

دوسری میں:

محمد رسول اللہ القرشی ......

اور

تیسری پر قرب قیامت کی خبر دی گئی تھی۔ (۵۶)

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو پرانے زمانے کا ایک پتھر ملا جس پر قلم قدرتی سے لکھا ہوا تھا:

محمد تقی مصلح وسیّد امین......(۵۷)

نئی دہلی......پتھر پر یا محمد

امام المحدثین سیدی ابو محمد دیدار علی شاہ محدث الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

کہ نئی دہلی میں ایک بہت بڑے پتھر کو چیرا گیا تو اس کے دونوں طرف بخطِ جلی لکھا ہوا تھا یا محمد ...... ان پتھروں کو پھر چیرا گیا تو ان پر بھی یا محمد لکھا ہوا نمودار ہوا، چناں چہ انگریزوں نے ان پتھروں کو ایک نمائش گاہ میں لگوا دیا تا کہ ہر کوئی زیارت کر سکے۔ (۵۸)

جبل اُحد پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جبل احد وہ بابرکت پہاڑ ہے، جسے حبیب ذی الکبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے سند محبت عطا فرمائی اور اسے اپنا محبّ اور محبوب قرار دیا:

احد جبل یحبنا و نحبه ......(۵۹)

''احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں''......

۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کو گوگل ارتھ میں خلا سے لی گئی جبل اُحد کی تصویر شائع ہوئی، اسے دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ اس محبوب پہاڑ پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تحریر ہے، گویا یہ رفیع المرتبت پہاڑ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی عملی تعبیر بن گیا ہے۔

نام حبیب کبریا نقش اس کے سینے پر ہوا
گویا سند اس کی ہوئی حب پیمبر کی عطا
جبل اُحد جبل اُحد
محبوب محبوب خدا

(۶۰)

اس سلسلہ میں تفصیلی مضمون اور رنگین تصویر ماہ نامہ نور الحبیب، اپریل ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی تھی۔

منہ سے بولیں حجر

جبل اُحد ہی نہیں بلکہ دیگر پتھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باآواز بلند

سلام عرض کر کے آپ کی عظمت ورفعت کا اعلان کرتے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب سیّدنا جبریل امین علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے تو اس کے بعد:

لا امر بحجر ولا شجر الاقال لی: السلام علیك یا رسول الله ......

''جب بھی میں کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا، وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر مجھے سلام عرض کرتا'' ......(۶۱)

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں، مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے قریبی علاقہ میں جانے کا اتفاق ہو:

فما استقبله جبل ولا شجر الا وهو یقول السلام علیك یا رسول الله ......(۶۲)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ عرض کرتا: یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو'' ......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تبلیغ اسلام کے لئے یمن روانہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، حضور! وہاں کے لوگ مشرک ہیں اور میری ان سے جان پہچان بھی نہیں ہے......تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری ناقہ پر سوار ہو جایئے، جب تم یمن کے قریب گھاٹی پر چڑھو اور لوگ تمہارے استقبال کے لئے جمع ہو جائیں، تو تم نے بلند آواز سے کہنا ہے:

یا حجر یا مدر رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرء علیکم السلام ......

''پتھرو، مٹی کے ڈھیلو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سلام فرماتے ہیں'' ......

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جب یمن پہنچے اور لوگ استقبال کے لئے اکٹھے ہو

گئے تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل بجالاتے ہوئے بلند آواز سے درج بالا کلمات کہے:

فارتجت الارض وقالوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام ...... (۶۳)

''زمین گونج اُٹھی، پتھروں اور ڈھیلوں نے جواب دیا:

''اللہ کے رسول پر سلام''......

درختوں پر نام نامی

علامہ حلبی بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک جنگل میں ایک درخت تھا، جس کے پتے سرخ تھے اور ان پر سفیدی کے ساتھ مکتوب تھا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ......'' (۶۴)

اسی طرح ایک جزیرہ میں بہت بڑا درخت تھا، جس کے بڑے بڑے پتے تھے، جن سے پاکیزہ خوشبو آتی تھی، ان پر قدرت الٰہی سے سرخ سیاہی کے ساتھ تین سطریں تحریر تھیں:

سطر اول: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

سطر دوم: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

سطر سوم: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام ......(۶۵)

بلاد ہند میں ایک درخت تھا، جسے بادام کے مشابہ پھل لگتا تھا، اس پر دہرا چھلکا ہوتا، اسے اتارا جاتا تو اندر سے ایک لپٹا ہوا سبز پتا نکلتا، جس پر سرخ روشنائی سے جلی حروف میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر ہوتا، وہاں کے لوگ اس درخت سے تبرک حاصل کرتے اور اس کے توسل سے بارش کے لئے دعا کرتے تھے۔(۶۶)

حافظ سلفی بیان کرتے ہیں کہ ایک درخت پایا گیا، جس کے سبز پتے تھے اور ہر پتے پر ہرے سبز رنگ سے لکھا ہوا تھا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اس علاقہ کے لوگ بت پرست تھے، وہ اس درخت کو اوپر سے کاٹ دیتے تو چند ہی دنوں میں دوبارہ پہلے کی طرح سرسبز ہو جاتا۔ تنگ آ کر انہوں نے اسے کاٹ کر جڑوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا تاکہ دوبارہ نہ اُگے، مگر قدرت الٰہی سے اس کی چار شاخیں نکلیں اور ہر شاخ پر کلمہ طیبہ تحریر تھا۔ یہ دیکھ کر لوگ اسے متبرک سمجھتے ہوئے اس سے شفا حاصل کرنے لگے۔ (۶۷)

گلاب کے پھول پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قاضی عیاض لکھتے ہیں، مؤرخین کا بیان ہے کہ بلاد ہند میں سرخ گلاب کے پھول پر سفیدی سے کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ (۶۸)

حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی فرماتے ہیں کہ میں نے ہندوستان کی ایک بستی میں گلاب کا پودا دیکھا، جس پر بڑے سائز کے سیاہ پاکیزہ خوشبو والے پھول لگتے تھے، ان پھولوں کی پتیوں پر سفید خط سے لا الٰہ الا محمد رسول اللہ، ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق تحریر تھا۔ مجھے شک گزرا کہ شاید مصنوعی تحریر ہو، چناں چہ میں نے ایک غنچہ کو کھول کر دیکھا تو اس کی پتیوں پر بھی وہی تحریر تھی، جو کھلے ہوئے پھولوں کی پتیوں پر مکتوب تھی۔ (۶۹)

انگور پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ حلبی بیان کرتے ہیں کہ سنہ آٹھ سو سات یا نو میں انگور کا دانہ دیکھا گیا، جس پر سیاہی کے ساتھ واضح طور پر اسم محمد مکتوب تھا۔ (۷۰)

مولی کے پتے پر

استاذ العلماء مولانا ابوالضیاء محمد باقر ضیاء النوری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"یکم رمضان المبارک ۱۳۷۹ (۲۹ فروری ۱۹۶۰ء) بروز پیر، حضرت الحاج مولانا ابوالنور محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ/ مارچ ۱۹۶۱ء) والد ماجد حضرت شیخ الحدیث مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ باغیچہ میں پھر رہے

تھے، قدرتی طور پر انہیں خیال گزرا کہ کسی پتا پر دیکھیں، شاید حضور محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی مل جائے۔ اس جستجو میں اتفاقیہ ان کی نگاہ مولی کے پتا پر پڑی، جس پر نہایت صاف عربی رسم الخط میں لفظ پاک ''محمد'' تحریر تھا اور اس سے آگے بھی باریک لکیر کی صورت میں کچھ الفاظ تحریر تھے، شاید صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تھا۔ کئی دوستوں نے اس متبرک پتا کی زیارت کی۔ بہرکیف مولی کا پتا بھی آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا دے رہا ہے۔ راقم الحروف کا یہ چشم دیدہ واقعہ ہے اور انہی ایام میں نور وظہور (۷۱) اپریل ۱۹۶۰ء کی اشاعت اول میں اس کو شائع کرایا'' ......(۷۲)

آک کے پتے اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ابھی چند روز قبل (۹رجنوری ۲۰۱۰ء) ریلوے اسٹیشن بصیر پور کے ٹیوب ویل والے کمرہ کی چھت پر خودرو آک کے دو پودوں کے پتوں سے اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ظہور پذیر ہوا۔ پتوں کی اس قدرتی ترتیب سے اسم محمد کی جلوہ گری کا منظر ہزاروں لوگوں نے ملاحظہ کیا اور کیمروں میں محفوظ کر لیا۔ اس پرچہ کے ٹائٹل پر یہ ایمان افروز تصویر آپ بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

آسمان پر اسم گرامی

حضرت محدث الوری رحمتہ اللہ علیہ بہت سے اخباروں، متعدد شواہد اور ماہ نامہ سواد اعظم مراد آباد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ یکم شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ میں بعد مغرب ہندوستان کے مختلف مقامات پر بکثرت لوگوں نے حضور پرنور سیّد یوم البعث والنشور خاتم المرسلین رحمتہ للعالمین سرور امجد سردار سرمد سیّدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک آسمان پر لکھا ہوا دیکھا، جو معتد بہ (کافی) عرصہ تک قائم رہا۔ (۷۳)

حضرت صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ کی تائید و توثیق

اس واقعہ کے حوالے سے نور اللہ خان نامی ایک صاحب نے سیدی صدر الافاضل

مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں استفتاء پیش کیا:
مغرب کے وقت بجانب قبلہ ایک روشن ستارہ نے ٹوٹ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ''محمد'' صفحہ آسمان پر نمایاں کیا، جبل پور کے اکثر مقامات کے ہزاروں باشندوں نے دیکھا، کیا اس کرشمہ قدرت یا آسمانی شہادت کو معجزہ کہا جا سکتا ہے؟(۷۴)
جواباً آپ نے ''المعجزة العظمیٰ المحمدیة'' (۱۳۴۵ھ) کے تاریخی نام سے فتویٰ تحریر فرمایا، جس میں تفصیلی دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپ کے معجزات کا ظہور تا قیام قیامت ہوتا رہے گا۔ فتویٰ کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا:

''واقعہ مذکورۂ سوال، ستارہ کا بصورت شہاب ثاقب نازل ہونا، مطلع ہلال پر قرار پکڑنا، بھی اس کا تغیرات کے بعد اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جانا، حسب تصریحات بالا یقیناً سرکار رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بین معجزہ ہے، کیوں کہ ظاہر ہے کہ نہ وہ کسی انسان کا کام تھا، نہ وہ کسی مجہول الحال کا نام تھا، نہ کوئی مہمل و بے معنی کا کلمہ تھا، بلکہ ایک فعل الٰہی اور کرشمہ قدرت کبریائی تھا، جس نے اپنے پیارے محبوب حقیقی، مطلوب تحقیقی، مختار مطلق، برگزیدہ نبی، برحق پیغمبر اعظم، رسول مکرم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم محترم اسم پاک و معظم کو چمکا کر، روشن فرما کر بھٹکتوں کو، گم کردہ راہوں کو متنبہ کر دیا اور سوتوں، غفلت آشناؤں کو بیدار فرمایا کہ یہی سرکار ابد قرار ہیں، جن کا دین متین قیامت تک قائم و باقی اور جن کی نبوت کریمہ و رسالت عظیمہ دائم ولا زوال ہے......

اللہ تعالیٰ اسم اعظم علم معظم کو مرتفع فرما کر اپنے بندوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو بشارت عظیمہ دے رہا ہے کہ جس پیارے نبی کی پیروی، جس برگزیدہ پیغمبر کی اطاعت، جس رسول کی تعظیم کے اتباع میں

تمہیں مراتب سعادت عطا ہوں، تمہیں عتاب الٰہی، فتنہ قبر اور عذاب آخرت سے نجات ملے، اس کا نام پاک، علم مبارک ہم نے مشعل ہدایت بنا کر مطلع ہلال پر چمکا دیا اور حسب وعدہ قرآنی (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ٥) ''ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا'' اسم مبارک کو رفعت و بلندی کے ساتھ تم پر سایہ فگن فرما دیا۔ جو اپنی سعادت افروز تجلی اور مسرت افروز روشنی میں عامہ اُمت اجابت و دعوت کو طریق خیر و سعادت اور صراط رشد و ہدایت کی طرف پکار پکار کر بتلا رہا ہے:

(اَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ)...... (۷۵)

''یقیناً یہی میری سیدھی راہ ہے تو اس پر جلوہ اور دوسری راہیں نہ اختیار کرو کہ سیدھی راہ سے بھٹکا دیں''......

بلاشبہ یہ ظہور اسم پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کی نبوت و رسالت کے بقا، قیام و دوام کی بین شہادت اور دین مصدق و برحق اسلام کی برہان ساطع اور اس کی صداقت و حقانیت پر دلیل قاطع ہے، جس کے ظہور سے کفار و مشرکین و مخالفین اسلام مبہوت اور اس کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز و قاصر ہیں۔ یہی معجزہ کی تعریف ہے اور بتمامہا اس پر صادق............

مسلمانو! ہوشیار، خبردار بہت سو چکے اور خواب غفلت میں اتنا کچھ کھو چکے کہ اس کی تلافی دشوار ہے، مگر جو کچھ باقی رہا، اسی کو سنبھالو اور ظہور اسم تمہیں سبق دے رہا ہے کہ اسی مبارک و محترم نام والے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں تمہارے لئے سب کچھ ہے۔ صدق و اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت، ان کا اتباع، ان کی پیروی تمہارے لئے منہاج رفعت و عزت اور معراج ترقی ہے، اس سے باہر ہونے، ان سے پھر جانے،

روگرداں ہو جانے میں تمہارے لئے ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے“......(۷۶)

چاند پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

موجودہ دور میں بھی بعض اوقات ایسے عجائبات کا ظہور ہوتا رہتا ہے، جن سے ذکر مصطفیٰ کی عظمت ورفعت عالم آشکار ہو جاتی ہے۔ ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء میں شب میلاد آدھی رات کے بعد چاند پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاف لکھا ہوا دکھائی دیا، جسے لاکھوں لوگوں نے مشاہدہ کیا۔

اس سے اگلے سال (۱۴۲۹ھ کی شب میلاد) چاند پر نقش نعل مصطفیٰ نمایاں ہوا، جس کی تفصیل ماہ نامہ نور الحبیب (ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ) کے اداریہ میں شائع ہوئی۔

الغرض کائنات پست وبالا میں ہر سو رفعت شانِ رفعنالك ذكرك کے نظارے اور عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

اللہ نے دنیا و مافیہا کو بنایا ہی عظمت مصطفیٰ کے اظہار کے لئے

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا، اس نے آپ کے بارے میں پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا محمد رسول الله ......

”میں اللہ کا رسول محمد ہوں“ ......

اعرابی نے عرض کی، واللہ! میں آپ کی زیارت سے پہلے ہی آپ پر ایمان لا چکا ہوں، تاہم میں کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو جی چاہے پوچھو!

اس نے عرض کی: فداک ابی وامی حضور! کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام کو کلیم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت آدم علیہ السلام کو صفی نہیں بنایا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اعرابی نے کہا، جب ان انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمتوں سے نوازا ہے تو آپ کو کیا عطا فرمایا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا۔ اسی اثناء میں حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور عرض کی، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، مگر وہ پوچھتا ہے کہ اے میرے حبیب! تو نے سر کیوں جھکا لیا؟ اس اعرابی کو بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اگر میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا ہے تو تجھے پہلے ہی سے حبیب بنایا، اگر موسیٰ (علیہ السلام) سے زمین پر کلام فرمایا ہے تو آپ کو عالم بالا میں شرف کلام سے مشرف کیا، اگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو روح القدس بنایا تو تخلیق کائنات سے دو ہزار سال قبل آپ کے نام کی تخلیق فرمائی۔ عالم بالا میں جہاں آپ نے قدم رنجہ فرمایا، کسی اور کو یہ اعزاز نہ ملا نہ ملے گا۔ اگر آدم (علیہ السلام) کو میں نے چن لیا ہے تو آپ کو خاتم الانبیاء بنایا ہے۔ میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی پیدا کئے مگر کسی کو وہ شرف نہ بخشا جو تمہیں عطا کیا اور اے حبیب! میری بارگاہ میں آپ سے زیادہ کسی اور کو عزت کیسے مل سکتی ہے جب کہ میں نے آپ کو حوض کوثر دیا، منصب شفاعت پر فائز کیا، آپ کو چاند جیسا حسین چہرہ دیا، حج، عمرہ، قرآن اور رمضان کی فضیلتیں دیں۔ اے حبیب! سب کچھ تیرے لئے ہے، روزِ قیامت عرش آپ پر سایہ کرے گا اور حمد کا تاج آپ کے فرق ناز پر سجایا جائے گا:

ولقد قرنت اسمك باسمي، فلا اذكر في موضع حتى تذكرُ معي ولقد خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك على

ومنزلتك عندي ولولاك يا محمد ما خلقت الدنيا ...... (۷۷)

''قسم ہے ضرور میں نے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ متصل کر دیا ہے، سو جہاں کہیں میرا ذکر ہوگا، وہیں تمہارا ذکر بھی ہوگا۔
یقیناً میں نے دنیا و مافیہا کو اس لئے پیدا کیا تا کہ ان کو میرے ہاں آپ کی قدر و منزلت کا پتا چلے۔ اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا'' ......

زمین وزماں تمہارے لئے، مکین ومکاں تمہارے لئے
چنین وچناں تمہارے لئے، بنے دو جہاں تمہارے
اصالت کل، امامت کل، سیادتِ کل، امارتِ کل
حکومت کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لئے
تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین وفلک، سماک وسمک میں سکہ نشاں تمہارے لئے

(۷۸)

عالم ارواح میں رفعت ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے سوال کیا: الست بربکم ؟ جواباً بلیٰ کہہ کے سب نے ربوبیت خداوندی کا اقرار کیا۔ اس کے بعد خاص اجلاس ہوا کہ اس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے صرف ان طیب وطاہر روحوں کو جمع کیا، جنہیں منصب نبوت ورسالت پر فائز کرنا تھا۔ اس موقع پر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت وقیادت اور آپ کی عظمت ورفعت کا اظہار یوں کرایا گیا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ کمالات وفضائل اور انوارِ نبوت سے فیض یاب فرمانے کے بعد حکم دیا کہ ان ارواح انبیاء کی طرف متوجہ ہوں۔ نور مصطفیٰ نے جوں ہی ان ارواح کی جانب توجہ فرمائی تو اتنا نور چمکا، اس قدر روشنی پھیلی کہ جملہ انبیاء ورسل کے انوار پر نور

مصطفیٰ غالب آ گیا۔ سب نے پوچھا، بارالٰہا! یہ کس کا نور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ھذا نور محمد بن عبداللہ ان امنتم بہ جعلتکم انبیاء، قالوا امنابہ وبنبوتہ ...... (۷۹)

''یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے، اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں منصب نبوت پر فائز کروں گا۔ ارواح انبیاء نے عرض کی، ہم آپ کی ذات اور آپ کی نبوت پر ایمان لاتے ہیں'' ......

پھر اللہ عزوجل نے ان سے پختہ عہد و پیمان لیا اور ایک دوسرے کا انہیں گواہ بنایا اور اس عہد کو مزید پختہ کرتے ہوئے اپنی گواہی بھی شامل فرمائی۔ عالم ارواح میں رفعت مصطفیٰ اور ذکر حبیب خدا کی اس پہلی مجلس کا ذکر قرآن کریم میں یوں ہے:

(وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۝) ...... (۸۰)

''اور اے محبوب! یاد کیجئے جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس عظمت والا رسول، تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہو تو ضرور ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا، فرمایا: پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں'' ......

دیدنی ہے حشر میں رفعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی ابھی تخلیق نہیں ہوئی تھی، تب ارواح انبیاء سے یہ عہد و میثاق لیا گیا تھا اور جب یہ بزم ہستی اپنے اختتام کو پہنچے گی تو عالم محشر میں بھی

رفعت مصطفیٰ کا عجب منظر ہوگا، تب آپ کو مقام محمود پر فائز کئے جانے کا اور یوں ہر کسی پر وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا مفہوم واضح ہو جائے گا۔

مقام محمود

امام ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے:

(عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○) ......(۸۱)

''قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے گا''......

کا مطلب پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ھی الشفاعة ......''اس سے مراد شفاعت (کبریٰ) ہے''......(۸۲)

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

المقام المحمود : مقام الشفاعة ...... (۸۳)

''مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے''......

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا، (جب محشر کی ہولناکیوں سے عاجز آجائیں گے) تو آپس میں کہیں گے، کاش ہم اپنے رب کے حضور کسی کی شفاعت طلب کریں، جو ہمیں یہاں سے نجات دلا کر راحت بخشے۔ پس وہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، (آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں،

لوگ کس طرح مصیبت میں گرفتار ہیں)، براہ کرم اللہ کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے، میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتہادی) خطا یاد کریں گے (پھر) فرمائیں گے، تم نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ، وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت دے کر بھیجا، لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی اجتہادی خطا یاد کریں گے۔ وہ کہیں گے، تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس پہنچیں گے، وہ بھی کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی اجتہادی خطا یاد کریں گے۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوا۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی اجتہادی خطا یاد کریں گے اور کہیں گے تم عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ (جو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں)۔ چناں چہ لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا۔ ہاں! تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، جن کے اگلے پچھلے سارے ذنوب کی مغفرت فرما دی گئی ہے۔ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں دربار الٰہی میں حاضر ہو کر اجازت طلب کروں گا، مجھے اجازت دی جائے گی، جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا سجدہ میں رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا:

ارفع رأسك سل تعطه وقل يسمع واشفع تشفع ......

"اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، مانگو تمہیں دیا جائے گا، کہو تمہاری بات سنی جائے گی،

شفاعت کرو قبول کی جائے گی“......

پھر میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ان کلمات کے ساتھ حمد کروں گا جن کی مجھے تعلیم دے گا، پھر میں شفاعت کروں گا، میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی، میں اس حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں دوبارہ سجدے میں چلا جاؤں گا، اس طرح تین یا چار بار سجدہ کروں گا، ہر بار مجھے اذنِ شفاعت دیا جائے گا، حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کا جہنم سے نکلنا از روئے قرآن منع ہے، یعنی کفار جنہیں جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے“......(۸۴)

ہر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہا ہوگا

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو محمد بنایا......یعنی وہ شخصیت جن کی بار بار تعریف کی جائے......اسم محمد کی جلوہ گری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم بامسمی ہونے اور آپ کے ذکر کی رفعت کا منظر محشر میں دیدنی ہوگا، جب آپ ”مقامِ محمود“ پر فائز ہوں گے۔ یعنی وہ مقام جہاں ہر کوئی آپ کی تعریف و تحسین کر رہا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، قیامت کے دن سورج قریب آجائے گا (تپش اور گرمی اس قدر ہوگی کہ) لوگوں کے آدھے کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا:

فبیناهم کذلك استغاثوا بادم ثم بموسى ثم بمحمد صلى الله عليه وسلم......

”لوگ اسی حال میں ہوں گے، پھر حضرت آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پھر حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کریں گے......پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جائے، چناں چہ آپ جا کر جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ لیں گے:

فيومئذ يبعثه الله مقاما محمودا يحمده اهل الجمع

کلہم ...... (۸۵)

''اس وقت اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا، تمام اہل محشر آپ کی تعریف وتحسین کر رہے ہوں گے''......

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزم محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(۸۶)

اللہ اللہ! کیا مقام محبوبیت ہے، جب حشر کی ہولنا کیوں میں ہر کوئی خوف زدہ اور سرگرداں ہوگا، حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر ایک کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے مگر کسی کو بھی بارگاہِ الٰہی میں سفارش کرنے کی ہمت نہ ہوگی، ہر کوئی لست لہا کہہ کر اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ کا مشورہ دے رہا ہوگا، بالآخر جب لوگ بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر ہوں گے تو آپ انا لہا کا مژدۂ جاں فزا سنائیں گے اور پھر بارگاہ الوہیت میں سجدۂ نازونیاز پیش کریں گے، تو کیفیت ہی تبدیل ہو جائے گی:

ہر نظر کانپ اُٹھے گی محشر کے دن، خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
اوڑھ کر کالی کملی وہ آجائیں گے، حشر کا سارا نقشہ بدل جائے گا

اس دن پہلے ہی لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا خیال نہیں آئے گا، کیوں کہ منشاء الٰہی یہ ہے کہ پہلے سارے دروازے پھر لیں اور جب ہر طرف سے مایوس ہو جائیں تو آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیں، تاکہ سب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت اور عظمت ورفعت آشکار ہو جائے۔

خلیل ونجی، مسیح وصفی (علیہم السلام) سبھی سے کہی، کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری، کہاں سے کہاں تمہارے لئے

(۸۷)

لواء الحمد

"مقام محمود" کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن لواء الحمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا جائے گا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا سیّد ولد ادم یوم القیامة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواہ الا تحت لوائی ...... الحدیث ...... (۸۸)

"میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں، اس دن آدم (علیہ السلام) سمیت ہر نبی میرے جھنڈے تلے ہوگا" ......

عرشِ حق ہے مسند رفعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مقام محمود یہ ہے:

قیامه عن یمین العرش مقاما لا یقومه غیره یغبطه فیه الاولون والآخرون...... (۸۹)

"روز محشر آپ کا مقام عرش الٰہی کے دائیں جانب ہوگا اور یہ ایسا مقام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوگا، آپ کو اس مقام پر فائز دیکھ کر اولین وآخرین رشک کریں گے" ......

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت مبارکہ (**عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا**) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یُقْعِدُهٗ عَلَی الْعَرْشِ ......(۹۰)

"روزِ محشر اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر بٹھائے گا" ......

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم کا قول منقول ہے:

''مقام محمود سے مراد یہ ہے کہ (روزِ محشر): **یجلسه علی العرش** ......(۹۱)

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول کی

(۹۲)

اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے

رفعت ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو درود سے نوازتا ہے، اس کے فرشتے بھی درود پیش کرتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

(اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○) (۹۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجتے رہا کرو اور خوب سلام عرض کیا کرو''......

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

وتعظیمه تعالی ایاه فی الدنیا یا علاء ذکره واظهار دینه وایقاء العمل بشریعته وفی الآخرة بتشفیعه فی امته واجزال اجره ومثوبته وابداء فضله للاولین والآخرین بالمقام المحمود وتقدیمه علی کافة المقربین الشهود ...... (۹۴)

''اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند کر کے، آپ کے دین کو غلبہ دے کر اور آپ

کی شریعت پر عمل کو تا قیامت برقرار رکھ کر، اس دنیا میں آپ کی عزت و شان بڑھاتا ہے اور روزِ محشر امت کے لئے آپ کی شفاعت قبول فرما کر اور آپ کو بہترین اجر و ثواب عطا فرما کر مقام محمود پر فائز کرنے کے بعد اولین و آخرین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کو نمایاں کر کے اور تمام مقربین پر آپ کو سبقت واولیت بخش کر آپ کی شان کو آشکارا فرمائے گا''......

ابن قیم (م ۷۵۱ھ) بیان کرتے ہیں:

فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد وثنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور شرف و فضیلت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔(۹۵)

جب کہ اہل ایمان کے درود کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کی حمد وثنا کرے اور آپ کے ذکر کو بلند کر کے آپ کی تعظیم و تکریم فرمائے۔(۹۶)

یہ آیت مبارکہ جملہ اسمیہ ہے، جب کہ اس کی خبر جملہ فعلیہ ہے، اس میں ایک لطیف اشارا ہے کہ جملہ اسمیہ میں استمرار اور دوام کے معنی پائے جاتے ہیں اور جملہ فعلیہ میں تجدد و حدوث کے معنی مضمر ہوتے ہیں، ان نکات کے روشنی میں یہ معنی ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہر دم، ہر گھڑی (استمرار)، بغیر کسی تعطل کے (بالدوام)، مختلف انداز و بیان اور نئے نئے اسلوب کے ساتھ (تجدد و حدوث)، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرتے رہا کرو۔

ایمان کی تکمیل......ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء البغدادی رحمتہ اللہ علیہ (م ۳۹۹ھ)، رفعت ذکر مصطفیٰ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جعلت تمام الایمان بذکرك معی ......(۹۷)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ شامل ہوگا، تب میں ایمان کو مکمل قرار دوں گا''......

واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

رأس المفسرین حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لا اذکر فی مکان الا ذکرت معی یا محمد فمن ذکرنی ولم یذکرك لیس له فی الجنة نصیب......(۹۸)

''اے حبیب! جہاں میرا ذکر ہوگا، وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا، سو جس نے میرا ذکر کیا اور اس کے ساتھ تیرا ذکر نہ کیا، جنت میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے (یعنی وہ جہنمی ہے)''......

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو ''منکرو''
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

(۹۹)

وسعت ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس حدیث قدسی میں صراحت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا وہاں اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ذکر کب اور کہاں ہوتا ہے؟

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ کائنات پست و بالا کا ذرّہ ذرّہ ذکر و تسبیح الٰہی میں مصروف تھا، مصروف ہے اور مصروف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو کہیں صیغہ ماضی سے بیان فرمایا:

(سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) ...... (١٠٠)

''اللہ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے''......

اور کہیں اس کے لئے صیغہ مضارع (جو حال اور مستقبل پر دلالت کرتا ہے) استعمال فرمایا:

(یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) ...... (١٠١)

آسمانوں اور زمینوں کی ہر ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور کرتی رہے گی''......

ایک اور مقام پر فرمایا:

(وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ) ...... (١٠٢)

''اور کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے''......

ان آیات کے عموم واطلاق اور محولہ بالا حدیث قدسی پر غور کریں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کائنات کی ہر ہر چیز ذکر خدا کے ساتھ ساتھ ذکر مصطفیٰ بھی کرتی ہے۔

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر خدا جل جلالہ ہے

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء البغدادی رحمتہ اللہ علیہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جعلتك ذكرا من ذكرى فمن ذكرك ذكرنى ......(١٠٣)

''میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر بنا لیا ہے، سو جس نے آپ کا ذکر کیا، اس نے میرا ذکر کیا''......

علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ اس کا معنی بیان کرتے ہیں:

كان ذكرك عين ذكرى ......(١٠٤)

''آپ کا ذکر بعینہٖ میرا ذکر ہے''......

جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے غم غلط ہوتے ہیں اور بے چین دلوں کو اطمینان وسکون ملتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

(اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝) ......(۱۰۵)

''یادرکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دل سکون پاتے ہیں''......

حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ذکر اللہ سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ہیں۔(۱۰۶)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ذکر سے دلوں کو فرحت وسرور نصیب ہوتا ہے۔اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں، سب غم بھلا دیئے ہیں

(۱۰۷)

اختتامیہ

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، آثار واخبار، تاریخی حقائق اور مفسرین ومحدثین کی تصریحات سے یہ امر آفتاب نیم روز اور ماہ تاب نیم ماہ سے زیادہ روشن وواضح ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب، باعث تکوین عالم، وجہ تخلیق آدم وبنی آدم، نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کر کے آپ کی عظمت ورفعت کو عالم آشکار کر دیا...... رفعت ذکر کی ذمہ داری خود لے کر گویا یہ اعلان کر دیا کہ یہ ذکر ہم نے بلند کیا ہے، اب کس کی مجال کہ ہمارے بلند کردہ ذکر کو گھٹا سکے ......سو مسلمان تو مسلمان اکثر معتدل مزاج غیر مسلم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے معترف ہیں...... چند کور باطن اگر اپنی

ژولیدہ فکری، خبث باطنی دریدہ دہنی اور انتہائی گھٹیا پن کا ثبوت دیتے ہوئے اہانت آمیز خاکے تیار کریں تو اس سے عظمت وشانِ مصطفیٰ میں کچھ فرق نہیں پڑتا، بلکہ ان کی یہ مذموم حرکات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر اور عظمت کے اظہار میں مزید اضافہ کا سبب بن جاتی ہیں......

مفاد پرست اور مصلحت کے شکار حکمرانوں کے علاوہ پوری اُمت مسلمہ حرمت وناموس رسالت کے لئے کٹ مرنے کا جذبہ رکھتی ہے......

ان شاء المولیٰ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا اور اس ذکر کو گھٹانے اور مٹانے والے خود مٹ جائیں گے......

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

(۱۰۸)

اللہ تعالیٰ عزوجل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں آپ کی کامل محبت سے بہرہ یاب فرما کر آپ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت ارزانی فرمائے......

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ حبیبہ و آلہ وصحبہ اجمعین

حوالہ جات جواہر میلاد النبی

۱.....سورۃ الم نشرح، ۹۴:۴

۲.....نوری، محمد محب اللہ، ارمغان محبت، شرکت پریس، لاہور ۲۰۰۹ء، صفحہ ۳۳

۳.....طٰہٰ:۱۴

۴.....الفتح:۸

۵.....القدر:۱

۶.....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ۱۹۲۱ء، حدائق بخشش، رضا آفسٹ پریس، بمبئی، جلد ۱، صفحہ ۱۲

۷.....علامہ محمود آلوسی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی، بیروت، جلد ۳۰، صفحہ ۱۶۸

۸.....شیخ محمد امین بن عبداللہ، تفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن، دار طوق النجاۃ، مکہ مکرمہ، جلد ۳۲، صفحہ ۱۲۰

۹.....عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی، تحت الآیہ، صفحہ ۱۲۰۰

۱۰.....حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی، شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن، شوکت بک ڈپو لاہور، صفحہ ۲۲۲

۱۱.....امام ابوجعفر احمد بن محمد، محب طبری، ۶۹۴ھ، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۵۴

۱۲.....النساء:۸۰

۱۳.....الفتح:۱۰

۱۴.....سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، ۵۶۱ھ، تفسیر الجیلانی، مطبوعہ استنبول، ۲۰۰۹ء، جلد ۶، صفحہ ۳۹۰-۹۱

۱۵.....ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی، ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، دار الکتب المصریہ، ۱۳۸۷ھ، جلد ۲۰، صفحہ ۱۰۶-۱۰۷

۱۶.....التوبۃ، ۹:۶۲

۱۷......النساء،۴:۱۳

۱۸......النور،۲۴:۵۴

۱۹......النساء،۴:۸۰

۲۰......الفتح،۴۸:۱۰

۲۱......امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی، ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر، از ہر، مصر، جلد۳۲، صفحہ ۵-۶

۲۲......روح المعانی، تحت الآیہ

۲۳......مصدر سابق

۲۴......سیّد محمد قطب شہید مصری، ۱۳۹۸ھ، فی ظلال القرآن، جلد۸، صفحہ ۵۸ www.altafsir.com

۲۵......امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، ۳۱۱ھ، جامع البیان (تفسیر ابن جریر)، جلد۳۰، صفحہ ۱۵۱، امام محمد بن مکرم، ابن منظور، ۷۱۱ھ، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دار الفکر، بیروت، جلد۲، صفحہ ۱۰۱

شیخ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر، عیسیٰ البابی الحلبی، مصر، جلد۴، صفحہ ۵۲۴

علامہ قاضی عیاض مالکی، ۵۴۴ھ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مرکز اہل سنت برکات رضا، فور بندر، ہند، جلد۱، صفحہ ۹۰

تفسیر در المنثور، جلد۶، صفحہ ۳۶۴

۲۶......دیوان حسان، ردیف ''د''

۲۷......ماہ نامہ الہلال، راول پنڈی

۲۸......علامہ محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، کلیات اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، (بانگ درا، جواب شکوہ)

۲۹......علامہ عبد الرحمٰن بن علی الجوزی، ۵۹۷ھ، الوفاء باحوال المصطفیٰ، مکتبہ نوریہ، لائل پور، جلد۱، صفحہ ۲

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، ۹۴۳ھ، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، جلد۱، صفحہ ۸۶

۳۰......شیخ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی، ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ للبیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، جلد۵، صفحہ ۴۸۹

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، حاکم، ۴۰۵ھ، المستدرک، دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، جلد۲، صفحہ ۶۱۵

۳۱......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، جلد۱، صفحہ ۱۷۴

۳۲......حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ ۲

۳۳......المستدرک، جلد۲، صفحہ ۶۱۵

امام جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ، الخصائص الکبریٰ، دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، جلد ا، صفحہ ۷

۳۴......الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، جلد ۱۹، صفحہ ۲۹۸ تحت سورۃ البروج، آیت ۲۲

۳۵......تفسیر روح المعانی، جلد ۳۰، صفحہ ۹۴

۳۶......الشفاء، جلد ا، صفحہ ۱۷۵

۳۷......حافظ ابو القاسم محمد بن سلیمان الطبرانی، ۳۶۰ھ، المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، جلد ۱۱، صفحہ ۶۳، حدیث ۱۰۹۳۰

۳۸......الخصائص الکبریٰ، جلد ا، صفحہ ۷

سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ا، صفحہ ۸۶-۸۷

۳۹......امام محمد بن اسماعیل بخاری، ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، حدیث ۷۱/ کتاب فرض الخمس، باب فان للہ خمسہ وللرسول، حدیث ۳۱۱۶، حدیث کے الفاظ ہیں: واللہ المعطی وانا القاسم

۴۰......مولانا ابو الفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ، ۱۹۷۸ء، سترہ تقریریں، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، ۲۰۰۶ء، صفحہ ۳۴

۴۱......علامہ ملا علی بن سلطان قاری، ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء، جلد ا، صفحہ ۳۷۸

۴۲......مختصر تاریخ دمشق، جلد ۲، صفحہ ۱۳۷/ خصائص کبریٰ، جلد ا، صفحہ ۷

۴۳......الشفاء، جلد ا، صفحہ ۷۵

۴۴......علامہ نور الدین علی بن برہان الدین حلبی، ؟؟ المسیرۃ الحلبیہ، بیروت، جلد ا، صفحہ ۲۲۳

۴۵......سورہ حم السجدۃ: ۵۳

۴۶......صحیح بخاری، جلد ا، صفحہ ۱۸۵

۴۷......ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور، مئی ۱۹۹۰ء

۴۸......محمد محب اللہ نوری، میلاد مصطفیٰ، مطبوعہ شرکت پریس، لاہور، ۱۴۲۱، صفحہ ۷۸

۴۹......مرجع سابق، صفحہ ۷۶

۵۰......سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ا، صفحہ ۸۸

۵۱......السیرۃ الحلبیہ، جلد ا، صفحہ ۲۲۲

۵۲......علامہ سیّد ابو محمد محمد دیدار علی شاہ محدث الوری، ۱۳۵۴ھ/ 1935ء، مقدمہ میزان الادیان، منظور عام پریس، لاہور، جلد ا، صفحہ ۲۲۶

۵۳......السیر ۃ الحلبیہ، جلد ا، صفحہ ۲۱۹

۵۴......سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ا، صفحہ ۸۹

۵۵......سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ا، صفحہ ۸۹

۵۶......السیر ۃ الحلبیہ، جلد ا، صفحہ ۲۲۰

۵۷......الشفاء جلد ا، صفحہ ۱۷۵

۵۸......مقدمہ میزان الادیان، جلد ا، صفحہ ۲۲۵

۵۹......صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب خرص التمر، حدیث ۱۴۸۲

۶۰......صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، ماہنامہ نور الحبیب، اپریل ۲۰۰۷ء، سرورق

۶۱......امام حافظ ابن عساکر ابو القاسم علی بن الحسن، ۵۷۱ھ، تاریخ دمشق الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، جلد ۴، صفحہ ۲۴۴

۶۲......جامع ترمذی، ابواب المناقب، جلد ۲، صفحہ ۲۱۱/ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب فی المعجزات/ المواہب اللدنیۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۳۹

۶۳......امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ۱۵۰ھ، جامع مسانید امام اعظم، دائرۃ المعارف، حیدر آباد، جلد ا، صفحہ ۱۳۰، (مرتبہ علامہ خوارزمی، ۶۶۵ھ)

۶۴......سیرت حلبیہ، جلد ا، صفحہ ۲۲۱

۶۵......مرجع سابق

۶۶......سیرت حلبیہ، جلد ا، صفحہ ۲۲۲/ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ا، صفحہ ۸۸

۶۷......سیرت حلبیہ، جلد ا، صفحہ ۲۲۲

۶۸......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، جلد ا، صفحہ ۱۷۶

۶۹......خصائص الکبریٰ، جلد ا، صفحہ ۷/ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ا، صفحہ ۸۷

۷۰......سیرت حلبیہ، جلد ا، صفحہ ۲۲۲

۷۱......یہ ماہنامہ ''نور وظہور'' علامہ محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ اور نعت خواں و نعت گو محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت قصور سے شائع ہوا۔

۷۲......مولانا ابو الضیاء محمد باقر نوری، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، قدرت کا کرشمہ، انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور، سلسلہ نمبر ۶۲، صفحہ ۱۴/۱۵

۷۳......مقدمہ میزان الادیان، جلد ۱، صفحہ ۲۲۵

۷۴......صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی، ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء، فتاویٰ صدر الافاضل، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی، صفحہ ۵۱۱

۷۵......الانعام:۱۵۳

۷۶......فتاویٰ صدر الافاضل، صفحہ ۵۱۶تا۵۱۸

۷۷......تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۳، صفحہ ۲۹۶-۲۹۷/مختصر تاریخ دمشق، جلد ۲، صفحہ ۱۳۶-۱۳۷

۷۸......حدائق بخشش، جلد ۲، صفحہ ۷۸-۷۹

۷۹......المواہب اللدنیۃ، زرقانی علی المواہب، جلد ۱، صفحہ ۴۰

۸۰......آل عمران:۸۱

۸۱......بنی اسرائیل، ۱۷:۷۹

۸۲......امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۹۷ھ، جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، حدیث ۳۱۳۷

۸۳......مختصر تاریخ دمشق، جلد ۲، صفحہ ۱۶۵

۸۴......صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، حدیث ۶۵۶۵

۸۵......صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب من سال الناس تکثرا، حدیث ۱۴۷۵

۸۶......ذوق نعت، صفحہ ۲۷

۸۷......حدائق بخشش، جلد ۲، صفحہ ۸۰

۸۸......ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، حدیث ۳۱۴۸، دار الکتب العلمیہ بیروت

۸۹......الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۲۱۷

۹۰......الوفاء باحوال المصطفیٰ، جلد ۲، صفحہ ۸۲۲

۹۱......جامع البیان طبری، جلد ۱۵، صفحہ ۱۸۳/ الجامع لاحکام القرآن، تفسیر قرطبی، جلد ۱۰، صفحہ ۳۱۱

۹۲......حدائق بخشش، جلد ۱، صفحہ ۹۵

۹۳......الاحزاب، ۳۳:۵۶

۹۴......تفسیر روح المعانی، تحت الآیہ

۹۵......ابن قیم جوزی، ۷۵۱ھ، جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام، طباعۃ المنیریۃ، ۱۳۵۸ھ، صفحہ ۹۹

۹۶......جلاء الافہام، صفحہ ۱۰۰، (مفہوماً)

۹۷......الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۲۰

۹۸......تفسیر در المنثور، جلد ۶، صفحہ ۴۰۱، تحت تفسیر الکوثر

۹۹......حدائق بخشش، جلد ۱، صفحہ ۱۳۰

۱۰۰......الحشر: ۱/ الصف: ۱

۱۰۱......الجمعہ: ۱/ التغابن: ۱

۱۰۲......الشعراء: ۴۴

۱۰۳......الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۲۰

۱۰۴......امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، ۱۱۲۲ھ، شرح المواہب للزرقانی، ازہریہ مصر، جلد ۶، صفحہ ۱۴۸

۱۰۵......الرعد، ۱۳: ۲۸

۱۰۶......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، جلد ۱، صفحہ ۲۳

زرقانی علی المواہب، جلد ۳، صفحہ ۱۳۰

امام محمد بن مہدی بن احمد الفاسی، ۱۰۵۲ھ، مطالع المسرات، مطبع تازیہ، صفحہ ۱۱۷

۱۰۷......حدائق بخشش، جلد ۱، صفحہ ۶۱

۱۰۸......مرجع سابق، جلد ۱، صفحہ ۸

☆☆☆
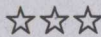
میلا دالنبی ﷺ

صاحبِ میلاد کی

کرم نوازیاں

تالیف وترتیب

(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سرکار ابد قرار، رحمت ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جانِ عبادت، باعثِ رحمت وبرکت اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے رب کریم (جل جلالہ) کی رضا وخوش نودی کا بہترین ذریعہ ہے...... ذکر مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور میلاد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کا انعقاد، اہلِ اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے، خصوصاً ربیع الاول میں نہایت ذوق وشوق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت ومحبت پیش کیا جاتا ہے......

چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر امام، محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) رقم طراز ہیں:

لَازَالَ اَھْلُ الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ وَالْمِصْرِ وَالْیَمِنِ وَالشَّامِ وَ سَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ ھِلَالِ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ......

''حرمین شریفین، مصر، یمن، شام، بلاد عرب اور شرق تا غرب جملہ عالم اسلام کے لوگ ہمیشہ سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت محافل کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں...... ربیع الاول شریف کا چاند دیکھتے ہی خوشی کا اظہار کرتے ہیں، غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کرتے ہیں، خوشبوئیں استعمال کرتے ہیں، سرمہ لگاتے ہیں، اور طرح طرح کی زیب وزینت کر کے ان ایام میں خوشیاں مناتے ہیں اور نقد وجنس سے جو کچھ میسر آئے، خرچ کرتے ہیں''......

وَیَھْتَمُّوْنَ اِھْتِمَامًا بَلِیْغًا عَلَی السِّمَاعِ وَالْقِرَاءَۃِ لِمَوْلِدِ النَّبِیِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُنَالُوْنَ بِذٰلِكَ اَجْرًا عَظِيْمًا وَ فَوْزًا عَظِيْمًا...... (۱)

''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تذکرے اور محافل میلاد کا خصوصی اہتمام کر کے اجر عظیم اور فلاح وسعادت عظمیٰ حاصل کرتے ہیں''......

ممتاز محدث وسیرت نگار، شارح بخاری، امام قسطلانی اور ان کی تائید میں علامہ زرقانی اس مفہوم کو بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ اَمْرًا اتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرَ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا لِيَكُوْنَ اَشَدَّ عَلٰى مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ...... (۲)

''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مجرب خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو اسے منعقد کرتا ہے وہ اس کی برکت سے سارا سال حفظ وامان میں رہتا ہے اور دلی مقاصد اور نیک خواہشات کے جلدی حصول کے لیے یہ ایک بشارت ہے...... اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے میلاد النبی کے مبارک مہینے کی راتوں کو عید منا کر اس شخص کی شدتِ مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں بغض رسول کی بیماری ہے''......

میلاد منانے والوں کو ملنے والی بے شمار دینی ودنیاوی برکات میں سے ایک بڑی سعادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ یاب کرتے ہوئے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا......

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

جَعَلَ لِمَنْ فَرِحَ بِمَوْلِدِهٖ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ وَ سِتْرًا وَّمَنْ اَنْفَقَ فِيْ مَوْلِدِهٖ دِرْهَمًا كَانَ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا وَاَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشْرًا...... (۳)

''(تسبیح ہے اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی منانے والے کو دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمایا اور جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر ایک درہم بھی خرچ کرے، مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی...... میلاد کے لیے خرچ کیے گئے ایک درہم کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے دس درہم کا ثواب عطا فرمائے گا''......

میلاد شریف منانے والا اجر و ثواب سے کیوں کر محروم رہ سکتا ہے؟ جبکہ یہ اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہے، جو سراسر کرم اور ابر رحمت ہے......

یہ اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی محفل ہے، جو مالکِ خزائنِ قدرت اور قاسمِ نعمت ہیں......

یہ اس کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور اس قاسمِ نعمت صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی محفل ہے، جس میں اگرچہ کوئی بھی اجر و ثواب سے محروم نہیں رہتا، تاہم بعض اہلِ محبت ایسے بھی ہیں، جن پر آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی التفات فرماتے ہیں، کبھی محفل میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں اور کبھی خواب میں بانیٔ محفل یا حاضرین محفل کو اپنے جمالِ جہاں آرا سے نواز دیتے ہیں......

ذیل میں ہم ایسے چند ایمان افروز واقعات ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں:

1- مژدۂ شفاعت

جلیل القدر صحابی حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک روز اپنے مکان پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کے واقعات بیان فرما رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اظہار مسرت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ عزوجل کا شکر بجا لا رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کر رہے تھے:

فَاِذَا جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَکُمْ

شَفَاعَتِیْ...... (۴)

''اچانک صاحب میلاد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا: تم میری شفاعت کے مستحق ہوگئے''......

2-نوید رحمت ونجات

حضرت سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں، میں عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا، جہاں وہ اپنے اہل خانہ اور کنبے والوں کو ولادتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کی تعلیم دیتے ہوئے فرما رہے تھے:

''یہی (پیر) وہ دن ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی''......

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ لَکَ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ کُلُّھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَکَ وَمَنْ فَعَلَ فِعْلَکَ یَحِلُّ بِحَالِکَ...... (۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے لیے بخشش ومغفرت کی دعائیں کررہے ہیں اور جو شخص تیری طرح (محفل میلاد منعقد) کرے گا، وہ یہی اجر وثواب پائے گا''......

ان دونوں روایتوں سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) محفل میلاد کا انعقاد کرتے اور اپنے اہل خانہ کو میلاد کی تعلیم دیا کرتے تھے، وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ میلاد کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے......اہل محفل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں اور فرشتے ان کے لیے بخشش ورحمت کی دعائیں کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسی محافل میں کبھی سرکار کرم فرماتے ہوئے خود بھی تشریف فرما ہوجاتے ہیں......

3-نعت خواں کا اعزاز واکرام

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نعت خواں حضرت سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس اعزاز سے نوازتے کہ ان کے لیے خصوصی طور پر منبر رکھواتے، نعت خوانی کا حکم دیتے اور ان کے لیے دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ...... (۶)

''اے اللہ! (میرے نعت خواں کی) جبریل امین (علیہ السلام) کے ذریعے مدد فرما''......

سید الملائکہ حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام کے تائید یافتہ شاعر دربارِ رسالت کو نعت خوانی کے صدقے چاردانگ عالم میں شہرۂ دوام نصیب ہوا......

4-میلادیہ نعت

غزوۂ تبوک (۹ ھ) سے واپسی پر ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُرِیْدُ اَنْ اَمْتَدِحَکَ......

''یارسول اللہ! جی چاہتا ہے کہ آپ کی نعت خوانی کروں''......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ لَایَفْضِضِ اللّٰہُ فَاکَ...... (۷)

''نعت کہیے، اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ کی رونق ماند نہ پڑنے دے''......

چنانچہ آپ نے خاص میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مضمون پر مشتمل نعت سنائی، جس کے دو شعر درج ذیل ہیں:

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَ ... رْضُ وَضَاءَ تْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِكَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ ... وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

''اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے نور سے زمین روشن ہوگئی اور آفاق منور ہوگئے، سو ہم اسی ضیا اور اسی نور میں ہدایت کے راستے طے کر رہے ہیں''......

معلوم ہوا کہ میلاد پڑھنا صحابہ کی سنت اور واقعات میلاد سننا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے......

5-سلامتی کی دعا

حضرت سیّدنا نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں قصیدہ پیش کیا، آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر سے نوازا:

لَا یَفْضِضِ اللّٰہُ فَاکَ...... (۸)

''اللہ تمہارے دانت سلامت رکھے، یعنی تمہارے چہرے کی رونق قائم رکھے''......

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی......

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِنَّہٗ عَاشَ ثَلَاثَ مِائَۃِ عَامٍ وَلَمْ تَسْقُطْ لَہٗ سِنٌّ حَتّٰی مَاتَ...... (۹)

''آپ تین سو سال تک زندہ رہے اور مرتے دم تک ان کے دانت سلامت رہے''......

6-چادر مبارک کا عطیہ

حضرت سیّدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتوصیف پر مشتمل قصیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ والا جاہ میں پیش کیا، جب اس شعر پر پہنچے:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

”بے شک یہ رسول ایسے نور ہیں، جن کے ذریعے سے روشنی طلب کی جاتی ہے، آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تنی ہوئی تلوار ہیں“......

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر اپنی چادر انہیں عطا فرمائی......

یہ قصیدہ ”بَانَتْ سُعَادُ“ کے نام سے مشہور ہے......(۱۰)

7-مرض سے شفا اور چادر کی عطا

شعر و ادب کی دنیا میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت معتبر ہے، ان کی ساری عمر رؤسا و سلاطین کی مدح سرائی میں بسر ہوئی، آخری عمر میں فالج میں مبتلا ہو گئے...... نچلا دھڑ بے حس ہو جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور ہلنے جلنے سے عاجز رہ گئے...... ایک سال تک بیمار رہے، اسی اثنا میں ایک روز خیال آیا کہ ساری عمر چھوٹے بادشاہوں کی تعریف میں گزری، کاش کبھی حقیقی اور سچے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بھی کہی ہوتی...... یہ خیال آیا اور نہایت ہی محبت و محویت کے عالم میں قصیدہ کہنا شروع کر دیا...... آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت، معجزات، فضائل و کمالات، واقعاتِ میلاد، معراج اور بارگاہِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں عرضِ احوال پر مشتمل قصیدہ مکمل کیا اور بارگاہ الٰہی میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے رو رو کر دعا کی...... اسی رات بوصیری محو خواب ہوئے تو قسمت جاگ اٹھی، آنکھیں بند ہوئیں، مگر مقدر کا ستارہ چمک اٹھا، صدقِ دل سے کہی ہوئی نعت بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف قبولیت پا گئی، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرماتے ہوئے اپنے جمالِ جہاں آراء سے مشرف فرمایا...... حکم دیا:

”وہ قصیدہ مجھے بھی سناؤ“......(۱۱)

بوصیری اپنی قسمت پر نازاں تعمیلِ حکم میں مدح سرا ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور بعض اشعار سن کر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سرور یوں جھوم اٹھے، جیسے نسیم سحر کے جھونکوں سے بار آور شاخیں جھومتی ہیں...... آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ

انعام اپنی مبارک چادر انہیں عنایت فرمائی (۱۲) پھر مسیحائے عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر دست شفا پھیرا...... آنکھ کھلی تو فالج کے موذی مرض سے نجات مل چکی تھی......

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

اے بصیری را ردا بخشندہ (۱۳)

اگلے روز بوصیری کہیں جا رہے تھے، رستے میں شیخ ابو الرجا رحمۃ اللہ علیہ ملے، انہوں نے کہا:

''مجھے قصیدہ کی نقل چاہیے''......

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کون سا قصیدہ؟......

انہوں نے فرمایا: جو ''اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِىْ سَلَمٍ'' سے شروع ہوتا ہے، بوصیری نے کہا: آپ کو اس قصیدے کا کیسے علم ہوا، جبکہ میں نے کسی کو بتایا نہیں...... انہوں نے فرمایا: جب آپ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سنا رہے تھے تو میں بھی حاضر مجلس تھا، میں نے دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے ہوئے بعض اشعار سن کر جھوم رہے تھے......(۱۴)

یہ قصیدہ ''قصیدہ بردہ'' کے نام سے معروف، بے حد مقبول اور بڑا مبارک ہے اور اس کا ایک ایک شعر بلکہ ہر ہر کلمہ مستقل وظیفہ ہے، جو حل مشکلات کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے......

8- اہلِ مجلس کی مغفرت

حضرت محمد ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محفل نعت میں یہ شعر پڑھا:

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ

بَلْ هُوَ يَاقُوْتٌ بَيْنَ الْحَجَرِ

''پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن ان کی مثل کوئی بشر نہیں...... آپ

صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسی شان والے ہیں جیسے پتھروں میں یاقوت کی امتیازی شان ہے''......

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرما کر اپنی زیارت سے نوازا اور فرمایا:

قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِكُلِّ مَنْ قَالَهَا مَعَكَ......

''اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیرے ساتھ اس نعت شریف میں شریک تمام افراد کو بخش دیا ہے''......

حضرت ابو المواہب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری دم تک یہ نعت شریف پڑھتے رہے......(۱۵)

خوشا چشم کو بنگرد مصطفی را

خوشا دل کہ دارد خیالِ محمد

9-محفلِ میلاد......باعثِ ایمان

بغداد شریف میں ایک شخص ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجاتا تھا...... اس کے پڑوس میں ایک یہودی عورت انتہائی سخت اور متعصب رہتی تھی......ایک دن اس نے بڑے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا: ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو کیا ہو گیا ہے، جو ہمیشہ اس مہینے میں اپنی دولت فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتا ہے اور انواع واقسام کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے......اس کے شوہر نے کہا: غالباً یہ مسلمان گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں پیدا ہوئے ہیں اور یہ خوشی ان کی ولادت باسعادت کے سبب کرتا ہے......اس کا خیال ہے کہ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشی ومسرت سے خوش ہوتے ہیں......

زیارتِ اقدس

لیکن یہودیہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور جب رات ہوئی تو اس عورت نے خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی نورانی شخصیت تشریف فرما ہے اور اس کے ساتھ صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت ہے......عورت نے یہ دیکھا تو بڑی متعجب ہوئی، خواب ہی میں ایک صحابی سے پوچھا:

یہ کون سی شخصیت ہے، جنہیں میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ دیکھ رہی ہوں؟......انہوں نے فرمایا:

''یہ محمد رسول اللہ ہیں''، صلی اللہ علیہ وسلم......

عورت نے کہا:

اگر میں ان سے کچھ عرض کروں تو جواب عطا فرمائیں گے؟......

صحابی نے فرمایا: ہاں

سلام وایمان

یہودیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا، قریب آئی، سلام عرض کر کے کہا:

''یارسول اللہ!''......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لَبَّیْکَ

اس پر وہ بے اختیار رو پڑی اور کہنے لگی:

آپ مجھے اس شفقت سے کیوں نواز رہے ہیں، جبکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں ہوں......حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے تجھے اس لیے جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دینے والا ہے''......

اس نے عرض کیا:

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں''......

محفل میلاد

پھر اس کی آنکھ کھل گئی، وہ اپنے اس خواب سے بے حد مسرور اور انتہائی خوش تھی کہ سیّد الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پائی اور مشرف با سلام ہوئی...... اس نے اسی وقت یہ عہد کر لیا کہ صبح اپنا تمام مال وزر صدقہ کر دوں گی اور محفل میلاد منعقد کروں گی......

صبح سویرے اس نے اپنا عہد پورا کرنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ اس کا شوہر بھی نہایت خوش وخرم ہے اور اپنا تمام مال وزر قربان کرنے پر آمادہ ہے...... اس نے شوہر سے کہا:

کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک نیک ارادے میں راغب دیکھ رہی ہوں، یہ کس کے لیے ہے؟......

شوہر نے کہا:

یہ اس ذات گرامی کے لیے ہے، جس کے دست مبارک پر تم آج رات اسلام لا چکی ہو......

عورت نے کہا:

اللہ تم پر رحم کرے، تمہیں کس نے میری باطنی حالت پر مطلع کیا؟......

اس نے کہا:

اس ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے دست اقدس پر تیرے بعد میں اسلام لایا......

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارك وسلم

عورت نے کہا:

"اللہ تعالیٰ ہی حمد کے لائق ہے جس نے مجھے اور تمہیں دین اسلام پر جمع فرمایا اور ہم دونوں کو شرک وگمراہی سے نجات عطا فرما کر امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا والصلوٰۃ

والسلام) میں داخل فرمایا...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١٦)

10-میلاد پر اظہارِ مسرت

حضرت ابن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو بارگاہِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی: یا نبی اللہ! لوگ ہر سال آپ کا میلاد مناتے ہیں، کیا حضور کو یہ پسند ہے؟...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا ابْنَ نُعْمَان مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِهٖ...... (١٧)

''اے ابن نعمان! جسے ہماری خوشی ہے، ہمیں اس کی خوشی ہے''......

11-میلاد کے چنے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم (رحمہما اللہ تعالیٰ) ہر سال عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز کا کھانا تیار کرواتے تھے...... ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا، انہوں نے وہی چنے لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ وہی چنے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مسرور دکھائی دے رہے تھے......(١٨)

12-حقہ ناپسند

ایک نعت خواں حقہ پیتے تھے، ایک مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّكَ اِذَا قَرَاتَ الْمَوْلِدَ اَحْضُرُ الْمَجْلِسَ وَاِذَا جَاءَ الدُّخَانُ فِيْهِ اَتْرُكُ وَ اَذْهَبُ...... (١٩)

''جب تم میلاد پڑھتے ہو تو مجلس میں ہم بھی رونق افروز ہوتے ہیں، لیکن جب محفل میں حقہ آجاتا ہے تو ہم مجلس سے اٹھ جاتے ہیں''......

اس واقعہ سے جہاں یہ بشارت ملتی ہے کہ محفل میلاد میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی کرم فرما کر جلوہ افروز ہوتے ہیں، وہاں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ ان مقدس محافل کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ازبس ضروری ہے کیوں کہ:

ادب گاھیست زیر آسماں از عرش نازك تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

13- دیدارِ پُرانوار

ایک مرتبہ سیدی وابی حضرت فقیہ اعظم محدث بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ گرامی حضرت علامہ سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے...... حاجی صاحب سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی...... اختتام محفل کے بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا: حضرت! میلاد سنتے سنتے کھڑے کیوں ہو گئے تھے؟...... جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا...... آپ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں دیکھا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے...... میرے ذوق وشوق اور محبت نے مجھے کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنے پر مجبور کر دیا...... (۲۰)

14- مدینہ منورہ کی ایک محفل میلاد

(ربیع الاول) ۱۳۸۷ھ کی بارہویں شب کو مدینہ منورہ میں وہاں کے ایک محترم عالم وبزرگ کے دولت خانہ پر ایمان افروز لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے پانچ سو سے زائد ساکنانِ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم شریک تھے، جن میں دو وزیر بھی آئے ہوئے تھے...... ایک کے متعلق مشہور تھا کہ یہ ماشاء اللہ سنی صحیح العقیدہ ہیں اور دوسرے کی بابت سنا گیا تھا کہ یہ نجدی ہے اور اس کی شرکت دوسرے وزیر صاحب کی وساطت سے ہوئی ہے، ورنہ وہ خود ایسی نورانی مجالس میں شرکت کو جائز نہیں سمجھتے......

نعت خوانی

ابتدا میں بارگاہِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عاشقانِ سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی کے منتخب اور بہت ہی پاکیزہ قصائد انتہائی خوش اعتقادی اور حد درجہ کی خوش الحانی سے پیش کیے...... ازاں بعد اردو میں خوب دھوم دھام اور ادب واحترام کے ساتھ نعتیں عرض کی گئیں...... ہر طرف انوار و تجلیات کی چھم چھم بارشیں برسنے لگیں، ہر شخص کا چہرہ خوشی سے کھلا جارہا تھا، آنکھوں سے کچھ وقفے کے بعد فرحت وسرور کے آنسو ٹپکتے دکھائی دیتے...... مجلس میلاد کا احترام ہر شخص کے ظاہر و باطن پر چھایا ہوا تھا...... سب کے سب قصائد نعتیہ بصد ادب واحترام اور بکمال تعظیم وتوقیر سن کر محظوظ ہو رہے تھے، کیونکہ سب کا یہ اعتقاد تھا کہ:

جہاں ذکرِ میلاد خیر البشر ہو
خدا کی قسم وہ مکاں محترم ہے
شہِ دیں کا ہر تذکرہ ہے گرامی
شہِ دیں کی ہر داستاں محترم ہے
ترا ذکر بھی جان و دل سے ہے پیارا
تری یاد بھی جانِ جاں محترم ہے

البتہ نجدی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اور طنزیہ مسکراہٹ سے پتہ چلتا تھا کہ اسے یہاں بیٹھنا ناگوار معلوم ہو رہا ہے اور یہاں کا مقدس منظر ناپسند نظر آتا ہے:

زاغ چوں فارغ ز بوئے گل بود
نفرتش از صحبت بلبل بود

کئی گھنٹوں کے بعد میر مجلس نے میلاد برزنجی کے جملے جو ولادت باسعادت کے متعلق ہیں، پڑھے تو سب حاضرین مع دونوں وزیروں کے کھڑے ہو گئے اور حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بحالت قیام بکمال خشوع وخضوع

صلوٰۃ وسلام عرض کرنے لگے، پھر دعا مانگی گئی اور شرکاءِ مجلس اطہر، میر مجلس سے اجازت لے کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے، ابھی کچھ لوگ صاحب خانہ سے کچھ ضروری عرض معروض کرنے کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے......

صاحبِ حال کی آمد

اچانک ایک درویش صفت بزرگ تشریف لائے، ان کے ہاتھ میں تازہ جلیبیوں کا تھال تھا......فرمانے لگے: جو شخص میری جلیبی کھائے گا، وہ خوش نصیب ہوگا، اسے خواب میں حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سراپا سعادت نصیب ہوگی...... ان الفاظ میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہر شخص جھوم گیا...... آنکھوں میں مسرت کے آنسو بھر آئے اور یقین کر لیا گیا کہ یہ جو کچھ فرما رہے ہیں، بالکل سچ ہے...... البتہ نجدی وزیر نے یقین نہ کیا، بلکہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا......

تقسیم تبرک

صاحب خانہ نے مجھے (اس ایمان افروز محفل کے راوی کو) حکم دیا کہ صوفی صاحب! یہ جلیبیاں تقسیم کر دیجئے...... میں نے آدمی گنے تو چالیس تھے، پھر جلیبیاں گنیں تو وہ بھی اتنی ہی تھیں، یعنی چالیس......

سب سے پہلے میر مجلس کی خدمت میں ایک جلیبی پیش کی، نجدی وزیر چونکہ آپ کی بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور تقسیم دائیں طرف سے کرنا تھیں، اس لیے وزیر موصوف کی باری سب سے بعد میں آئی، اس وقت دو جلیبیاں بچی تھیں، ایک وزیر کے حصہ کی اور دوسری میرے حصہ کی، لیکن میں نے وہ دونوں وزیر کو دے دیں اور دل میں عرض کی: الٰہ العالمین! یہ شکل وصورت کے لحاظ سے کتنا حسین ہے، اگر محفل میں شرکت کی برکت سے اس کے عقائد درست ہو جائیں اور دوزخ میں جانے سے بچ جائے اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نوازا جائے تو تیری قدرت کاملہ کے آگے کچھ بھی دشوار

نہیں......

جلیبیوں کا شیرہ اور تھال میں گرے ہوئے چھوٹے ٹکڑے میرے لیے کافی تھے، بلکہ تبرک خاص کی حیثیت سے تھے، میں نے انہیں خوب مزے لے لے کر کھایا اور تھال کو اس طرح صاف کیا کہ بغیر پانی کے دھل گیا...... قدرت خدا کی اس درویش صفت بزرگ کی لائی ہوئی جلیبیاں کچھ اس قدر متبرک تھیں کہ جوں جوں کھاتا، دل میں اس بات کا یقین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا کہ آج سب کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گی...... آدھی رات گزر چکی تھی...... لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے...... میں نے بھی اجازت لی اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا...... آج مدینہ منورہ کے در و دیوار کا حسن بڑھا ہوا نظر آ رہا تھا...... ہر طرف رحمت و بخشش کے انوار برستے دکھائی دے رہے تھے:

مدینہ کی دل کش فضا دیدنی ہے
چمن ساز موجِ ہوا دیدنی ہے
بہر سمت نورِ خدا دیدنی ہے
رخِ مصطفیٰ کی ضیا دیدنی ہے

غسل زیارت

گھر جا کر غسل کیا...... عید کا لباس پہنا اور مدینہ منورہ کے مقدس بازار سے خریدا ہوا بیش قیمت عطر لگایا پھر درود شریف پڑھتے پڑھتے بستر پر لیٹ گیا...... زبانِ حال مترنم تھی کہ:

اے خلد مکیں، قوسین نشیں، اک بار تو ایسا ہو جائے
تم عرش سے دل میں آ جاؤ، دل عرش معلیٰ ہو جائے

میں (راوی) بفضلہٖ تعالیٰ وبفضل حبیبہ الاعلیٰ سترہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں لیکن آج جیسی خوشی و فرحت کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی، اس لیے بار بار کروٹیں بدلتا

ہوں لیکن نیند نہیں آتی......اب رات کا صرف ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے...... یہ سوچ رہا تھا کہ اگر نیند نہ آئی تو زیارت کس طرح کر سکوں گا......اچانک آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور میں گہری نیند سو گیا......خواب میں گھر سے نکل کر سیدھا مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو جاتا ہوں...... ریاض الجنۃ شریف میں پہنچ کر دیکھا کہ بہت سے علماء تشریف فرما ہیں...... سب کے سب حضور اقدس سیّد عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر ہیں......

ساعت سعید آ گئی

اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی......سب کی نگاہیں دروازہ کی طرف اٹھیں اور اسی دم ہر شخص تعظیماً کھڑا ہو گیا......دروازہ پر نبی رحمت، شفیع امت، امام المرسلین، حبیب رب العالمین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے...... چہرۂ انور کے نور اور جسم اقدس کی نکہت سے ساری فضا منور و معطر ہو چکی تھی...... آپ کے حسین لبوں پر مسکراہٹ تھی اور خوش ہو ہو کر اپنے نیاز مند امتیوں کو نظر رحمت سے نواز رہے تھے:

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

سرکار ابد قرار فداہ اَبی و اُمی صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کے ساتھ سب حاضرین کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور میں دل میں کہہ رہا تھا کہ ہمارا مذہب کتنا سچا ہے کہ ہمارے علماء کرام کی طرف حضور اقدس، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی محبت کے ساتھ دیکھ رہے ہیں......

اس خوشی میں میری آنکھوں میں آنسو آ گئے...... ادھر مؤذن نے فجر کی اذان کہی...... آواز سنتے ہی جاگ پڑا...... وہ آنسو ہنوز آنکھوں میں موجود تھے...... فوراً وضو کیا اور دو نفل شکرانے کے ادا کیے...... حضور اقدس، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لذتِ دیدار نے کچھ ایسا مغلوب الحال کر دیا تھا کہ یہ بھی یاد نہ رہا کہ نماز نفل کا وقت سورج طلوع ہونے کے کچھ بعد سے شروع ہوتا ہے......

بیت المیلاد میں حاضری

نماز فجر سے فارغ ہو کر بیت المیلاد (جہاں میلاد شریف ہوا تھا) خواب سنانے حاضر ہوا...... دل میں کہہ رہا تھا کہ جتنا واضح خواب میں نے دیکھا ہے، اس طرح کا خواب کسی نے بھی نہ دیکھا ہوگا...... لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ میرا یہ خیال غلط ہے اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سب کو شامل اور سب کے لیے عام ہے:

اچھے ان کے ہیں تو اے کیفؔ برے کس کے ہیں
اپنی امت ہے محمد (ﷺ) کو پیاری ساری

رات والے چالیس حضرات میں سے کچھ مجھ سے پہلے آ چکے تھے، کچھ بعد میں آئے...... سب کے سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے اور اپنے اپنے نورانی خواب باری باری سنا رہے تھے...... بعض نے کہا: آج رات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سینۂ اقدس سے لگایا (سبحان اللہ) بعض نے کہا: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ''پس خوردہ'' شریف تبرک مرحمت فرمایا...... بعض نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست ہائے اقدس کو چوما...... بعض حضرات نے سنایا کہ مجھے قدم ہائے انور کے چومنے کی اجازت بخشی گئی......

دو کھجوریں

اتنے میں ایک بزرگ کھڑے ہوئے، انہوں نے حمد وصلوٰۃ کے بعد دو کھجوریں

دکھائیں اور فرمایا:

''یہ وہ مبارک اور مقدس کھجوریں ہیں، جو حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات خواب میں اپنے دستِ اقدس کے ساتھ مجھے عطا فرمائیں''......

یہ سنتے ہی فضا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج گئی...... حاضرین درود و سلام کا نذرانہ بارگاہ اقدس میں عرض کرنے میں مصروف ہو گئے:

درودیں صورتِ ہالہ محیط ماہِ طیبہ ہیں
برستا امت عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

وزیر کا بیان

اتنے میں نجدی وزیر بھی آ گیا، اس کا رات والا سارا تکبر ختم ہو چکا تھا...... یہ رات کو اکڑ کر تماشائیوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا لیکن اب گردن جھکا کر عاجزوں مسکینوں کی طرح بیٹھا ہوا ہے...... چاہتا ہے کہ رات کی روداد بھی سنائے مگر صاحب خانہ اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور اسے ہاتھ کے اشارے سے بار بار چپ رہنے کا حکم دیتے ہیں...... جب سب حضرات نے باری باری اپنا اپنا خواب سنایا، اس وقت حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی...... سامعین کی تعداد دو سو کے قریب پہنچ چکی تھی...... اب وزیر موصوف انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ آگے بڑھا اور روتے روتے اپنا خواب سنانے لگا کہ آج رات خواب میں ایک قدسی جماعت کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا...... میرے اور اس جماعت کے درمیان دو فرلانگ کا فاصلہ تھا اور ایک بزرگ سر اقدس پر عمامہ باندھے ہوئے تھے، ان کا صرف عمامہ مجھے نظر آ رہا تھا...... اتنے میں کسی شخص نے بتایا کہ یہ دستار والے بزرگ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... میں بڑی فرحت محسوس کرنے لگا لیکن اچانک ایک بد بخت و بد نصیب بولا کہ وزیر صاحب! یہ کوئی شیطانی وسوسہ ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں...... یہ سنتے ہی میں

آگ بگولا ہو کر اس بد بخت سے لڑنے لگا...... میں نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور اتنے زور سے زمین پر پھینکا کہ میرے جسم سے پسینہ نکل آیا......اس کے بعد میں نے اسے قتل کر کے چیر ڈالا...... پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس شیطان کے دونوں ٹکڑے جڑ گئے اور وہ ہنستا ہوا بھاگ گیا......

میں خواب میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک دوسرے صاحب بولے: وزیر صاحب! جس قدسی جماعت میں حضور اقدس، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے، اس جماعت کا رخ ادھر سے ہٹ گیا ہے اور وہ دوسری سمت کو جا رہے ہیں...... میں نے پھر نگاہ اٹھا کر دیکھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کا صرف پچھلا حصہ نظر آیا اور آہستہ آہستہ وہ جماعت میری آنکھوں سے دور چلی گئی:

اے عمامہ دورِ گردش دور کر
گرد پھر پھر کر ہوں قرباں الغیاث
نیچے نیچے دامنوں والی عبا
خوار ہے خاک غریباں الغیاث
المدد اے زلف سرور المدد
ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیاث
دل کی الجھن دور کر گیسوئے پاک
اے کرم کے سنبلستان الغیاث

(مولانا حسن رضا خاں)

یہ خواب سنا کر وزیر موصوف زور زور سے رونے لگا اور رو رو کر کہنے لگا کہ للہ میرے لیے دعا کیجئے کہ میری بد قسمتی خوش قسمتی سے بدل جائے...... اگر میں خوش قسمت ہوتا تو آپ لوگوں کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی میں بھی زیارت کر لیتا......(۲۱)

حرفِ آخر

سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد، آپ کا ذکر اور آپ کی یاد سراسر خیر و برکت اور ذریعۂ نجات ہے، مگر اس کے لیے اخلاص شرط ہے، ان محافل کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے...... اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی نیت سے ان محافل کا انعقاد اور ان میں شرکت نہایت مستحسن ہے...... حسنِ نیت ہو تو دل سے نکلنے والی آرزو قبول ہو جاتی ہے اور کوئی ایک لمحہ حاصلِ زندگی قرار پا جاتا ہے۔

15-ایک حسین آرزو

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) امام ابو القاسم قشیری قدس سرہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ خراسان کا بادشاہ عمرو بن لیث ایک روز پہاڑی پر کھڑے ہو کر اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تھا...... فوج کے چاک و چوبند دستوں کو ملاحظہ کر کے اسے بڑی مسرت ہوئی، اسی لمحے دل میں خیال آیا کہ کاش! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہوتا اور آپ کی مدد کے لیے اپنی فوج لے کر کبھی بدر کے میدان میں حاضری دیتا، کبھی احد کی گھاٹیوں میں خدمت بجالاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و نصرت کی بھرپور کوشش کرتا......

کچھ عرصہ بعد وہ بادشاہ وفات پا گیا، کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟...... بادشاہ نے کہا:

شَکَرَ اللّٰہُ لِیْ ذٰلِکَ وَغَفَرَلِیْ...... (۲۲)

”اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و اعانت کی آرزو پر جزائے خیر عطا کرتے ہوئے میری مغفرت فرما دی ہے“......

16-ایک حسین عادت

آرزوؤں کی طرح بعض عادتیں بھی بڑی حسین ہوتی ہیں، جو ذریعہ نجات بن جاتی

ہیں......

شیخ زاہد ابو العباس فرماتے ہیں کہ "فاس" شہر میں ایک عورت رہتی تھی، اس کی عادت یہ تھی کہ جب بھی اسے کوئی تکلیف پہنچتی یا پریشانی لاحق ہوتی تو وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھ کر آنکھیں بند کر لیتی اور کہتی:

يا محمد (صلى الله عليك وسلم)......

جب وہ فوت ہوگئی تو اس کے ایک قریبی رشتہ دار نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: پھوپھی جان! آپ نے سوال و جواب کرنے والے فرشتوں کو دیکھا تھا؟......اس نے کہا: ہاں، میرے پاس دو فرشتے آئے تھے، جب میں نے انہیں دیکھا تو حسب عادت دونوں ہاتھوں کو چہرے پر رکھ کر پورے سوز و گداز کے ساتھ کہا:

یا محمد......

جب میں نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے تو وہ فرشتے غائب ہو چکے تھے......(۲۳)

17- پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آخر میں اخلاص کے ساتھ منعقدہ جشن میلاد کا ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ ہو:

حضرت علامہ مفتی محمد امین (فیصل آباد) تحریر کرتے ہیں کہ:

حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ الحاج ابو الفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پاک منایا کرتے تھے......ایک سال جبکہ آپ کے مرید مسجد کی دیواروں پر قندیلیں روشن کر رہے تھے، ایک مولوی صاحب آئے اور دیکھ کر سیخ پا ہوئے اور بولے: یہ سراسر فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنا شیطان کا کام ہے......اس مولوی کی یاوہ گوئی کو حضرت نے بھی سن لیا اور مولوی کو بلا کر فرمایا: مولوی جی! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟......مولوی بولا: جناب کیا ایک دو قندیلیں کافی نہیں، اتنی قندیلیں روشن کرنا یہ تو فضول خرچی ہے......حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مولوی جی! اگر یہ فضول خرچی ہے تو ان قندیلوں کو بجھا دو...... یہ سن کر مولوی بڑا خوش ہوا اور دیوار پر چڑھ کر ایک قندیل کو پھونک لگائی، وہ بجھ گئی، پھر دوسری قندیل کے پاس جا کر پھونک لگائی، وہ بجھ گئی، لیکن پہلی خود بخود روشن ہوگئی...... مولوی صاحب آگے آگے قندیلوں کو بجھاتے جا رہے تھے اور پچھلی قندیلیں خود بخود روشن ہو رہی تھیں...... مولوی پھونکیں مار مار کر تھک گیا تو حضرت نے فرمایا: مولوی جی! یہ عشق رسول کی قندیلیں ہیں، یہ پھونکوں سے نہیں بجھ سکتیں...... (۲۴)

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(واضح رہے کہ محدث کبیر حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے عظیم محدث، حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے استاذ، سند المحدثین مولانا سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حدیث تھے)...... (۲۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد، آپ کے ذکر اور آپ کے میلاد پر اظہار فرحت و مسرت کی توفیق بخشے، اخلاص سے بہرہ یاب فرمائے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق سے نوازے......

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ
اَجْمَعِیْنَ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

حواشی

۱......امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن ابی الحسن المعروف محدث ابن جوزی، المیلاد النبوی، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۵۸ تا ۵۹

۲......امام احمد قسطلانی، المواہب اللدنیۃ/محمد بن عبدالباقی زرقانی، زرقانی علی المواہب، مصر، جلد ۱، صفحہ ۱۳۹

۳......امام محدث ابن جوزی، المولد العروس، دار الکتب بیروت، صفحہ ۸

۴......شیخ الدلائل عبدالحق الہ آبادی، الدر المنظم فی بیان حکم المولد النبی الاعظم (ساتواں باب)/عمر بن حسن اندلسی، التنویر فی مولد السراج المنیر بحوالہ رسول الکلام، از ابو محمد سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری، صفحہ ۴۵

(الدر المنظم میں حدیث مبارکہ کے آخری کلمات یوں ہیں:

من فعل فعلك نجى نجاتك......

''جس نے تیرے جیسا کام کیا وہ تیری طرح نجات پا جائے گا''......)

۵......ایضاً، صفحہ ۴۶

۶......مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، اصح المطابع، جلد ۲، صفحہ ۳۰۱/ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع، جلد ۱، صفحہ ۶۴ تا ۶۵

۷......علامہ یوسف نبہانی، المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ، دار الفکر، جلد ۱، صفحہ ۵۶/ حافظ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، بیروت، جلد ۵، صفحہ ۲۷/ خصائص کبریٰ، دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، جلد ۱، صفحہ ۳۹

۸......الخصائص الکبریٰ، مطبوعہ حیدر آباد دکن، جلد ۲، صفحہ ۱۶۶، باب دعاۃ للنابغۃ

۹......المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ، جلد ۱، صفحہ ۴۴

۱۰......حافظ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، جلد ۴، صفحہ ۳۷۳/ جمال الدین محمد بن ہشام انصاری، شرح قصیدہ بانت سعاد، صفحہ ۳۷/ عبدالملک بن ہشام، سیرت ابن ہشام، مصر، جلد ۲، صفحہ ۳۳۰/ ابو عبداللہ محمد بن حاکم مستدرک، دائرۃ المعارف، جلد ۳، صفحہ ۵۸۱

بعض روایات میں یہ شعریوں ہے:

ان الرسول لسیف یستضاء بہ
صارم من سیوف اللہ مسلول

۱۱......عمر بن احمد خرپوتی، عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدہ بردہ، نور محمد کراچی، صفحہ ۳

۱۲......ایضاً، صفحہ ۵

۱۳......ڈاکٹر محمد اقبال، اسرار ورموز، غلام علی پرنٹرز لاہور، صفحہ ۱۶۷ (عرض حال بحضور رحمۃ للعالمین)

۱۴......عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدہ بردہ، صفحہ ۳

۱۵......امام عبد الوہاب شعرانی، الطبقات الکبریٰ، مصر، جلد ۲، صفحہ ۶۹

۱۶......المیلاد النبوی، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۵۹ تا ۶۰

۱۷......تذکرۃ الواعظین، بحوالہ علامہ فیض احمد اویسی، ماہ نامہ فیض عالم، بہاول پور، جلد ۴، شمارہ ۴

۱۸......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، صفحہ ۶۱

۱۹......ابو الحسنات محمد عبد الحئی لکھنوی، ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان، صفحہ ۲۷

۲۰......ہفت روزہ رضوان، لاہور، ۷ تا ۱۴- اپریل ۱۹۵۲ء

۲۱......نورانی حقائق، مولانا ابو داؤد، صفحہ ۱۹۶ تا ۲۰۶، بحوالہ ماہ نامہ فیض عالم، جلد ۴، شمارہ ۴

۲۲......علامہ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات ہند، جلد ۲، صفحہ ۳۴، (مفہوماً)

۲۳...... امام فقیہ، ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ مراکشی (۶۸۲ھ)، مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام، (پکارو یارسول اللہ) مکتبہ رضویہ لاہور، صفحہ ۸-۱۵۷

۲۴......میلاد سیّد العالمین از مفتی محمد امین مدظلہ، فیصل آباد، ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور، جنوری ۲۰۱۴ء، صفحہ ۸۱

۲۵......شرف قادری، عبد الحکیم، علامہ، تذکرہ اکابر اہل سنت، مکتبہ قادریہ لاہور، صفحہ ۱۴۰، (حالات سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

بے مثل نورانیت و

بے مثل بشریت

نورانیت اور احوال بشریہ کا ظہور

تالیف

حضرت علامہ ابو ابراہیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ سعید احمد کاظمی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے۔ جب چاہے نورانیت کو بشریت پر غالب کر دے بشریت نہ ہوتی تو شق کیسے ہوتا اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور بہتا۔ جب کبھی خون بہا (جیسے غزوۂ احد میں) تو وہاں احوال بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شق صدر میں) تو وہاں نورانیت غالب تھی۔ (میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم،،ص ۳۵)

جو بشریت عیوب ونقائص بشریت سے پاک ہو اس کا ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ لباس بشریت میں مبعوث فرمایا، شق صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینہ اقدس چاک ہونے کے خون نہ نکلنا نورانیت کی دلیل ہے۔

(تفسیر روح البیان ۵/۱۰۶) (میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم)

امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے، میں اور ابوبکر وعمر ایک مٹی سے بنے ہیں اسی میں دفن ہوں گے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۹۹، ۱۰۰) نیز فرماتے ہیں، من انکر بشریۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقا فھو کافر قال تعالی (قل سبحان

ربی هل کنت الا بشر رسولا) اور جو مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۶ ص ۶۷)

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح بشر ہیں عام انسانوں کی طرح جو بشری کثافتیں اور مادی غلاظتیں ہوتی ہیں انبیاء علیہم السلام ان تمام سے منزہ ہوتے ہیں خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کائنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل بشریت ہے اور ہر قسم کی مادی آلائش اور جسمانی کثافت سے پاک ہے۔ بشریت یوں بھی نورانیت سے افضل ہے کتب عقائد میں لکھا ہے کہ: رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور عوام بشر عوام ملائکہ سے افضل ہیں (شرح عقائد از علامہ تفتازانی) اور جو بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا جزو ہے اس کے افضل خلائق ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہوسکتا ہے نور ہو یا کوئی اور عنصر تخلیق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مادہ خلقت سے کسی چیز کو کیا نسبت ہے اصل میں منشاء فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے بشر بھی اس لئے افضل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہ ہوتے تو بشریت کا یہ مقام نہ ہوتا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہ ہوتے تو انسانیت کو یہ عروج نہ ہوتا انسانیت کا احترام بھی آپ سے ہے اور بشریت کی عزت بھی آپ سے ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم (شرح مسلم ۵/ ۹۸ کتاب الاقضیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثل ہونا:

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

قرآن کریم میں ہے، آپ کہئے میں تمہاری مثل بشر ہوں، بعض لوگ اس مسئلہ میں تفریط کا شکار ہیں۔ میں نے خود بعض لوگوں سے سنا ہے کہ حضور ہم جیسے تھے۔ ایک شخص نے کہا بتلاؤ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھ نہ تھے۔ آپ کی دو آنکھیں نہ تھیں۔ آپ کے دو کان نہ تھے۔ (العیاذ باللہ) میں نے کہا ظالم تم دو ہاتھ تو دکھا دو گے ہاتھوں میں وہ قوت کہاں سے لاؤ گے کہ اشارہ کریں تو چاند شق ہو جائے، کنکریاں پھینکیں تو

کفار کے چہرے بگڑ جائیں۔ تمہاری آنکھیں تو ہیں لیکن ان آنکھوں میں وہ طاقت کہاں سے لاؤ گے کہ بے حجاب اللہ کو دیکھ سکو۔ کان تو دکھا دو گے لیکن کانوں میں وہ شکتی کہاں سے لاؤ گے کہ جنات اور ملائکہ کا کلام سن سکو بلکہ خود خدا کا کلام سن سکو۔ اس نے کہا صفات اور خواص کی بات الگ رکھیں صرف دو آنکھیں ہونے میں تو میں آپ کی مثل ہوں، یہ جدا بات ہے کہ آپ کی آنکھیں کیسی ہیں میری آنکھیں کیسی ہیں۔ میں نے کہا اگر صفات اور خواص کا لحاظ نہ رکھا جائے تو کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ تم خنزیر کی مثل ہو کیونکہ اس کی بھی دو آنکھیں ہیں اور تمہاری بھی دو آنکھیں ہیں اور دو آنکھیں رکھنے میں تم دونوں برابر ہو۔ تو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا...... کہاں ہم کہاں حضور! کوئی ہمیں نماز میں سلام کردے تو اس کی نماز غارت ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کئے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی۔ ہم کسی نمازی کو حالت نماز میں بلائیں تو نہ جانا واجب اور سرکار کسی نمازی کو حالت نماز میں بلالیں تو اس کا جانا واجب، ہم قبلہ کے محتاج، ان کا خود قبلہ محتاج، ہم کسی س نماز میں بات کریں تو نماز ٹوٹ جائے اور سرکار کسی نمازی سے نماز میں بات کریں تو نماز قائم بلکہ کامل رہے۔ ہم کیا اور ہماری حیثیت کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی ان جیسے نہیں ہیں۔ میدانِ محشر میں دنیا دیکھے گی کہ جب اللہ تعالیٰ جلال میں ہوگا کسی نبی کو اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کی تاب نہ ہوگی کوئی زبانِ شفاعت نہیں کھولے گا۔ اس وقت اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت کرے گا تو وہ صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ کائنات میں کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مماثل نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب آپ کا کوئی مماثل نہیں ہے تو پھر قرآن وحدیث میں کیوں آیا ہے۔ ''میں تمہاری مثل بشر ہوں'' اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم صرف اس بات میں حضور کی مثل ہیں کہ نہ ہم خدا ہیں نہ حضور خدا ہیں۔ کسی وجودی چیز میں ہم حضور کے مماثل نہیں ہیں۔ مماثلت صرف عدمی چیز (نہ ہونے) میں ہے۔ وجودی کسی چیز میں نہیں، عدم

الوہیت میں ہم حضور جیسے ہیں اور کسی وصف میں آپ کے مماثل نہیں ہیں۔

(شرح مسلم ج2 ص146 کتاب المساجد باب السہو)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور انسان کامل ہیں عام انسان اور بشر تو کجا تمام نبیوں اور رسولوں میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں دیکھئے فرمایا: (اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ) میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

(ترمذی حدیث ۲۳۱۲ ابواب الزہد مشکوٰۃ حدیث ۵۳۴۷ کتاب الرقاق باب البکاء الخوف)

فرمایا: میں نے جنت و دوزخ کو دیکھا۔

(مسلم حدیث ۴۲۶ کتاب الصلاۃ باب تحریم سبق الامام علیہ السلام)

(وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن) اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری حدیث: ۱۳۴۴ کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الشہید، بخاری ۴۰۴۲ کتاب المغازی باب غزوۃ احد، مسلم حدیث: ۲۲۹۶ کتاب الفضائل، مشکوٰۃ حدیث: ۵۹۵۸، کتاب الفضائل باب الوفاۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هل ترون قبلتی ها هنا فو الله ما یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم انی لاراکم من وراء ظهری، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہوتا ہے اور نہ خشوع اور بیشک میں تم کو اپنی پس پشت سے بھی دیکھتا ہوں۔

(بخاری حدیث: ۴۱۸ کتاب الصلاۃ باب عظۃ الامام، مسلم حدیث ۴۲۴ کتاب الصلاۃ باب الامر بتحسین الصلاۃ)

جن کی نظر کی جولانی کا یہ عالم ہے کہ اوپر نظر اٹھائیں تو سات آسمان ان کی نظر کے لئے حجاب نہیں اور نیچے نظر فرمائیں تو سات زمینیں ان کی نظر کے لئے رکاوٹ نہیں۔ آسمان و زمین جنت و دوزخ بلکہ دنیا اور آخرت کی کیا حقیقت ہے۔ جس ذات کو کوئی نبی اور رسول نہیں دیکھ سکا آپ نے اس ذات کو دیکھا۔ حسن الوہیت کو بے حجاب دیکھا اور اس طرح دیکھا کہ دیکھنے والے نے بھی داد دی اور فرمایا (ما زاغ البصر وما طغی)

''نظر بہکی نہ کج ہوئی'' یہ آنکھیں ایسی کہ جاگیں تو ریاضت اور سوئیں تو عبادت! فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ (بخاری 1079، 1147) یونہی نہیں کہا تھا (ایکم مثلی) تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہے۔ (بخاری حدیث 1829، 1965 مسلم 1103 مشکوٰۃ 1986 کتاب الصیام باب فی السحور) جب حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں ہو سکتے تو ہماری کیا حیثیت کہ ہم آپ کی مثل بن سکیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنکھیں بے مثال ہیں۔

بے مثال سماعت:

سماعت دیکھئے فرمایا: (وأسمع ما لا تسمعون) میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے (ترمذی حدیث ۲۳۱۲ ابوداؤد الزہد، مشکوٰۃ حدیث ۵۳۴۷ کتاب الرقاق باب البکاء والخوف) فرشتوں کی باتیں سنتے ہیں، حیوانات اور جنات کا کلام سنتے ہیں، حتیٰ کہ شجر وحجر کی آواز بھی سنتے ہیں۔ یہ سب چیزیں الگ رہیں خالق کائنات کا کلام سنتے ہیں، اس کلام کو سنتے ہیں جو اگر پہاڑ پر نازل ہوتو پہاڑ پھٹ جائے۔ تبھی تو فرمایا: (اَیُّکُمْ مِثْلِیْ) تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت بھی بے مثل ہے۔

بے مثال لعاب دہن:

یہ لعاب دہن حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھوں میں پہنچا تو ایسی ٹھیک ہوئیں کہ پھر کبھی نہ دکھیں۔ (بخاری کتاب المغازی حدیث 3888، 4210)

ایک جنگ میں حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈھیلا نکل گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگا کر آنکھ کا وہ ڈھیلا اپنی جگہ رکھا اور دعا فرمائی یا الٰہی! یہ تیرے نبی کی حفاظت کر رہا تھا۔ اس کی آنکھ درست فرمادے، تو وہ بالکل درست ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ، 1-360) حضرت سلمہ بن الاکوع کی پنڈلی اسی لعاب سے جوڑا (بخاری کتاب المغازی حدیث 3884، 4206) حضرت عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ اسی لعاب سے جوڑ دی

(بخاری کتاب المغازی حدیث 3745، 4040) حضرت ابوبکر کی زہر خوردہ ایڑی میں یہ لعاب دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا (مشکوۃ حدیث 6034) حضرت جابر کی ہانڈی میں لعاب دہن ڈالا تو ایسی برکت ہوئی کہ تھوڑا سا کھانا تمام لشکر کے لئے کافی ہو گیا۔ (بخاری حدیث 3792، مسلم 3800) کھاری کنویں میں یہ لعاب ڈالا تو وہ میٹھا ہو گیا، فقط پانی کا ذائقہ نہیں بدلا زمین کی ماہیت بدل گئی۔ صرف زمین کی ماہیت نہیں بدلی، لوگوں کے دل و دماغ بدل دیئے، فکر و نظر میں انقلاب برپا کر دیا، یہ زبان کی تاثیر تھی اور یہ نظر کا فیضان تھا کہ چوروں، ڈاکوؤں خائنوں اور لٹیروں کو لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا امین و محافظ بنا دیا، بت پرست بت شکن ہو گئے۔ یوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت فضیلتیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز طاہر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فضلات طیب تھے، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا اس کی بیماری جاتی رہی، جس نے فصد (پچھنے) لگانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلا ہوا خون پی لیا اس پر دوزخ حرام ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ خوشبودار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی، زمین پر سایہ نہیں پڑتا تھا، دھوپ میں ابر سایہ کرتا تھا، اشارے سے سورج پلٹ آتا تھا اور چاند شق ہو جاتا تھا، لکڑی کو کہیں تلوار ہو جا تو وہ تلوار ہو جاتی تھی۔ لیکن آپ کی اصل فضیلت اور کمال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب نبیوں سے کم زمانہ پایا اور سب سے زیادہ پیروکار چھوڑے، اور اپنے مشن اور نصب العین کو سب سے زیادہ پورا کیا۔ دوسرے نبیوں نے معجزات کے سہارے لوگوں کو مسلمان کیا آپ نے اپنی پاکیزہ زندگی اور سیرت طیبہ سے لوگوں کو مسلمان کیا، جیسے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا نور پھیلتا گیا اسلام پھیلتا گیا، ہزاروں نبی اور رسول آئے اور تبلیغ کر کے چلے گئے لیکن کسی نبی اور رسول کی اصل تعلیم اور پیغام باقی نہیں ہے۔ کسی کی لائی ہوئی کتاب کا اصل متن تک موجود نہیں ہے لیکن آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی آپ کی تعلیم اور پیغام باقی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے

گا۔ یہی آپ کا نور ہے اور اسی نور کو پھیلانے کی ضرورت ہے۔

(شرح مسلم کتاب الاقضیہ 5 ص 100-99)

نور کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ:

پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب فرماتے ہیں:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تخلیق فرمایا اور آپ بشری صورت میں مخلوق کی ہدایت کے لئے تشریف لائے۔ بے مثل بشریت میں کسی کا اختلاف نہیں بنیادی اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے متعلق ہے۔ ہم اہل سنت جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل بشریت کے ساتھ ساتھ بے مثل نورانیت کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں اور ہمارے مخالفین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اصولی طور پر بحث کا قانون یہ ہے کہ جس نسبت میں اختلاف ہو، اس نسبت کے مدعی کے لئے اپنے دعوے پر دلیل پیش کرنا ضروری ہے اور منکر کے لئے اپنے انکار پر دلیل ضروری ہے۔ جب ہم نور کی بات کرتے ہیں تو وہ بشریت والی آیات پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسی آیات تو تب پڑھی جائیں جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل بشریت کے منکر ہوں اس کا تو کوئی منکر ہی نہیں لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ کوئی ایسی آیت پیش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہو کہ ہم نے آپ کو نور بنا کر نہیں بھیجا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو میں نور نہیں ہوں یا صحابہ نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہو کہ آپ نور نہیں تھے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت موجود نہیں ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی نفی ہو، اسی طرح کوئی حدیث بھی موجود نہیں ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی نفی ہو۔ جب بھی کسی سے گفتگو ہو تو اصولی طور پر واضح کر لیں اور جب وہ دلیل پیش کریں تو ان کی غلطی کو فوراً پکڑیں کہ جس بات میں ہے ہی اتفاق رائے اس پر دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بے مثل بشریت ہمارا عقیدہ ہے۔

ہمارے ذمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پر دلیل دینا ہے اور منکرین کے ذمہ نور نہ ہونے پر عدم نورانیت پر دلیل دینا ہے۔ (نورانیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیوں)

مناظر اسلام علامہ کاشف مدنی صاحب فرماتے ہیں: یہ جو شعر پڑھا جاتا ہے کہ

نور ازلی چمکیا غائب اندھیرا ہو گیا
کملی والا آگیا ہر تھاں سویرا ہو گیا

یہ شعر صحیح نہیں ہے کیونکہ نورِ ازلی اور ابدی اللہ کا نور ہے اور نور ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں سرایت کر گیا ہے۔ ایسا عقیدہ کفر و شرک ہے بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ رب تعالیٰ سے فیض اخذ کرنے والے اور تمام مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی ہے۔ (رسالہ نور، رسائل نعیمیہ ص ۵۳) اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اللہ کے نور کا کوئی جز یا حصہ نہیں مانتے خالق کائنات جزء سے پاک ہے اس کی بے مثل ذات کا کوئی ٹکڑا نہیں ہے وہابیہ کا ہماری طرف ان چیزوں کی نسبت کرنا ان کی صریح بددیانتی ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت ہیں اس میں کسی کو انکار نہیں اس کے ساتھ نور حسی بھی ہیں وہابیہ اس کے منکر ہیں۔

علامہ عبدالعزیز پرھاروی لکھتے ہیں کہ:

ایک عقیدہ قطعی ہوتا ہے اور ایک ظنی، قطعی عقیدہ کے اثبات کے لئے دلائل بھی قطعی ہونے چاہئیں اور ظنی عقیدہ کے لئے دلائل بھی ظنی ہونے چاہئیں۔ بنیادی طور پر یاد رکھیں جو عقیدہ قطعی ہوتا ہے اس کے لئے دلائل بھی قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ ہوتے ہیں، قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ اور اس کا انکار کفر ہوتا ہے مثلاً کوئی کہے کہ سرکار نور نہیں مطلقاً نور نہیں مانتا بالکل نور ہونے سے انکار کرتا ہے تو اس میں نورِ ہدایت کا بھی انکار ہو گیا تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اگر کہے کہ میں نور حسی نہیں مانتا تو ایسے عقیدے کا تعلق ظنی دلائل سے ہے تو یہ عقیدہ کفر نہیں بلکہ گمراہی ہے اور ایسا عقیدہ

فاسد عقیدہ ہے۔(نبراس شرح عقائد نسفی ص ۳)

ایک شبہ کا ازالہ:

سعودیہ کا شائع کردہ وہابی ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں صلاح الدین یوسف لکھتا ہے: نور اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ کیونکہ اس سے اگلی آیت میں کہا جارہا ہے کہ (یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ) اس کے ذریعے سے اللہ ہدایت فرماتا ہے اگر نور اور کتاب دو الگ چیزیں ہوتیں الفاظ (یَهْدِیْ بِهِمَا اللّٰه) ہوتے یعنی اللہ ان دونوں کے ذریعے سے ہدایت فرماتا ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد ایک ہی چیز ہے یعنی قرآن کریم یہ نہیں کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ اہل بدعت باور کراتے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت نور من نور اللہ کا عقیدہ گھڑ رکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔(292)

جواب:

یعنی جس کا یہ عقیدہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں وہ اہل بدعت ہے اس کا عقیدہ خود ساختہ ہے اور وہ بشریت کا منکر ہے۔ اب دیکھو جاہل کی جہالت کہ اس نے دوسری جگہ خود نبی کریم کو ''نور اللہ'' تسلیم کیا ہے۔ (صفحہ نمبر 1573) پر لکھا کہ اللہ کے نور سے مراد (قرآن یا اسلام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا دلائل و براہین ہیں۔) (سورہ الصف آیت 8 پارہ ۲۸ رکوع ۹) تو یہ خود اپنے ہی فتویٰ سے بدعتی اور بشریت کا منکر ثابت ہوگیا۔ اپنا منہ اور اپنے جوتے کھاتے جاؤ جتنا دل چاہے۔ نور من نور اللہ کا عقیدہ اہل بدعت کا نہیں اہل سنت اور صحابہ کرام کا ہے اور صحابہ کرام کو بدعتی کہنے والا گستاخ صحابہ ہے اور اہل بدعت وہ ہیں جو نور کے منکر ہیں اللہ تمہیں حدیث کے مطالعہ کی توفیق دے۔

امام عبدالرزاق معمر سے اور وہ زہری سے وہ سالم سے اور وہ اپنے والد یعنی حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ (رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعینی هاتین کان نور کله بل نورا من نور اللہ) میں نے ان دو آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام؟؟؟ نور تھے بلکہ آپ ایسے نور تھے جسے اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ اپنے نور سے پیدا کیا۔ (مصنف عبدالرزاق۔ حدیث ۱۷)
اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ یہ ان صحیح ترین سندوں میں سے ہے جن کا تذکرہ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ جیسے حفاظ حدیث نے کیا ہے جیسا کہ امام نووی کی کتاب ارشاد طلاب الحقائق 1-112، میں ہے۔ اس حدیث کو کوئی وہابی ضعیف ثابت کر دے تو اسے لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔ وہابی علم حدیث سے بالکل کورے ہیں بلکہ منکر حدیث ہیں۔ کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بریلویؒ تھے یا بدعتی تھے یا بشریت کے منکر تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (نورا من نور اللہ) کہہ رہے ہیں۔ وہابیو! تمہاری غیرت کو کیا ہو گیا ہے اگر تمہیں حدیث نہیں آتی تو مفسر قرآن بن کر لوگوں کو گمراہ نہ کرو۔ اگر ہم صحابہ کرام کا عقیدہ اپنائیں تو تمہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ کیا یہ حدیث نہیں ہے کہ جنتی جماعت وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ پر چلنے والی ہے۔ صحابہ کرام کے عقیدہ کو بدعت کہنے والو تم کس منہ سے اپنے آپ کو اہل سنت اور اہل حدیث کہتے ہو۔ شرم سے ڈوب مرو

اہل بدعت اہل سنت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ بشریت کے منکر ہیں۔ بلاشبہ یہ جھوٹ اور مجرمانہ خیانت ہے اگر سچے ہیں تو ہماری کسی کتاب سے حوالہ بیان کریں ورنہ روزِ قیامت محاسبہ کے لئے تیار ہو جائیں ہمارا عقیدہ تو یہ ہے جو مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق یار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل:

آیت نمبر ا:

(قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(سورۃ المائدہ آیت ۱۵ پارہ ۶ رکوع ۷)

امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں۔

(۱) نور سے مراد سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

(۲) نور سے مراد اسلام ہے اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

(۳) نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن کریم ہے یہ قول ضعیف ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۸۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

جس قول کو امام المفسرین ضعیف کہہ رہے ہیں وہابیوں کو وہی قول پسند آتا ہے کیونکہ ان کا ایمان ہی ضعیف ہے۔

علامہ سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۰۷ھ لکھتے ہیں: نور سے مراد نور عظیم ہے جو تمام انوار کا نور ہے اور وہ نبی مختار ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے نزدیک یہ بعید نہیں ہے کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہاں بھی صحت عطف کے لئے عنوان کا تغائر کافی ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نور اور کتاب مبین دونوں کے اطلاق کی صحت میں کوئی شک نہیں ہے۔ (تفسیر روح المعانی جز ۶ ص ۹۷ بیروت) وہابی بغض رسول میں اتنے اندھے ہوگئے ہیں کہ انہیں صاحب روح المعانی کا یہ قول نظر نہیں آرہا کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرقات لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیروں سے نور کی طرف ہدایت دیتے

ہیں بعض مفسرین نے یہ کہا ہے نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن کریم ہے یہ دونوں قرآن کے وصف ہیں اور عطف کے لئے لفظی تغایر کافی ہے اس کے مقابلہ میں یہ کہا جا سکتا ہے (وای مانع من ان یجعل النعتان للرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانه نور عظیم لکمال ظهوره بین الانوار و کتاب مبین حیث انه جامع لجمیع الاسرار ومظهر للاحکام والا حوال والاخبار) کہ اس سے کیا چیز مانع ہے کہ یہ دونوں لفظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور صفت ہوں آپ نور عظیم ہیں کیونکہ انوار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل ظہور ہے اور آپ کتاب مبین ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسرار کے جامع ہیں اور احکام، احوال اور اخبار کے ظاہر کرنے والے ہیں۔ (شرح شفا للقاضی عیاض ۱/۴۲)

علامہ اقبال کا عقیدہ:

علامہ اقبال نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا وجودِ پاک صرف کتاب ہی نہیں بلکہ لوح وقلم بھی آپ ہی کا وجود پاک کا نام ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں:

(قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ) هو نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم (وکتاب) قرآن (مبین) ظاهر

صاحب تفسیر صاوی نے اس کے تحت لکھا

(وسمی نور لانه نور البصائر ویهدیها للرشاد ولانه اصل کل نور حسی ومعنوی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے نور فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ آنکھوں کا نور ہیں اور ہدایت کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نور حسی ومعنوی کی اصل

ہیں۔

علماء دیوبند کے شیخ الہند محمود الحسن کا ترجمہ قرآن میں بھی لکھا ہے کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آیت نمبر۲:

(یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝)

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پارہ ۲۲ رکوع ۳ سورۃ الاحزاب آیت 46-45)

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

آسمان کا سورج دل کی رات اور قبر کی رات کو دن نہیں بنا سکتا مدینہ منورہ کا سچا سورج وہاں بھی اُجالا بخشتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے

جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں فرمایا گیا (سراجاً منیراً) (چمکانے والے آفتاب) قرآن میں آفتاب کو بھی فرمایا گیا ہے۔ (سِرَاجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا) (سورۃ الفرقان ۶۱) اگر مراد سورج ہے تو آپ بھی آسمانِ ہدایت کے سورج ہیں کہ سورج سے سب روشن ہوتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب منور مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے مستیز نہیں اگر اس کے معنی چراغ کیئے جائیں تو بھی بالکل درست ہے چراغ سے تاریکی دور ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تاریکی کفر و جہل دور ہوئی چراغ سے گمی ہوئی چیز تلاش کی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گمی ہوئی راہِ ہدایت ملی۔

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

چراغ گھر والے کے لئے رحمت ہے اور چور کے لئے زحمت اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومن کے ایمان کے محافظ اور شیطان چور کو دفع فرمانے والے، ایک چراغ سے ہزاروں چراغ جلالو مگر اس چراغ کے نور میں کمی نہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے سب منور مگر نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی نہیں۔

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

منیر اس لئے فرمایا گیا کہ چراغ کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے مگر یہ چراغ اوپر نیچے ہر طرف روشنی دیتا ہے اور چراغ صرف ظاہر کو چمکاتے ہیں مگر یہ چراغ ظاہر و باطن دونوں کو اور چراغ ہوا سے گل ہو جاتے ہیں مگر اس چراغ محمدی کو جو بجھانا چاہے وہ خود بجھ جاتا ہے اور چراغ دن میں بیکار ہوتے ہیں مگر یہ چراغ ہمیشہ منور کرنے والا ہے۔

(شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ص۱۷۹،۱۸۰)

آیت نمبر۳:

(یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ٥)

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے برا مانیں کافر۔ (سورہ الصف آیت 8 پارہ ۲۸ رکوع ۹)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی تبلیغ میں ناکام کر دیں معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں، اس لئے اگلی آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آ رہا ہے گویا اگلی آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ (هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق) شیخ علی قاری نے (موضوعات کبیر ۲۸۱) میں فرمایا: ان آیات میں نور اللہ سے مراد حضور صلی

اللہ علیہ وسلم ہیں اس سے معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں کسی کے بجھائے بجھ نہیں سکتا دیکھو چاند سورج اللہ نے روشن کئے انہیں کوئی بجھا نہیں سکتا نیز اس کی کوئی پیمائش نہیں کرسکتا جیسے سمندر کا پانی۔(تفسیر نور العرفان)

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

امام الوہابیہ وحید الزمان صاحب اپنے ترجمہ قرآن وتفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: کافر لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (قرآن یا اسلام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کر کے رہے گا گو کافر برا مانیں۔

سعودیہ کا شائع کردہ وہابیوں کا ترجمہ قرآن جو ہر حاجی کو گفٹ دیا جاتا ہے اس کے (ص نمبر 1573) اسی آیت کے حاشیہ صلاح الدین یوسف نے لکھا کہ اللہ کے نور (قرآن، یا اسلام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا دلائل و براہین ہیں)

نور اللہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ مخالفین نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اسی لئے اہل سنت پڑھتے ہیں۔ الصلاۃ و السلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا نور اللہ جب قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ کہا گیا تو پھر وہابیوں کو اس درود شریف سے تکلیف نہیں ہونی چاہئے اگر ان کو زیادہ تکلیف ہو تو پھر ان کو انہی کا لکھا ہوا ترجمہ دکھا دو۔ انشاء اللہ ٹھنڈ پڑ جائے گی۔ جب وہ پانی کے بلبلے کی طرح بیٹھ جائیں تو ان کو امام اہل سنت کا یہ شعر سنا کر رخصت کر دو۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

آیت نمبر ۴:

(اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا (مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ)

اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ (اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ) اور وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ (اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا (يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ) روشن ہوتا ہے برکت والے درخت زیتون سے (لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ) جو نہ شرقی ہے نہ غربی (يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ) قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے (وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ) اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے (نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ) نور پر نور ہے (يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہے۔ (سورہ نور آیت 35 پارہ ۱۸ رکوع ۱۱)

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

سعودیہ کا شائع کردہ مترجم قرآن از جونا گڑھی کے حاشیہ پر وہابی صلاح الدین نے لکھا یعنی اگر اللہ نہ ہوتا تو نہ آسمان میں نور ہوتا نہ زمین میں، نہ آسمان و زمین میں کسی کو ہدایت نصیب ہوتی پس وہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمینوں کو روشن کرنے والا ہے۔ اس کی کتاب نور ہے، اس کا رسول (بہ حیثیت صفات) کے نور ہے یعنی ان دونوں کے ذریعے سے زندگی کی تاریکیوں میں رہنمائی اور روشنی حاصل کی جاتی ہے جس طرح چراغ اور بلب سے انسان روشنی حاصل کرتا ہے۔ (ص ۹۷۸) یعنی انہوں نے تسلیم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفات کے لحاظ سے نور ہیں ذات کے لحاظ سے نور نہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں: اللہ آسمانوں اور زمینوں کو منور کرنے والا ہے وہ آسمانوں کو ملائکہ اور زمین کو انبیاء سے منور کرتا ہے۔ نور چونکہ ایک کیفیت حادثہ ہے۔ اس لئے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے (وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ) اور اس نے اندھیروں اور نور کو پیدا کیا۔ (سورہ الانعام آیت: ۱) نور مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ خالق نور ہے۔ (تفسیر کبیر)

امام الوہابیہ وحید الزمان صاحب اپنے ترجمہ قرآن و تفسیر میں اس آیت کے تحت

لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (مشکاۃ) طاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں (زجاجہ) شیشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل (مصباح) چراغ سے وہ نور الٰہی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا اور درخت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں جو شرقی غربی نہ تھے یعنی یہودی نصرانی نہ تھے۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ Allah is the Light of heavens and thd earth.

قال كعب الاحبار وابن جبير المراد بالنور الثانی هنا محمد صلی الله علیه وسلم (مثل نوره) ای نور محمد صلی الله علیه وسلم وقال سهل بن عبدالله: المعنى الله هادی اهل السموات والارض ثم قال مثل نور محمد اذكان مستودعا فی الاصلاب كمشكاة صفتها كذا واراد بالمصباح قلبه والزجاجة صدره ای كانها كوكب دری لما فيه من الايمان والحكمة يوقد من شجرة مباركة: ای من نور ابراهيم عليه السلام وقوله يكاد زيتها يضیء: ای تكاد نبوة محمد صلی الله عليه وسلم تبيين للناس قبل كلامه كذ الزيت وقد سماه الله تعالى فی القرآن نور وسراجاً منيراً اس کی تفسیر کے بارے میں حضرت کعب الاحبار اور ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا:

یہاں دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (مَثَلُ نُوْرِہٖ) (اس کے نور کی مثال) اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال مراد ہے:

سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کا ہادی (ہدایت دینے والا) ہے پھر فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نور جب اصلاب میں تھا تو اس کی مثال طاق کی طرح تھی

جس کی صفت ایسی ہی تھی اور (مصباح سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر مراد ہے اور (زُجَاجَہ) یعنی شیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے (کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ) گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے کیونکہ اس کے اندر ایمان و حکمت کا خزانہ ہے شجر مبارک سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نور مراد ہے جس کی شجر مبارک سے مثال دی ہے۔ (وقولہ یَکَادُ زَیْتُھَا یَضِیْءُ) کا مطلب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت (آثار نبوت) ان کے کلام سے پہلے لوگوں پر ظاہر ہو گئے جیسا کہ یہ زیتون اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور کئی مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا ہے اور سراجِ منیر قرار دیا ہے۔ فقال تعالیٰ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(سورۃ المائدہ آیت ۱۵ پارہ ۶ رکوع ۷) (شفا شریف ۱/۱۷)

صاحب مرقات شیخ علی قاری فرماتے ہیں:

واما نورہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو فی غایۃ من الظھور شرقا وغربا واول ما خلق اللہ نورہ وسماہ فی کتابہ نورا وفی دعائہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم اجعلنی نورا وفی التنزیل) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مشرق ومغرب میں کمال ظہور پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنا نور پیدا فرمایا اور اپنی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی مجھے نور کر دے اور قرآن پاک میں ہے۔ (چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے برا مانیں کافر۔ (پارہ ۲۸ رکوع ۹) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ فی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکن ھذا النور لیس لہ الظھور الا فی عین اھل البصیرۃ (مثل نورہ) اللہ کے نور سے قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت مراد ہے لیکن یہ نور صرف اہل بصیرت کو نظر آتا ہے دل کے اندھے اس نور کو دیکھنے سے محروم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ) تو یہ کہ آنکھیں اندھی

نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

(سورہ الحج آیہ ۴۶ پارہ ۱۷ رکوع ۱۳) (موضوعات کبیر ص ۲۸۱)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

وہابی کے ساتھ مکالمہ:

ایک وہابی عالم سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کیوں نہیں مانتے؟ کہنے لگا کہ نور اس لئے نہیں مانتے اگر نور مانیں تو بشریت کا انکار ہو جاتا ہے کیونکہ نور کی ضد بشر ہے تم جو نور مانتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم بشریت کے منکر ہو۔ میں نے کہا ہم بشریت کے منکر نہیں ہمارا یہ عقیدہ ہے جو مطلقاً بشریت کا انکار کرے وہ کافر ہے لیکن ہم بے مثل بشریت کے قائل ہیں۔ اس کے ساتھ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نور بھی مانتے ہیں اور بشر بھی، نور پہلے مانتے ہیں اور بشر بعد میں، بشریت کی ابتدا کب سے ہوئی، کہنے لگا حضرت آدم علیہ السلام سے، میں نے کہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم سے بھی پہلے تھے جب تمام انسانوں کے باپ ہی نہیں تھے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھے؟ خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے نبی تھے بلکہ ختم نبوت کے منصب پر فائز تھے۔ کہنے لگا اس پر کیا دلیل ہے؟ میں نے یہ حدیث سنائی:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (**انی عند الله فی ام الکتاب لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینته وسانبئکم بتاویل ذلك دعوة ابی ابراهیم وبشارة عیسی قومه ورؤیا امی التی، رأت انه خرج منها نور اضاء ت له قصور الشام**) بیشک میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبیین (لکھا ہوا) تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، میں اپنے

باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہوں جو انہوں نے اپنی قوم کو سنائی تھی اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے ان کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ احمد حدیث (۱۶۷۱۲) مشکوٰۃ حدیث: ۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سیّد المرسلین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: قالوا یا رسول اللہ متی وجبت لك النبوة صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ کب کے نبی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (و آدم بین الروح والجسد) جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(ترمذی کتاب المناقب حدیث 3542 مشکوٰۃ کتاب الفضائل 5758)

ان دونوں حدیثوں میں حضور کی اولیت کا بیان بھی ہے نور اور میلاد کا بیان بھی ہے۔ میں نے کہا کیا پتھر نور ہو سکتا ہے کہنے لگا نہیں میں نے کہا پتھر نور ہو سکتا ہے حدیث میں موجود ہے جب پتھر نور کی ضد نہیں ہو سکتا تو بشر نور کی ضد کیسے ہو گیا تمہیں کسی نے غلط سبق پڑھایا ہے۔ جب اس نے دلیل پوچھی تو میں نے یہ حدیث پڑھ دی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الركن والمقام یاقوتتان من یاقوت الجنة طمس الله نورهما ولو لم يطمس نورهما لاضاء تا مابین المشرق والمغرب ۔

رکن اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے یاقوت ہیں جن کا نور اللہ تعالیٰ نے چھپا دیا ہے اگر ان کا نور نہ چھپایا جاتا تو یہ مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دیتے۔ (ترمذی حدیث: 804، ۸۷۸ کتاب الحج باب ماجاء فی الصلاۃ فی الحجر، مشکوٰۃ حدیث: ۲۵۷۹ کتاب المناسک باب دخول مکہ والطواف)

جب ایک پتھر کی نورانیت کا یہ عالم ہے کہ وہ مشرق و مغرب کو روشن کر سکتا ہے تو پھر نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا کیونکہ پتھر ایک مخلوق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوق ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو پتھر کو نور مانتے ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا انکار کرتے ہیں جو تمام انوار کا منبع اور سرچشمہ ہے اور جنہیں قرآن میں سراجاً منیرا کہا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور بعض لوگ ان کو دیکھ کر مرجاتے تھے مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **جمالی مستور عن اعین الناس غیرة من اللہ عزوجل ولو ظھر لفعل الناس اکثر مما فعلوا حین راوا یوسف**

میرا جمال اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے اور اگر آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔ (درثمین فی مبشرات النبی الامین)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

لم یظھر لنا تمام حسنه صلی اللہ علیه وسلم لانه لو ظھر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعیننا رؤیته صلی اللہ علیه وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن و جمال ظاہر کیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔ (زرقانی علی المواہب: ۴/۷۱)

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار عالم کیا ہو گا
بن دیکھے فدا ہے ہر کوئی دیدار کا عالم کیا ہو گا

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

جب میں نے یہ حدیث سنائی تو حیران رہ گیا لیکن پھر سوچ کر کہنے لگا پتھر اس لئے نور ہے کہ وہ جنت سے آیا ہے میں نے کہا جو جنت سے آئے وہ نور ہوتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کہاں سے آئے تھے وہ بھی تو جنت سے آئے تھے۔ انہیں نور مانتے ہوئے آپ کو درد کیوں ہوتا ہے۔ پھر یہ بتا کہ جنت کس کے نور سے بنائی گئی ہے؟ جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنائی گئی ہے۔ جنت کی اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے۔ حجر اسود، فرشتے چاند سورج ستارے یہ سب نور کیوں ہیں؟ اس لئے کہ یہ سب نورِ مصطفیٰ سے بنائے گئے ہیں۔ کہنے لگا ہمیں کسی نے اس انداز میں سمجھایا نہیں تھا۔ بہر حال آپ اس پر بھی کوئی دلیل دیدیں تو میں مان جاؤں گا۔ تو میں نے اس کو یہ حدیث سنائی۔

حدیث نور سے میلاد شریف کا ثبوت:

امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: امام عبد الرزاق ان علماء میں سے ہیں جن کی حدیث معتبر ہے۔ (تہذیب التہذیب ج 6 ص 311)

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام احمد بن صالح نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا: کیا آپ امام عبد الرزاق سے بڑھ کر حدیث جاننے والے کسی عالم کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ (تہذیب التہذیب ج 6 ص 311 میزان الاعتدال ج 2 ص 614)

امام عبد الرزاق جو صحاح ستہ بالخصوص امام بخاری و مسلم کے استاذ ہیں اور صحیح بخاری میں کم و بیش ۱۲۰ احادیث ان سے مروی ہیں وہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں۔

امام عبد الرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) معمر سے وہ ابن منکدر سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: (سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شیء خلقہ اللہ تعالیٰ فقال) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: (ھو نور نبیک یا جابر خلقه الله ثم خلق فیه کل خیر وخلق بعده کل شیء وحین خلقه اقامه قدامه من مقام القرب اثنی عشر الف سنة) اے جابر وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرما کر اس میں ہر خیر پیدا فرمائی، اور ہر شے اس کے بعد پیدا فرمائی اور جب اس نور کو پیدا فرمایا تو اسے بارہ ہزار سال تک مقام قرب میں اپنے سامنے رکھا۔

پھر اس کے چار حصے کیے، ایک حصے سے عرش و کرسی، دوسرے سے حاملین عرش، اور خازنین کرسی پیدا کیے۔ پھر چوتھے حصے کو مقام محبت پر بارہ ہزار سال قائم رکھا۔

پھر اسے چار میں تقسیم کیا ایک سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے جنت بنائی، پھر چوتھے کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال قائم رکھا۔

پھر اس کے چار اجزاء کیے ایک جزء سے فرشتے، دوسرے سے سورج، تیسرے سے چاند اور ستارے بنائے۔ پھر چوتھے جزء کو مقام رجاء پر بارہ ہزار سال قائم رکھا۔

پھر اس کے چار اجزاء کیے ایک سے عقل، دوسرے سے علم وحکمت تیسرے سے عصمت وتوفیق بنائی پھر چوتھے کو بارہ ہزار سال مقام حیا پر رکھا۔

(مقام قرب میں بارہ ہزار سال، مقام حب میں بارہ ہزار سال، مقام خوف میں بارہ ہزار سال، مقام رجاء (اُمید) میں بارہ ہزار سال، مقام حیا میں بارہ ہزار سال کل ساٹھ ہزار سال ہوئے) (ثم نظر الله عزوجل الیه فترشح النور عرقا فقطر منه مائة الف واربعة وعشرون الف قطرة من نور فخلق الله من کل قطرة روح نبی او روح رسول) پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا، جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے جھڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی یا رسول کی روح پیدا فرمائی۔ (ثم تنفست ارواح الانبیاء فخلق الله من انفاسهم الاولیاء والشهداء والسعداء والمطیعین الی یوم القیامة) پھر ارواح انبیاء نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سانسوں سے تا قیامت اولیاء شہداء، سعادت مندوں

اور فرمانبرداروں کو پیدا فرمایا۔(فالعرش والکرسی من نوری والکروبیون من نوری والروحانیون من نوری، والجنة وما فیها من النعیم من نوری وملائکة السماوات السبع من نوری والشمس والقمر والکواکب من نوری، والعقل والتوفیق من نوری وارواح الرسل والانبیاء من نوری والشهداء والسعداء والصالحون من نتاج نوری)

پس عرش وکرسی میرے نور سے، کرو بیان اور روحانیون میرے نور سے، فرشتے میرے نر سے، جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے، سورج چاند اور ستارے میرے نور سے عقل وتوفیق میرے نور سے، شہداء، سعادت منداور صالحین میرے نور کے فیض سے ہیں۔

(ثم خلق الله اثنی عشر الف حجاب فاقام الله نوری وهو الجزء الرابع فی کل حجاب الف سنة وهی مقامات العبودیة والسکینة والصبر والصدق والیقین فغمس الله ذلك النور فی کل حجاب الف سنة)

پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے چوتھے جزء کو ہر پردہ میں ہزار سال رکھا، اور یہ مقامات عبودیت، سکینہ، صبر اور صدق ویقین تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہزار سال تک اس پردہ میں غوطہ زن رکھا۔(فلما اخرج الله النور من الحجب رکبه الله فی الارض فکان یضیء منها ما بین المشرق والمغرب کالسراج فی اللیل المظلم) جب اسے ان پردوں سے نکالا اور اسے زمین پر متمکن کیا تو اس سے مشرق ومغرب یوں روشن ہوئے جیسے تاریک رات میں چراغ۔(ساٹھ اور بارہ یعنی کل بہتر ہزار سال کے بعد ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی یعنی بشریت کی ابتداء نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہتر ہزار سال بعد ہو رہی ہے بشر بشر کی رٹ لگانے والوں سے پوچھو، بشریت کی ابتداء سے

بارہ ہزار سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھے؟ نور)

(ثم خلق الله ادم من الارض فركب فيه النور فی جبينه ثم انتقل منه الى شيث و كان ينتقل من طاهر الى طيب ومن طيب الى طاهر الى ان اوصله الله صلب عبدالله بن عبدالمطلب ومنه الى رحم امی امنة بنت وهب ثم اخرجنی الى الدنيا فجعلنی سيّد المرسلين وخاتم النبيين ورحمة للعالمين وقائد الغر المحجلين)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا کیا تو ان کی پیشانی میں نور رکھا، پھر اسے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل کیا، پھر وہ طاہر سے طیب اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں اور حضرت آمنہ بنت وہب کے شکم میں آیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں پیدا فرما کر رسولوں کا سردار، آخری نبی، رحمتہ للعالمین اور روشن اعضاء والوں کا قائد بنایا۔ اے جابر! یوں تیرے نبی کی تخلیق کی ابتداء ہوئی۔ (الجزء المفقود من مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۸)

اس حدیث کے تمام راوی صحیح ہیں اور امام بخاری کے استاذ ہیں۔ اس حدیث پاک سے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت بھی ثابت ہوگئی اور میلاد مصطفیٰ بھی ثابت ہو گیا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہ ہوتے تو آپ کا میلاد نہ ہوتا اور نور نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نہ ہوتے کیونکہ بشریت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہو رہی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تو کوئی بشر نہیں تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بارہ ہزار سال پہلے نور تھے۔ اگر کوئی اس حدیث کو ضعیف ثابت کر دے تو اسے ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اس حدیث سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بھی ثابت ہو گیا اور نور مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جسے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے۔ پیدائش کا ذکر کرنے کا نام ہی میلاد ہے اور پھر حدیث کے آخری حصے میں بالخصوص میلاد کا ذکر فرمایا جس سے ثابت ہوگیا میلاد بیان کرنے کی فرمائش کرنا سنت صحابہ اور میلاد بیان کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ہم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ کو زندہ کرکے ثابت کررہے ہیں کہ اصلی اہل سنت ہم ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کررہے ہیں اور ہم میلاد منا کر رب کی توحید کا اعلان کررہے ہیں کہ میلاد منانا شرک نہیں بلکہ رد شرک ہے کیونکہ خدا پیدا ہونے سے پاک ہے اس کی شان (لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ) ہے اور ہمارے آقا پیدا ہوئے ہیں۔ خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی عظمتیں فضیلتیں عطا فرمائی ہیں لیکن آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک ہیں بلکہ اللہ کے حبیب ہیں۔

سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
آخر رضا ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہوں تجھے

اس حدیث سے نورانیت مصطفیٰ روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ جتنی نورانی چیزیں ہیں چاند سورج ستارے فرشتے جنت وغیرہ سب نور مصطفیٰ کے فیض سے ہیں اگر ان کو نور مانتے ہو تو جن سے یہ نور بنے ہیں ان کی نورانیت کا کیوں انکار کرتے ہو ہمارا عقیدہ تو ہے۔

یا صاحب الجمال ویا سیّد البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كمان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے حسن وجمال والے اور اے تمام انسانوں کے سردار آپ کے چمکتے دمکتے چہرے سے چاند بھی نور حاصل کرتا ہے۔ آپ کی تعریف کا حق ادا کرنا ناممکن ہے مختصر بات یہ ہے کہ خدا کے بعد بزرگ ترین ہستی آپ ہیں یعنی آپ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

وہابیوں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب:

سعودیہ کا شائع کردہ وہابی ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں صلاح الدین یوسف لکھتا ہے۔ خانہ ساز عقیدہ کے اثبات کے لئے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے نبی کا نور پیدا کیا اور پھر اس نور سے ساری کائنات پیدا کی۔ یہ حدیث کسی بھی مستند مجموعے میں موجود نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ اس حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالٰی نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا: وہابی محدث البانی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حضرت جابر والی حدیث نور باطل ہے۔ (292)

جواب:

وہابی علم حدیث سے بالکل جاہل ہیں انہیں علم حدیث کی ہوا بھی نہیں لگی یا جان بوجھ کر جاہل بنتے ہیں اور بغض رسول کی وجہ سے حدیث کا انکار کرتے ہیں حضرت جابر والی حدیث نور امام بخاری کے استاذ امام عبدالرزاق کے مجموعہ احادیث ''مصنف عبدالرزاق'' میں موجود ہے لیکن دل کے اندھوں کو نظر نہیں آتی کیونکہ یہ منکر حدیث ہیں۔

وہ حبیب پیارا تو عمر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

اور حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں ایک راوی بھی ضعیف نہیں اگر کوئی راوی ضعیف بھی ہوتا تو کوئی بات نہ تھی کہ یہ فضائل ہیں۔ احکام نہیں ہیں۔ وہابی مولوی عبد الغفور اثری نے لکھا ہے علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی نے الاذکار میں لکھا ہے کہ علماء محدثین کرام وفقہاء عظام نے فرمایا: جائز اور مستحب ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ وہ موضوع اور جعلی نہ ہو۔ (احسن الکلام ص ۴۴) وہابیوں کے نزدیک ضعیف حدیث بھی فضائل میں معتبر ہے اب جو صحیح حدیث کا انکار کرے وہ اہل حدیث ہے یا منکر حدیث فیصلہ آپ پہ چھوڑتا ہوں۔

پوری دنیائے وہابیت کو چیلنج:

صحیح حدیث رسول کو باطل کہنے والے صلاح الدین یوسف ناصر الدین البانی اور تمام منکرین حدیث کو چیلنج ہے اگر کوئی وہابی اس حدیث کو ضعیف ثابت کردے تو ایک لاکھ روپیہ حاصل کرسکتا ہے۔

کلک رضا خنجر خونخوار برق بار ☆ اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں
وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

قلم سے کیا مراد ہے:

مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ یہ اولیت اضافی ہے یعنی عرش، پانی، ہوا اور لوح محفوظ کی پیدائش کے بعد جو چیز سب سے پہلے پیدا ہوئی وہ قلم ہے۔ مرقاۃ میں اس جگہ ہے کہ سب سے پہلے نورِ محمدی پیدا ہوا، وہاں اولیت حقیقی مراد

ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقیقت محمد یہ ہی قلم ہے اس صورت میں یہاں اولیت حقیقی ہے۔ (مراۃ 1-107)

علامہ اقبال کا عقیدہ:

علامہ اقبال نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا وجود پاک صرف کتاب ہی نہیں بلکہ لوح وقلم بھی آپ ہی کا وجود پاک ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

گھر کی گواہی:

امام الوہابیہ نواب وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتداء نور محمدی سے کی پھر عرش کو پیدا کیا پھر پانی کو پھر ہوا کہ پھر دوات کو پھر قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو، آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کی پیدائش کا مادہ اولی نورِ محمدی ہے۔ پھر حاشیہ میں لکھا: (اول ما خلق اللہ القلم او العقل) اس سے مراد اولیت اضافی ہے۔

(ہدیۃ المہدی ص ۵٦) اب لگاؤ فتویٰ اپنے امام پر کیا لگاتے ہو یہ سب فتوے ہم غریبوں کے لئے ہیں کم از کم اپنی کتابیں تو پڑھ لیا کرو پھر زبان کھولا کرو تاکہ رسوائی نہ ہو۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
ذرا اپنا بیگانہ پہچان کر
بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
گر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

کیا نور بشریت کی ضد ہے:

وہابیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ جو نور ہو وہ بشر نہیں ہو سکتا اور جو بشر ہو وہ نور نہیں ہو

سکتا۔اس لئے ہم نور نہیں مانتے کیونکہ اس سے بشریت کا انکار لازم آتا ہے۔اور بریلوی نور مانتے ہیں لہٰذا وہ بشریت کے منکر ہیں۔لا حول و لا قوة الا باللہ ۔نور اور بشریت میں کوئی منافات نہیں اور نور بشریت کی ضد نہیں ہے۔تمہارے پاس کیا دلیل ہے، کہ نور کا متضاد بشر ہے، لاؤ ہم بھی دیکھیں قرآن کی ایک آیت پڑھ دو یا ایک حدیث پڑھ دو یا لغت سے دکھا دو کہ نور کا متضاد بشر ہے، ایک لاکھ روپیہ انعام کے حق دار بن جاؤ گے۔ انشاءاللہ روزِ قیامت تک ایک دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔

خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
کہ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

جب تمہارے پاس ایک بھی دلیل نہیں ہے تو کس بات پر جھگڑ رہے ہو۔لوگوں کو بے وقوف کیوں بنا رہے ہو ایک دلیل دے دو بات ختم

اس سادگی پہ کون مر نہ جائے لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

آ میں تم کو بتاؤں کہ تقدیر امم کیا ہے۔نور کا متضاد بشر نہیں ہے بلکہ تاریکی ہے جو نور ہوتا ہے وہ تاریک نہیں ہوتا اور جو تاریک ہوتا ہے وہ نور نہیں ہوتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننے سے بشریت کے انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں یعنی تاریک نہیں ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے سراج منیر ہیں کہ سارے جہان کو چمکا رہے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

اور بشریت کا متضاد نور نہیں بلکہ ''جن'' ہے کیونکہ بشر کا مطلب ہے ظاہر الجلد دکھائی دینے والی چیز اور ''جن'' کہتے ہیں چھپی ہوئی چیز کیونکہ جن ہماری نگاہوں

پوشیدہ ہیں اسی لئے ڈھال کو ''مجنہ'' کہتے ہیں کہ اس میں انسان چھپ جاتا ہے اور دشمن کے وار سے محفوظ ہو جاتا ہے جنت کو بھی اسی لئے جنت کہتے ہیں کہ وہ ہم سے غائب ہے۔

قرآن کی گواہی

نور کا متضاد تاریکی ہے بشریت نہیں ہے۔

آیت ۱:

(اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط) اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔(البقرہ آیت:257 پارہ:3)

آیت ۲:

(وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ) اللہ انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔(سورۃ المائدۃ آیت 16 پارہ 6)

ان آیات سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ یعنی نور کا متضاد تاریکی ہے بشریت نہیں ہے۔

آیت ۳:

(كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ) ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیریوں سے نور کی طرف نکالو۔(سورہ ابراہیم آیت ۱ پارہ ۱۳)

آیت ۴:

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ) اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے نور میں لا۔

(سورہ ابراہیم آیت ۵ پارہ ۱۳)

ان آیات سے ظاہر ہوا کہ اللہ کے پاک پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ یعنی نور کے مقابلہ میں تاریکی ہے بشریت نہیں ہے۔

آیت۵:

(فَلَمَّآ اَضَاءَ تْ ......) (سورہ البقرہ آیت ۱۷ پارہ ۱)

آیت۶:

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ......) (سورہ الانعام آیت:۱، پارہ:۷)

آیت۷:

(اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا ......) (سورہ الانعام آیت:۲۲، پارہ:۸)

آیت۸:

(ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ ......) (سورہ الاحزاب آیت:۴۳، پارہ:۲۲)

آیت۹:

(ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖ......) (سورہ الحدید آیت:۹، پارہ:۲۷)

آیت۱۰:

(رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ ......) (سورہ الطلاق آیت:۱۱، پارہ:۲۸)

آیت۱۱:

(اَمْ ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ......) (سورہ الرعد آیت:۱۶، پارہ:۱۳)

آیت۱۲:

(وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ☆ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ......)

(سورہ فاطر آیت:21-20، پارہ:22)

بارہ ربیع الاول کی نسبت سے بارہ آیات کریمہ پیش کی ہیں جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ نور کی ضد بشریت نہیں ہے بلکہ تاریکی ہے۔ جب نور اور بشر میں کوئی تضاد ہی نہیں تو حضور کو نور ماننے سے کون سی چیز سے مانع ہے یا نور ماننا کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے ہمیں بتایا جائے۔ اللہ حق قبول کرنے اور عظمت مصطفیٰ کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کا ایمان

تالیف

مناظر ابن مناظر علامہ حافظ شفقات احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ کوئی بھی شریف النفس انسان نہ تو خود اپنے والدین کی توہین وتذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اپنے والدین کی توہین وتذلیل برداشت کرتا ہے بلکہ خدانخواستہ اگر کسی کے والدین میں کوئی عیب ہو بھی نہ خود اس کی تشہیر پسند کرتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کے منہ سے سننا گوارہ کرتا ہے لیکن بعض ناعاقبت اندیش جناب رحمتہ اللعالمین علیہ التحیۃ والتسلیم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں بڑی بے باکی سے توہین آمیز رویہ اختیار کرتے ہوئے ان کو معاذ اللہ کافر ومشرک اور جہنمی کہتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ایذا کا سبب بنتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں صاف اعلان فرما چکے ہیں۔

"بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (احزاب نمبر ۵۷)

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جو بات اپنے لئے گوارہ نہیں کرتے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کس بے باکی سے کہہ رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ حالانکہ پوری کائنات کے اس نظریے والے لوگ مل کر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی مقدس زندگیوں میں سے ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے جو آپ کے کفر وشرک پر دلالت کرتا ہو۔ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۔ بعض نامعتبر اور بعض قابل تاویل روایات کا سہارا لے کر بعض لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا باعث بن رہے ہیں اور اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں حالانکہ ایسی روایات سے

کسی کا کفر ثابت نہیں ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عام ہے کہ ''زندوں کو ان کے فوت شدگان کے ذریعے سے ایذا نہ دیا کرو''؟ (زرقانی، فتح الربانی، الدرجۃ المنیفہ وغیرہ) ایک مقام پر تو آپ کا ارشاد ہے جس نے میرے قرابت والوں کے ذریعے سے مجھے ایذا دی اس نے مجھے ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (فتح الربانی نمبر ۸ ص ۱۷۲)

جب کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم خود یہ وضاحت فرما چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ (حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ تک) مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا ہے۔ (تفسیر در منثور نمبر ۵ ص ۹۸، تفسیر مظہری نمبر ۷ ص ۱۸۹، انوار محمدیہ ص ۱۵، زرقانی علی المواہب نمبر ۱ ص ۶۷، تفسیر کبیر نمبر ۲۴ ص ۱۷۳ الحاوی للفتاوی نمبر ۲ ص ۲۱۰، مسالک الحنفاء ص ۳۵ تفسیر مدارک تفسیر جمل وغیرہ)

اور قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔ اے ایمان والو ''مشرک نرے ناپاک ہیں'' (توبہ نمبر ۲۸) فرمان مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ و امہات مومن و موحد ہیں' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پاک فرمایا ہے اور ارشاد خداوندی ہے کہ مشرک نجس ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ و امہات مشرک نہیں ہو سکتے۔ (سورہ شعراء نمبر ۲۱۹) ''وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ'' سے بھی اکثر مفسرین سے یہی مراد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ سجدہ کرنے والوں (مومنین) میں منتقل فرماتا رہا ہے۔ (تفسیر در منثور نمبر ۵ ص ۹۸، مسالک الحنفاء، ص ؟؟ تفسیر مظہری نمبر ص ۹۸ وغیرہ) بلکہ امام آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے تو یہ بیان کرنے کے بعد یہ بھی لکھ دیا ''اہل سنت و جماعت کے کثیر اور جلیل القدر اکابرین مذہب کے مطابق اس آیت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور میں اس شخص کے بارے میں کفر کا خوف کرتا ہوں جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے'' (تفسیر کبیر روح المعانی نمبر ۱۹ ص ۱۳۷) نیز بخاری شریف میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے

اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں میں بہترین نسل میں رکھتا رہا یہاں تک میں اس زمانہ (اور نسل) میں ہوں۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۰۳ دلائل النبوۃ ابونعیم ص ۱۶۸)

نیز جناب عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے (جب) مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے بہترین (انسان) میں رکھا۔ پھر اس نے دو قسمیں بنائیں (عرب و عجم) تو مجھے بہترین قسم (عرب) میں رکھا۔ پھر ان (عربوں) کے قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے (قریش) میں رکھا۔ پھر ان کے کئی گھر بنا دیئے تو مجھے ان میں سے بہترین گھر (حضرت عبداللہ و سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہما) میں جلوہ افروز فرمایا۔ پس میں اپنی ذات میں بھی (سب سے) بہتر ہوں اور گھرانے کے لحاظ سے بھی (تمام گھرانوں سے) بہتر ہوں"۔ (ترمذی نمبر ۲ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۵۰۵ وغیرہ) اور طبرانی میں جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی دو قسمیں بنائیں تو مجھے ان میں سے بہتر قسم میں رکھا۔ اس کا ذکر اللہ کے فرمان "اصحاب الیمین" اور اصحاب الشمال" اور ان اصحاب یمین (جنتی لوگ جن نامۂ اعمال ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے) میں سے بھی میں بہترین لوگوں میں ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا۔ اس کا ذکر اللہ کے فرمان "والسابقون السابقون" میں ہے۔ اور میں بہترین سابقون میں سے ہوں۔ (بہت زیادہ نیکیاں کرنے والے) پھر اللہ تعالیٰ نے تین قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے سب سے بہترین قبیلے میں رکھا۔ اس کا ذکر اللہ کے فرمان "وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ" (حجرات نمبر ۱۳) میں ہے اور میں اولادِ آدم میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہوں۔ اور یہ بات میں (تحدیث نعمت کے طور پر بیان کر رہا ہوں) فخر سے نہیں کہہ رہا پھر اللہ تعالیٰ نے ان قبائل کو کئی گھروں میں تقسیم فرما دیا تو مجھے ان میں سے

بہترین گھر میں رکھا۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے فرمان: "لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ" (احزاب نمبر ۳۳) میں ہے۔ (مجمع الزوائد نمبر ۹ص ۲۱۴، البدایہ نمبر ۲ص ۲۵۷، سیرت حلبیہ نمبر ۱ ص ۴۴ وغیرہ) اس روایت کے راویوں کی توثیق۔ تہذیب التہذیب اور لسان المیز ان میں موجود ہے۔ ان روایات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام آباؤ اجداد کے متعلق لفظ "خیر" بیان فرمایا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ نمبر ۲۲۱ میں ارشاد فرمایا: وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ج وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ یعنی اللہ تعالیٰ نے کافر و مشرک کے مقابلے میں مومن کو "خیر" فرمایا ہے لہٰذا یہ "خیر" کے الفاظ بھی اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن ہی تھے۔ فافھموا۔ نیز جب جناب سیّدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خبر اور آپ کی شان معلوم ہو چکی تو جناب سیدن آدم علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنے وارث نائب اور پیغمبر بیٹے جناب شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ صرف طاہرہ (مومنہ) عورت ہی سے شادی کرنا اور نسلاً بعد نسل وقرنا بعد قرن ہمیشہ ہمیشہ اپنی اولادوں کو بھی یہ وصیت کرتے رہنا کہ صرف اور صرف طاہرہ (مومنہ) عورتوں ہی سے شادی کرنا تاکہ یہ نور محمد مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ (مومنین) ہی میں منتقل ہوتا رہے۔ (انوار محمدیہ ص ۱۵ نمبر ۱، زرقانی علی المواہب نمبر ۱ ص ۷۵ وغیرہ) اس سے بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ امہات موحد ومومن ہی تھے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جناب آدم علیٰ نبینا علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ ہی اولاد آدم کی ایک جماعت موحد ومومن رہی ہے جیسا کہ سورہ زخرف کی آیت نمبر ۲۸ کے تحت تفسیر ابن جریر طبری پارہ نمبر ۲۵ کے صفحہ نمبر ۳۸، تفسیر ابن کثیر نمبر ۴ص ۱۲۶، تفسیر مظہری نمبر ۸ص ۳۴۴، تفسیر کبیر نمبر ۲۷ص ۲۰۸ وغیرہ پر مذکور ہے۔ اور انہوں نے کبھی بھی بت پرستی نہیں

کی۔ (تفسیر طبری زیر آیت وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا...... ابراہیم نمبر ۳۵، مسالک الحنفاء ص ۲۷ وغیرہ) چنانچہ حافظ ابن کثیر نے بھی بخاری کے حوالے سے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جناب آدم اور جناب نوح علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا زمانہ ہے اور اس وقت تک کے سب لوگ مسلمان ہی تھے (البدایہ نمبر ا ص ۱۰۱، طبقات ابن سعد نمبر ا ص ۵۳ وغیرہ) اور جناب نوح سے جناب ابراہیم علیہما السلام تک بھی سب لوگ مسلمان ہی تھے۔ (طبقات ابن سعد نمبر ا ص ۴۳ وغیرہ) اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے لے کر عمرو بن لحی تک بھی سب لوگ مسلمان ہی تھے (البدایہ نمبر ۲ ص ۱۸۷، سیرت حلبیہ نمبر ا ص ۱۷، فتح الربانی نمبر ۱۱ ص ۱۸۶ وغیرہ) عمرو بن لحی بد بخت نے اگرچہ بت پرستی اور شرک شروع کیا اور اس کو رواج دیا مگر بفضلہٖ وبعونہٖ، جناب سیّدنا آدم علیہ السلام کی نسلاً بعد نسل آمدہ وصیت مبارکہ، جناب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی مستجاب دعاؤں اور بالخصوص نور محمد مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ وامہات ہر زمانہ میں ہی مومن وموحد ہی رہے اور شرک وبت پرستی سے ہمیشہ ہمیشہ ہی محفوظ ومامون رہے (فھو المطلوب) مذکورہ بالا کے علاوہ درج ذیل حوالہ جات بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ زرقانی علی المواہب البدایہ والنہایہ، سیرت حلبیہ، مسالک الحنفاء، مسالک الفہام، مواہب لدنیہ، دلائل النبوۃ ابونعیم، دلائل النبوۃ بیہقی، بلوغ العرب، تاریخ خمیس، طبقات ابن سعد، تفسیر ابن جریر، تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی، مجمع الزوائد، طبرانی، تفسیر مظہری وغیرہ۔ محدث علی الاطلاق بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ متاخرین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب آدم علیہ السلام (وسیّدہ حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے لے کر (سید عبداللہ اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہما) تک تمام آباؤ امہات کا مومن ہونا ثابت فرمایا ہے۔ (اشعۃ اللمعات نمبر ا ص ۷۶۵) اور وہ سب ہی کفر وشرک کی نجاست سے طاہر ومطہر تھے۔ (نمبر ا ص ۴۹۱)

زرقانی علی المواہب میں ہے کہ جناب عبدالمطلب غار حرا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی

عبادت کیا کرتے تھے آپ نے کبھی شراب نہیں پی۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ قحط میں لوگ آپ کے ذریعہ سے بارش کی دعا کیا کرتے اور بارش ہو جاتی۔ ابرہہ کے ہاتھی نے آپ کو سجدہ کیا اور زبان حال سے آپ کو اور نور محمد مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو سلام پیش کیا۔ البدایہ والنہایہ میں بیرزم زم کے تحت آپ کے اشعار بھی آپ کے مومن وموحد ہونے پر دلالت کرتے ہیں مثلاً اے اللہ تو قابل تعریف بادشاہ ہے تو نے ہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا ہے اور تو ہی دوبارہ اسے زندہ فرمائے گا۔

آذر کو جناب ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں طعن کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں آذر کے ذکر میں ''اب'' بیان فرمایا ہے کہیں لفظ ''والد'' نہیں فرمایا اور عربی زبان میں لفظ ''اب'' باپ، دادا، چچا وغیرہ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں سورۃ بقرہ نمبر ۱۳۳ میں بیان ہوا ہے بلکہ قرآن وحدیث میں تو جناب آدم علیہ السلام تک بھی بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے آذر کے باپ ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا جب کہ محدثین ومفسرین کرام نے بلکہ انجیل وبائبل میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد صاحب کا نام تارخ لکھا گیا ہے مثلاً دیکھیں البدایہ والنہایہ نمبر اص ۱۳۹ اص ۱۴۰ وغیرہ نیز سورہ توبہ نمبر ۱۱۴ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے وعظ ونصیحت کے باوجود بھی جب آپ کا چچا آذر ایمان نہ لایا تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس سے قطع تعلق کر لیا لیکن سورہ ابراہیم نمبر ۴۱ میں جناب ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والدین کے لئے دعا کرنا مذکور ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے مشرک کے لئے دعا کرنے سے منع فرما رکھا ہے اور یہ ناممکن بات ہے کہ اللہ کا پیغمبر وہ کام کرے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد جناب سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا دین ابراہیمی پر عمل پیرا تھے۔ (زرقانی) اور آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی ولادت سعادت سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دے دی گئی۔ اے آمنہ

رضی اللہ عنہا تو اس اُمت کے نبی اور آقا کی ماں بننے والی ہے (طبقات ابن سعد) پھر جب سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سیّدہ حلیمہ کے سپرد کیا تو فرمایا ''میں اس بچے کو اللہ ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں (ابن سعد) (دلائل النبوۃ) پھر آپ نے سیّدہ حلیمہ کو فرمایا۔ مجھے اس بچے کی ولادت سے پہلے ہی بشارت دے دی گئی تھی۔ اے آمنہ، اس بچے کا نام احمد رکھنا اور آپ تمام رسولوں کے سردار (رسول) ہوں گے۔ (ابن سعد) نیز البدایہ میں حضرت عباس کا حضور کو پنگھوڑے میں چاند کو اشاروں پر چلاتے دیکھنا مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ وغیرہ میں سیّدہ آمنہ کا حضور کی ولادت کے وقت کے واقعات بیان کرنا اور جب سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو واپس سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے کر آئیں اور کچھ پریشانی کا اظہار کیا (شق صدر کا پہلا واقعہ) سیّدہ آمنہ نے فرمایا حلیمہ کیا تو اس میرے بچے کے متعلق شیطان کے شر کا خوف کرتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ خدا کی قسم میرا یہ بیٹا تو بڑ شان والا ہوگا (دلائل النبوۃ بیہقی) اور سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے اپنے وصال کے وقت جو اشعار کہے تھے وہ بھی آپ کے ایمان وایقان پر برہان واضح ہیں مثلاً بیٹا جو خواب میں نے دیکھا اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً تو اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے تمام کائنات کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور تجھے دین ابراہیمی کو سربلند کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے بتوں سے دور رکھے گا۔ (لوگو) میں تو فوت ہو جاؤں گی لیکن میرا ذکر ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ کیونکہ میں دنیا میں ایک خیر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ ایک ایسا پاکیزہ بچہ جسے میں نے جنم دیا ہے۔ (زرقانی علی المواہب) اب ہر کسی کی اپنی قسمت ہے کہ وہ حضور کی والدہ کا ذکر کس طرح کرتا ہے۔

یقیناً یہ چند شواہد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن وموحد اور دین ابراہیمی پر قائم ہونے کے لئے کافی ہیں۔ باقی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین نے نہ تو کسی نبی کا زمانہ پایا ہے اور نہ ہی کسی نبی کا انکار کیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ عذاب دے یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کی

ولادت سے بھی پہلے انتقال فرما چکے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت حضور کی عمر مبارکہ صرف چھ سال تھی اور اس بات پر تمام کائنات کا اتفاق ہے کہ آپ نے نبوت کا اعلان چالیس سال کی عمر میں یعنی حضرت عبداللہ سے تقریباً چالیس سال بعد اور سیّدہ آمنہ سے تقریباً چونتیس سال بعد کیا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے اٹھائے گئے تقریباً ۵۷۱ سال ہو چکے تھے اور یہ بھی ایک متفق علیہ حقیقت ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ محدود اور مخصوص تھا۔ آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبی نہیں تھے۔ اس طرح یہ زمانہ فترت تھا اور زمانہ فترت میں عام طور پر تین طرح کے لوگ تھے۔ نمبرا ایسے لوگ جو محض اپنی بصیرت سلیمہ سے موحد رہے اور مشرک نہ ہوئے پھر ان میں سے بعض کو کسی نبی کی شریعت کے کچھ احکام مل گئے اور وہ ان پر کاربند ہو گئے وہ اگر حضور کے اعلان نبوت سے پہلے انتقال کر جائیں تو جس نبی کی شریعت پر کچھ بھی چلتے رہے۔ اس نبی کی اُمت میں محشور ہوں گے اور بعض وہ ہیں جن کو کسی بھی نبی کے کچھ احکام نہ مل سکے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کی توحید پر ہی قائم رہے اور کسی بھی قسم کا کوئی شرک نہ کیا۔ ان کا بھی مواخذہ نہیں ہوگا اور یہ پہلی قسم والے درجہ بدرجہ صاحب نجاۃ ہی ہوں گے۔ نمبر۲ ایسے لوگ جو توحید پر قائم نہ رہے اور شرک کرتے رہے اور اپنے لئے اپنی طرف سے ہی جو کچھ چاہا حلال کر لیا اور جو چاہا حرام کر لیا۔ ان کو عذاب کیا جائے گا نمبر۳ ایسے لوگ جنہوں نے نہ تو توحید ہی کا کچھ خاص اہتمام کیا اور نہ ہی کوئی شرک کیا اور نہ ہی اپنی طرف سے کچھ حلال یا حرام ٹھہرالیا۔ بس غفلت میں ہی اپنی زندگی گزار دی۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ معذور ہی رکھے گا اور عذاب نہیں فرمائے گا۔ (فتح الربانی نمبر ۸ ص ۱۶۷) اس تقسیم کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین پہلی قسم کے پہلے درجے میں آتے ہیں۔ یعنی آپ موحد بھی رہے کوئی شرک بھی نہ کیا اور دین ابراہیمی کے مطابق عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے اور زمانے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کی بشارتیں بھی دیتے رہے لہٰذا اللہ کے فضل سے آپ

یقینی جنتی ہیں۔ بعض بے باک اس ظنی مسئلہ پر بھی دائیں بائیں سے رطب دیا بس اکٹھا کر کے پورا زور لگا دیتے ہیں کہ نہیں جی آپ کے والدین (معاذ اللہ) پکے دوزخی ہیں اور وہ (معاذ اللہ) مشرک تھے۔ اس کے لئے ایک تو فقہ اکبر کا حوالہ دیتے ہیں کہ جی امام اعظم نے لکھا ہے ان کی موت کفر پر ہوئی تھی (العیاذ باللہ) تو گزارش ہے کہ فقہ اکبر نام کی دو کتابیں ہیں ایک جناب ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس کو آپ سے جناب ابومطیع بلخی نے روایت کیا ہے (کشف الظنون نمبر۲ ص ۱۲۸۷) یہ آج تقریباً نایاب ہے اور دوسری ابوحنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی کتاب ہے جو کہ آج کل زیادہ معروف ہے اور اسی کی کافی شرحیں بھی لکھی گئی ہیں (المستند المعتمد بناء نجاۃ الابداز اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ ص ۱۷۵) فقہ حنفی کے معتمد مصنف علامہ طحطاوی نے بھی لکھا کہ یہ فقرہ جناب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے کیونکہ (آپ کی کتاب کے) معتمد نسخوں میں اس فقرے کا وجود تک نہیں ہے۔ (طحطاوی نمبر۲ ص ۸۰) بلکہ مشہور فقہ اکبر کے تمام نسخوں میں بھی یہ فقرہ موجود نہیں ہے۔ بایں ہمہ شیخ الاسلام لائبریری مدینہ منورہ کا فقہ اکبر کا عہد عباسی کا نسخہ رجسٹرڈ نمبر ۳۳۰ کے صفحہ نمبر ۱۵ پر یہ الفاظ ہیں۔ ”**والدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الفطر**“ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا انتقال دین فطرت (اسلام) پر ہی ہوا۔ فھو المطلوب۔ ملا علی قاری کو بھی یہ وہم ہوا تھا اور انہوں نے بھی یہ مسئلہ اسی طرح بیان کیا پھر ان کے استاد صاحب امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اس کا رد کیا پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ علی قاری چھت سے گر گئے اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا جاگے تو ایسا ہی ہو گیا تو آپ نے فرمایا یہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی گستاخی کی سزا ملی ہے۔ (شرح شرح عقائد ص ۵۲۶) کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے فضل سے غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا لہٰذا بعد میں علامہ علی قاری پر حق واضح ہو گیا اور آپ نے اس عقیدہ سے توبہ کر لی (حاشیہ نمبر اس ص ۵۲۶) بعض کہتے ہیں کہ جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کی بخشش کی اجازت مانگی تو اجازت نہ ملی۔ تو اس

کے متعلق اولاتو گزارش یہ ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ یہاں اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔
باقی محدثین نے اس کی یہ توضیح بھی کی ہے کہ چونکہ آپ اہل فترت وفطرت تھیں لہٰذا
آپ اللہ کی بارگاہ میں ماخوذ ومسؤل ہی نہیں تھیں اس لئے آپ کو استغفار کی ضرورت نہیں
تھی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے (بشرط صحت روایت) آپ کو والدہ صاحبہ کے لئے استغفار
کا حکم نہ فرمایا (فتح الربانی نمبر ۸ ص ۱۵۹) جیسا کہ نابالغ بچے کی نماز جنازہ میں اس کے لئے
بخشش کی دعا (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا ...... الخ) نہیں کی جاتی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے جہاں بالغ (گناہ گار) کے لئے بخشش کی دعا سکھلائی ہے۔ وہاں نابالغ کے
لئے دعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا ...... الخ سکھلائی ہے۔ فافھموا یا اولو
الالباب ۔ نیز مذکورہ روایت میں یہ بھی ہے آپ کو والدہ صاحبہ کی قبر انور کی زیارت کی
اجازت دی گئی جب کہ فرمان خداوندی ہے۔ ''محبوب آپ نہ ان (کفار ومنافقین) کے
لئے دعا فرمائیں اور نہ ہی ان کی قبروں پر تشریف لے جائیں (زیارت کے لئے)
کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے ہیں اور ان کی موت اسی حالت
میں ہوئی کہ وہ نافرمان ہی تھے (توبہ نمبر ۸۴) تو اگر معاذ اللہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا
وصال کفر پر ہی ہوا تھا اور آپ کے لئے دعا سے منع کیا گیا تو آپ کی قبر کی زیارت کی
اجازت کیوں دی گئی۔ کیا اسلام میں کفار ومشرکین کی قبروں کی زیارت جائز ہے۔
فاعتبروا نیز محدثین کرام نے یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ مشرک بحکم قرآنی چونکہ نجس ہوتا
ہے۔ (توبہ نمبر ۲۸) لہٰذا انبیاء کرام میں سے کسی کی بھی والدہ مشرکہ نہیں تھیں اور کسی بھی
نبی نے کسی بھی مشرکہ کا دودھ نہیں پیا۔

(سیرت حلبیہ نمبر ا ص ۱۷۱ مسالک الحنفاء ۲۸)

بعض اس روایت کا سہارا لیتے ہیں کہ جی حضور نے ایک شخص کو فرمایا تھا کہ میرا اور
تمہارا باپ دوزخ میں ہیں (معاذ اللہ) تو جناب اولاً تو یہ روایت مضطرب اور مدرج ہے
لہٰذا قابل حجت نہیں پھر بشرط صحت روایت اس کی تاویل بھی ممکن ہے جو کہ محدثین نے

فرمائی ہے کہ یہاں بھی اب سے مراد چچا ہے۔ایسی روایات سے کسی کا کفر ثابت نہیں کیا جاسکتا اور وہ بھی والدین مصطفیٰ کا۔ایسے موقع پر بخاری مسلم کی قریب الالفاظ وہ روایت ضرور ذہن میں رکھا کریں کہ کسی مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةِ ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جب تک کسی اُمت میں کوئی رسول نہ بھیج لیں اور وہ پیغمبر کا انکار نہ کرلیں اس وقت تک ہم ان کو عذاب نہیں فرماتے۔مثلاً بنی اسرائیل نمبر ۱۵، رعد نمبر ۱۱، نساء نمبر ۱۴۷، انعام نمبر ۱۳۱، شعراء نمبر ۲۰۸، قصص نمبر ۵۹/۱۴۷، یونس نمبر ۱۰۸ فاطر، ۳۷/۲۴ نحل نمبر ۲۶ ملک نمبر ۹، طٰہٰ نمبر ۳۴ وغیرہ لہٰذا اس دستور خداوندی کے مطابق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ناجی اور جنتی ہیں ویسے تو ہر دور میں اس مسئلہ پر ہر مسلک کے اکابرین نے کافی کتابیں تحریر فرمائی ہیں اور اس عقیدہ کے مخالفین کو خوب لا جواب کیا ہے چنانچہ صاحب کشف الظنون نے بھی اس مسئلہ پر لکھی گئی اٹھارہ کتابوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے جو علماء کی ایک جماعت کے مطابق اپنے زمانے کے مجدد تھے اور آپ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا کرم تھا کہ حضور نے آپ کو بیداری میں کم از کم بائیس مرتبہ شرف دیدار بخشا۔اس کرم کی غالباً ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے سرکار کے والدین کے ایمان و ایقان کے ثبوت میں چھ عدد رسالہ جات تصنیف فرمائے ہیں۔ان میں سے ایک رسالے ''الدرجہ المنیفہ فی الاباء الشریف'' میں آپ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے دس معتمد اکابرین اسلام محدثین و مفسرین کے حوالے سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کر کے تھوڑی دیر کے لئے اپنے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ فرمایا اور ان کو اپنا کلمہ پڑھا کر اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شامل فرمایا۔کیونکہ پہلے تو وہ صرف مومن و موحد اور دین ابراہیمی کے پیروکار تھے لیکن اس افضل الامم میں شامل نہ تھے۔لہٰذا آپ نے اس طرح انہیں اس

شرف سے بھی مشرف فرما دیا۔ اب آپ روزِ قیامت اُمت محمدی میں اُٹھیں گے۔ سچ ہے: ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر اور مولوی عبدالحی لکھنوی دیوبندی نے ''فتاویٰ عبدالحی'' میں شیخ ابن عربی کا فرمان نقل کیا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو دوزخی کہتا ہے وہ ملعون ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور اس سے زیادہ آپ کے لئے کیا اذیت ہو سکتی ہے کہ کہا جائے (معاذ اللہ) آپ کے والدین دوزخی ہیں اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب ''سیرت المصطفیٰ'' میں اس مسئلے پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ آنحضرت کے والد ماجد پاک دامنی اور طہارت نفس میں اپنے اسلاف کی صحیح یادگار تھے...... آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا بھی عفت وحیا کا پیکر تھیں...... اگر اس طہارت نفس کے ہوتے ہوئے ان کے دل اور اعمال نجاست شرک و بت پرستی سے ملوث ہوں تو واللہ یہ جوڑ موزوں نہیں ہوگا...... اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ کیا یا اس کے نام کی قربانی چڑھائی یا کسی بت سے دعا والتجا کی تو بے شک لاوے لین ہم کمال وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے گی...... آنحضرت کے والدین حضرت خلیل اللہ کے دین پر تھے...... طاقتور مطالعہ کتب کرنے کے بعد تازہ غسل کیا۔ وضو کیا اور دو رکعت نماز طلب ومغفرت اور مدد کے لئے پڑھی۔ سجدوں اور التحیات میں شرح صدر کی دعائیں مانگیں۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے طمانیت بخشی اور اب میں پورے ثلج خاطر سے مضمون لکھنے لگا ہوں...... جن کو اس امر میں اختلاف ہے وہ ظاہری دلائل پر اکتفا نہ کرتے ہوئے مجاہدہ اور ریاضت سے بھی خدا تعالیٰ سے شرح صدر کی دعائیں کریں۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو یہ کہتے ہیں کہ میری رشتہ داری (آخرت میں) کچھ فائدہ نہ دے گی...... میں تو قیامت کے دن سب سے پہلے اپنے گھر والوں کی

شفاعت کروں گا پھر اس کے بعد جو قریبی ہو گا اس کی (مسالک الحنفاء ص ۱۱۳) اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ولسوف یعطیك ربك فترضٰی کے تحت فرماتے ہیں کہ حضور کی ایک خوشی یہ بھی ہوگی کہ آپ کے گھر کا کوئی فرد دوزخ میں نہ جائے۔ (تفسیر طبری) جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرما دیا ہے کہ میری اہل بیت میں سے کسی کو بھی دوزخ میں داخل نہ کرے گا (الحاوی للفتاویٰ) تو آپ کے والدین کریمین سے بڑھ کر کون شخص آپ کی اہل بیت میں شامل ہوگا۔ فافھوا یاد رہے کہ جن محدثین ومفسرین نے آپ کے والدین کریمین کا ایمان ثابت کیا ہے وہ کوئی معمولی ہستیاں نہیں تھیں بلکہ احادیث کے صحت رقم اور جرح وتعدیل سے خوب واقف تھے بلکہ اس عقیدے کے مخالفین سے اس لحاظ سے افضل واعلیٰ تھے (الدرجۃ المنیفہ، تاریخ خمیس وغیرہ) اب چند عقلی دلائل پر غور فرمائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا اور میرا خون ملگ یا اس کو آگ نہیں چھوئے گی (نسیم الریاض نمبر ۱ ص ۳۵۹) سوچئے کیا آپ کے والدین اور آپ کا خون ملا ہوا نہیں ہے۔ پھر وہ کیسے دوزخی ہو سکتے ہیں۔ معتبر محدثین ومفسرین اکابرین اسلام کے مطابق اس بات پر اجماع ہے کہ حضور کی قبر انور کا جو حصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ، جنت بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔ (مرقاۃ نمبر ۲ ص ۱۹۰، وفاء الوفاء نمبر ۱ ص ۲۸ وغیرہ) سوچئے کیا اس حصہ زمین کو حضور کے ساتھ زیادہ نسبت ہے یا آپ کے والدین کریمین کو...... پھر ان کے مقام کا کون مومن انکار کر سکتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس مچھلی کے پیٹ میں جناب یونس علیہ السلام چند دن قیام پذیر رہے وہ مچھلی اس شرف کے طفیل مینڈھے کی شکل میں جنت میں جائے گی۔ (روح المعانی نمبر ۵ ص ۲۳۶) تو جس سیّدہ، طیبہ، طاہرہ، آمنہ، موقنہ، قانتہ، والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں امام الانبیاء سیّد الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ماہ تشریف فرما رہے وہ والدہ ماجدہ کیسے دوزخ میں جا سکتی ہیں۔ آپ کے نور مبارک کے صدقہ سے حضرت

آدم سے لے کر تمام آپ کے آباؤ اجداد پر ہر دور اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سایہ فگن رہا تو آپ کے قریب ترین والدین اللہ کے فضل سے کس طرح محروم رہ سکتے ہیں۔ جب کہ وہ ذوات مقدسہ، موحد مومن اور دین ابراہیمی کے پیروکار بھی تھے۔
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ اس وقت تک تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تمام کائنات سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے اور اس وقت تک کسی کی مجھ سے محبت قبول نہ ہوگی اور وہ مومن نہیں ہوگا جب تک وہ میرے قرابت داروں سے محبت نہ رکھے (نورالابصار، بیہقی، ابن کثیر، ترمذی، مشکوٰۃ، ابن ابی شیبہ، صواعق محرقہ، مواہب لدنیہ، زرقانی علی المواہب، درمنثور وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہر مومن کو حضور کے والدین کریمین بلکہ آپ کی نسبت والی ہر ذات، ہر جگہ اور ہر چیز کا کماحقہ ادب واحترام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ محشر میں آپ کی رضا اور شفاعت نصیب ہوسکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین والعاقبۃ للمتقین۔

صلی اللہ علیہ وسلم

اے میرے رحیم کریم نبی اک نظر کرم فرما دینا
مرے دل کی اجڑتی بستی پہ رحمت کی گھٹا برسا دینا
اے جان کرم، اے بحر کرم، ازراہِ کرم، باران کرم
تمہیں آتا ہے اپنے غلاموں کو زندان الم سے چھڑا دینا
اے عین عطا، اے شمع ہدیٰ، اے حسن مجسم صلی علی
میں دیکھوں تجھے اے نور خدا، میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دینا

(تبرکات حرمین)

عید میلاد کی شرعی حیثیت

مولانا فضل غنی قادری اشرفی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ."

"تم فرماؤ! اللہ ہی کا فضل اور اس کی رحمت اور اس پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہیں، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر بھی خوشی منانا جائز اور باعث ثواب ہے۔

میں آپ کو اس مضمون میں حضور شیخ القرآن، والحدیث، مفتی اعظم پاکستان، مفتی محمد اشرف القادری دامت برکاتہم العالیہ کے فیضان سے مستفیض کروں گا۔

بد مذاہب اور میلاد کے منکر ہم اہل سنت و جماعت پر تین بنیادی اعتراض کرتے ہیں میں ان تین اعتراضوں کو ذکر کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ جواب دینے کی کوشش کروں گا اور آخر میں میلاد شریف کو ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع اُمت اور قیاس) سے انشاء اللہ ثابت کروں گا۔

پہلا اعتراض:

میلاد کے منکروں کی طرف سے پہلا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منانا حرام ہے۔

حرام:

حرام وہ ہوتا ہے جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

سب سے پہلے آپ اس سے حرام کی تعریف پوچھئے، امید کرتا ہوں کہ نہیں آئے

گی اور اگر آ بھی گئی تو کہنا کہ قرآن میں اور حدیث متواترہ میں کہاں لکھا ہے کہ میلاد منانا حرام ہے۔ قرآن پاک کی آیت پیش کرو یا کوئی حدیث متواترہ پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ میلاد منانا حرام ہے۔ نہ قرآن سے کوئی آیت پیش کرسکیں گے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ میرے نبی کا میلاد نہ منایا کرو، اور نہ ہی ذخیرہ حدیث میں کوئی حدیث دکھاسکیں گے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ میرا میلاد نہ منایا کرو۔

جب قرآن پاک میں بھی ممانعت نہیں اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ممانعت نہیں تو کون سی دلیل سے یہ لوگ میلاد شریف کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں۔

دوسرا اعتراض:

میلاد کے منکر دوسرا اعتراض کرتے ہیں کہ میلاد خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں منایا تو آپ کیوں مناتے ہیں؟

جواب:

دلائل شرع چار ہیں:

قرآن، حدیث، اجماع امت، قیاس

سب سے پہلے تو ہم مانتے ہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلاد پر خوشی نہ منائی ہو اور اگر بالفرض ہم مان بھی لیں تو صرف فعل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دلیل نہیں اگر کسی چیز کا ثبوت کسی ایک دلیل سے ثابت نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز ناجائز اور حرام ہوگئی باقی دلائل سے اگر اس ثبوت ہو تو جائز اور حلال ہوگی۔

تیسرا اعتراض:

میلاد کے منکر تیسرا اعتراض کرتے ہیں کہ میلاد منانا بدعت ہے۔

جواب:

بدعت کی تعریف:

”البدعة مالايكون له اصل فى اصول الدين ويظعم الناظر انه من امور الذين ۔“

بدعت وہ ہوتی ہے جس چیز کا ثبوت اصل دین، قرآن حدیث اجماع، قیاس میں نہ ہو اور اس کے بعد وہ شخص (بدعتی) کہے کہ یہ کام جو میں کر رہا ہوں یہ دین کا حصہ ہے تو پھر ہو گا وہ کام بدعت اور وہ شخص ہو گا بدعتی۔ اور اگر اس کا ثبوت ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) میں سے کسی ایک سے ہو تو وہ بدعت نہیں اور وہ شخص بدعتی نہ ہو گا ہم انشاء اللہ تعالیٰ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ادلہ اربعہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے ثابت کریں گے۔

قرآن سے ثبوت:

اللہ رب العزت ”قرآن کریم“ میں ارشاد فرماتا ہے:

”قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ“

”تم فرماؤ! اللہ ہی کا فضل اور اس کی رحمت اور اس پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

اللہ رب العزت حکم فرما رہا ہے کہ میرے فضل اور رحمت پر خوشی مناؤ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔

اس آیت میں فضل سے مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات۔ (روح المعانی)

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ"

''تفسیر خازن'' اور'' روح البیان'' میں ہے کہ یہاں ''فضل اللہ'' سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے:

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"

''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔ اللہ رب العزت خود ارشاد فرماتا ہے کہ میرے فضل اور رحمت پر خوشی منایا کرو، تو کون سی چیز ہے جو ان لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر خوشی منانے سے روک رہی ہے وہ صرف اور صرف ہٹ دھرمی ہے اور تو کچھ نہیں۔

حدیث سے میلا دشریف کا ثبوت:

ہمارے آقا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ پیر (سوموار) کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فیه ولدت"

''کہ اس دن اللہ رب العزت نے مجھے دنیا میں مبعوث فرمایا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھ کر یہ بتا دیا کہ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا تو اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔

نوٹ:

اس سے ان لوگوں کا اعتراض بھی دفع ہو گیا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلاد پر خوشی نہیں منائی۔

اجماعِ امت:

اجماع کا لغوی معنی، عزم، اتفاق کرنا۔

اصطلاح:

"هو اتفاق جميع المجتهدين الصالحين من امة محمد صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فى عصر على واقعة"

ہر زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے صالحین (نیک) مجتہدین علماء کا کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے۔

"مواہب لدنیہ" میں علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی فرماتے ہیں:

"وما زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الو لائم ويتصدقون فى لياليه بانوا ع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون فى المبرات ويعتنون بقراة مولده الكريم ويظهر عليهم من بر كاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان فى ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرء اتخذلياللى شهر مولده المبارك اعيادا ۔"

"اور ہمیشہ سے اہل اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولادت شریف کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے اور کھانے پکاتے ان راتوں میں قسم قسم کا صدقے دیتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے اور

مولود شریف پڑھنے میں اہتمام کرتے رہتے ہیں، اور ان پر فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور مولود شریف کے مجرب خواص میں سے ہے کہ اس سال کے لئے امن ہوتا ہے اور حاجت روائی، مراد کی حصول کو بشارت عاجلہ ہوتی (کہ اس کی مراد جلد پوری ہو گی) اللہ تعالیٰ ان پر رحم کریں جو ماہِ مبارک میں میلاد کی راتوں میں عید منائیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی منایا کرتے تھے تو اس پر سب اہل اسلام کا اجماع اور اتفاق ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہاں صراحت فرمادی کہ تمام اہل اسلام حرمین شریفین (مکۃ المکرّمہ، مدینۃ المنورہ) یمن، مصر بلکہ تمام بلاد عرب والے ماہِ مبارک ربیع الاول کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں اور محفلیں منعقد کرتے ہیں اور اس پر اجر پاتے ہیں اور کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔

قیاس سے میلاد کا ثبوت

قیاس کا لغوی معنی:

برابر کرنا، اصطلاح میں ''تقدیر الفرع بالاصل فِي الحکم والعلة''
''فرع کو اصل کے ساتھ حکم اور علت میں برابر کرنا۔''

یعنی جس امر کے بارے میں شریعت اسلامی کی نصوص (قرآن، حدیث) سے کوئی حکم ثابت نہ ہو اور یہ علت میں ثابت شدہ کے ساتھ مشابہ ہو تو اس اصل کا حکم اس فرع کو دے دینا قیاس کہلاتا ہے۔

میلاد شریف کے ثبوت کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے،

"فوجد یهود ایصومون یوم عاشوراء فقالوا هو یوم اغرق الله فیه فرعون ونجی موسیٰ علیه السلام ونحن نصومه شکرا ـ"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نجات دی تو ہم شکر کے طور پر روزہ رکھتے ہیں۔

تو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"فیستفاد منه فعل الشکر علی مامن به تعالیٰ فی یوم معین ـ"

فرمایا کہ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی نعمت پر معین دن میں شکریہ ادا کرنا مستفاد ہوا (یعنی پتہ چلا) اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"وای رحمة اعظم من بروز نبی الرحمة"

فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے زیادہ بڑی کون سی نعمت ہے۔

لہٰذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے خوشی منانا ثابت ہوا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میلاد کی خوشی منانے کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں:

"و قال ان قاصدی الخیر واظهار الفرح والسرور بمولد النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم والمحبة له یکفیهم ان یجمعوا اهل الخیر والصلاح والفقراء والمساکین فیطعموهم ویتصدقوا علیهم محبة له صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم فان ارادو فوق ذلك امروا من ینشدمن المدائح

النبوية ولاشعار المتعلقة بالحث على الاخلاق الكريمة مما يحرك القلوب الى فعل الخيرات والكف عن البدع المنكرات اى لان من اقوى الاسباب الباعثة على محبة سماع الاصوات الحسنة المطربة بانشاد المدائح النبوية اذا صارفت محلا قابلا فانها تحدث للسامع شكرا ومحبة"

''اور فرمایا کہ نیکی کا ارادہ کرنے والوں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی ومسرت کا اظہار کرنے والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اہل خیر وصلاح اور فقراء ومساکین کو جمع کریں اور انہیں کھانا کھلائیں اور ان پر محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صدقہ کریں پھر اگر اس سے زیادہ کا ارادہ کریں تو وہ شعر خوانوں کو حکم دیں کہ وہ نعت ومدحت کے ایسے اشعار پڑھیں جو اخلاق کریمہ پر مشتمل ہوں اور جن سے دلوں میں نیکیوں کے کرنے اور برائیوں سے باز رہنے کی حرکت پیدا ہو کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر ابھارنے والے اسباب میں سے زیادہ قوی تر بانغمہ خوش آوازوں کا سنا ہے جو مدح اور نعت کے اشعار میں ہوں تو جب یہ قابل محل سے موافق ہو جائیں تو یہ سننے والے میں شکر ومحبت پیدا کرتے ہیں۔''

الحاصل:

محفل میلاد شریف کا ثبوت اسلام کے چاروں دلائل قرآن وحدیث اجماع وقیاس سے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ظاہر ہو چکا۔

علامہ ابن حجر ہیتمی اپنے فتاویٰ میں میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

"والمولد والاذكار التى تفعل عندنا اكثرها مشتمل على خير كصدقة وذكر وصلاة وسلام على رسول الله صلى الله

تعالیٰ علیه و آله وسلم و مدحه"

"ہمارے نزدیک جو مولود ذکر کئے جاتے ہیں ان کے اکثر خیر پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ کرنا اور ذکر کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنا اور ان کی مدح کرنا۔"

میلاد شریف میں تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے

علامہ سیّد احمد دحلان "السيرة النبوية والآثار المحمديه" میں فرماتے ہیں:

"جرت العادة ان الناس اذا سمعوا ذكر وضعه صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم يقومون تعظيماله صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم وهذا القيام مستحسن لما فيه من تعظيم النبى صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم وقد فعل ذلك من علمائنا لامة الذين يقتدى بهم ۔"

"عادت جاری ہے کہ جب لوگ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو حضور کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام مستحسن اس لئے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور اس قیام کو بکثرت ان علماء امت نے کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

میلادِ مصطفیٰ ﷺ

اکابرامت کی نظر میں

تحریر

غلام مصطفیٰ مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر مسلمان اپنے پروردگار تعالیٰ کے دربار میں عجز و نیاز کے ساتھ یہ دعا مانگتا ہے ''اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا۔ (سورہ الفاتحہ) پھر قرآن پاک نے اہل انعام کی وضاحت بھی بڑے خوبصورت انداز میں بیان کردی ہے۔

اللہ نے انعام فرمایا نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں پر (سورۃ النساء)
گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان عظیم القدر انسانوں کے نقشِ قدم پر چلنا ہی پسندیدہ عمل ہے اور منزل عرفان الٰہی کے حصول کا روشن ذریعہ ہے اگر گوہر ہدایت سے اپنا دامن مراد تابناک کرنا ہو تو

خاک شو مردان حق را زیرپا

ارشاد باری ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط

ترجمہ: اور جس نے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کی اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا ہم پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف وہ چاہتا ہے۔ اور اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔

ان درخشاں دلائل و براہین کے ہوتے ہوئے ہی فقہائے کرام نے فقہ اسلامی کا تیسرا ماخذ اجماع اُمت قرار دیا ہے۔ اسی سلسلے میں ''مسلمہ شخصیات کی آراء'' کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے یاد رہے کہ ''کسی زمانے میں تمام مجتہدین اور علماء کا کسی فیصلے پر متفق ہو

جانا اجماع کہلاتا ہے۔'' (تفہیم الفقہ ص ۶۸) اور مسلمہ شخصیات کی آراء سے مراد کسی مسلمہ عالم دین کا قول فتاوئی، ثالثی، عدالتی فیصلہ اور سرکاری وغیر سرکاری ہدایات وغیرہ ہیں۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ آئین اسلام میں اہل علم وفضل کا ازحد احترام کیا جاتا ہے بلکہ عوام کے عرف ورواج کو بھی نگاہ میں رکھا گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے عرب جاہلی کے اچھے رسم ورواج کو اسلامی شریعت کا تشریعی مادہ کہا ہے۔ مثلاً اسلام سے پہلے دیت، سواونٹ رائج تھی جس کو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک کاہنہ عورت کی تجویز پر قبول کیا تھا۔ یہی معاوضہ صحابہ وتابعین کے دور میں رہا۔ اس باب میں اسی پر فقہی مسائل واحکام کا دارومدار ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسد رسموں سے منع کیا اور اچھی رسموں کے قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ (تفہیم الفقہ ص ۵۸) قرآن پاک کا حکم ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ

عفو سے کام لیجئے اور عرف کا حکم دیجئے۔

حدیث پاک میں ہے۔

ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن

جو چیز مسلمانوں کو اچھی لگتی ہے وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔

(موطا امام محمد، ص ۱۰۴ کتاب الروح ص ۱۰، مرقات شرح مشکوۃ باب الاعتصام)

تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے کہ دور صحابہ سے لے کر آج تک مسلمانوں کی اکثریت اجماعی طور پر میلاد مصطفیٰ کے جواز، ضرورت واہمیت اور برکات وانوار پر تہہ دل سے متفق نظر آتی ہے۔ یعنی میلاد مصطفیٰ کا انعقاد، مسلمانوں کے اجماعی عرف وعادت اور پاکیزہ رسم ورواج میں داخل ہے۔ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محافل ومجالس منعقد کر کے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے واقعات ومعجزات کا ذکر کیا ہے۔ اگر بالفرض دور صحابہ کے بعد ہی کسی عاشق

نے اس پاکیزہ رسم کی ابتداء کی تو کون سا برا ہوا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ہے۔

جس نے اسلام میں سنت حسنہ یعنی اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کیا گیا تو اس شخص کو اتنا ہی اجر وثواب ہے جتنا کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کو ملے گا۔ (مسلم شریف جلد سوم ص ۱۸۰۷، مشکوٰۃ جلد اول کتاب العلم)

اس کار خیر پر تمام عالم اسلام نے محبت والفت کے پاکیزہ جذبات کے ساتھ عمل کیا حجاز مقدس میں میلاد پاک کی محفلیں منعقد ہوتی رہیں (جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "فیوض الحرمین" میں لکھا ہے اور دیگر بلاد اسلامیہ میں اس کا بہترین اہتمام ہوتا رہا، جلیل المرتبت علماء نے میلاد پاک کی حقانیت پر جامع ومبسوط کتابیں رقم فرمائیں اور معتبر شارحین حدیث نے اپنی تصنیفوں میں شرح وبسط کے ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی کسی بھی قابل ذکر عالم دین نے اس کار خیر کی تردید نہیں کی۔ جب علامہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ جیسے نقاد فن نے برکات میلاد کو تسلیم کیا ہے تو کسی اور کی تنقید پر کون کان دھرے گا۔ ابن تیمیہ کا فیصلہ ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کرنے والے کے لئے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے نیز اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم ہے۔ (حوال الاحتفال از محمد بن علوی المالکی ص ۱۲)

اب مندرجہ ذیل سطور میں اکابر امت کے قول عمل سے میلاد مصطفیٰ کے جواز، ضرورت واہمیت اور برکات وانوار کو ثابت کیا جاتا ہے۔ دیکھئے کتنے خوبصورت الفاظ میں انہوں نے اس ایمانی تقاضے کو تسلیم کیا ہے۔

تعامل صحابہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن اپنے گھر ایک اجتماع سے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے واقعات بیان کررہے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے محظوظ ہوکر حمد الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے۔اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

حلت لكم شفاعتی

تمہارے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(الدر المنظم فی المولد النبی الاعظم تنویر لابی الخطاب الا نابلسی ذکرہ الزرقانی) بحوالہ محمد نور از علامہ منشا تابش قصوری)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حضرت عامر انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گیا وہ اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو ولادت مصطفیٰ کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے اور فرما رہے تھے۔یہی وہ دن ہے یہی وہ دن ہے جس دن حضور جلوہ گر ہوئے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الله فتح لك ابواب الرحمه وملائكه كلهم يستغفرون لك ومن فعل فعلك نجى نجاتك

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام فرشتے تمہاری مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور جو شخص تمہاری طرح (محفل میلاد) منعقد کرے گا وہ تمہاری طرح نجات پائے گا۔(ایضاً)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سنہ ۹ ھ میں غزوہ تبوک سے واپسی پہ حضور کے سامنے حضور کا نظم میں ذکر ولادت فرمایا (ابن کثیر میلاد مصطفیٰ ص ۲۹)

علامہ ابن جوزی کا بیان

محدث شہیر حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کی خوشی منائے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لئے پردہ بن جائے گی۔

ومن انفق فی مولده درهما کان المصطفی صلی الله علیه وسلم شافع ومشفعا

اور جو میلاد مصطفیٰ پر ایک درہم خرچ کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے جو قبول ہوگی۔ (مولد العروس ص ۹ مطبوعہ بیروت)

علامہ ابن حجر کا بیان

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میلاد پاک کی محفلیں اور اذکار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں ان میں اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں مثلاً صدقہ وذکر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام اور ان کی مدح وثناء وغیرہ۔ (فتاویٰ حدیثہ ص ۲۹ مطبوعہ مصر)

امام ابوشامہ کا بیان

حضرت امام ابوشامہ استاذ الحدیث شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہمارے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہمارے زمانے میں جو بہترین نیا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ہے لوگ ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے دن صدقات اور خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت کے لئے اپنے گھروں اور کوچوں کو آراستہ کرتے ہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں فقراء ومساکین کے ساتھ احسان ومروت کا برتاؤ ہوتا ہے نیز جو شخص یہ کام کرتا ہے اس کے دل میں محبوب خدا کی محبت وعظمت کا جذبہ ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب کو پیدا فرما کر اور رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا یہ اس کا اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ جس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد اول صفحہ ۱۸۰ از علامہ علی بن برہان الدین حلبی)

امام اسماعیل حقی کا بیان

حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

میلاد شریف کا انعقاد کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے جبکہ بری باتوں سے خالی ہو، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت پر اظہار تشکر کرنا مستحب ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد نہم صفحہ ۵۶)

امام احمد قسطلانی کا بیان

حضرت امام احمد بن قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانا پکاتے اور دعوتیں کرتے۔ راتوں کو قسم قسم کے صدقے اور خیرات بانٹتے، خوشی کا اظہار کرتے، نیک کاموں میں حصہ لیتے اور آپ کا میلاد شریف پڑھنے کا خاص انتظام کرتے آرہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ وامان کا سال ہوتا ہے میلاد کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوجاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل کرے جس نے ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی کی عیدیں بنالیا کہ یہ میلاد کی عیدیں سخت مصیبت ہوجاتی ہیں اس پر جس کے دل میں مرض عناد ہے۔

(مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۲۷ مطبوعہ مصر) زرقانی علی المواہب جلد اول ص ۱۳۹ مطبوعہ بیروت)

امام ربانی کا بیان

عارف حقانی، شہباز اوج لامکانی، غوث صمدانی قیوم دورانی سیدنا الشیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں۔

اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت ومنقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج

ہے منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل وتحریف کیا جائے اور الحان کے طریق سے آواز پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو شعر میں بھی ناجائز ہیں اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ مستحق نہ ہوں اور اس کو صحیح غرض سے تجویز کریں تو کون سا امر مانع ہے؟

(مکتوبات شریف جلد سوم ص ۱۵۷)

امام عسقلانی کا بیان

حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد خواب میں اسے دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہو کر مجھے کوئی راحت نہیں ملی، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے ہوئی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو خوش ہو کر آزاد کر دیا تھا۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد نہم ص ۱۱۸ مطبوعہ بیروت)

یاد رہے کہ یہ حدیث پاک صحیح بخاری میں موجود ہے اور اس کو بنیاد بنایا علماء کرام نے میلاد مصطفیٰ پہ محبت ومسرت کا اظہار کرنا باعث ثواب ٹھہرایا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی کا بیان

محقق علی الاطلاق الشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہاں میلاد کرنے والوں کے لئے سند ودلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی شب خوشی منائیں اور مال خرچ کریں یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور باندی آزاد کر دینے کی اسے جزا دی گئی تو مسلمان کا کیا حال ہو گا، محبت ومسرت اور صرف اور صرف مال سے بھرا ہوا ہے۔ (مدارج النبوہ جلد دوم مطبوعہ

لاہور) اور فرماتے ہیں ''شب میلاد'' شب قدر سے افضل ہے۔'' (ماثبت بالسنہ ص ۱۱)

اس مقام پر حافظ شمس الدین محمد بن ناصر نے کیا خوب کہا ہے

اذا کـان هذا کافر جاء ذمه وتبت یداه فی احجیم مخلدا اتی

انـه فی یوم الاثنین دائما یخف عنه للسرور باحمدا وما الظن

بالعبد الذی کان عمراً با حمد مسرورا ومات موحدا

یعنی ایک کافر (جس کی مذمت قرآن نے بیان کی) کو اگر سوموار کے دن حضور کے میلاد کی برکت سے تخفیف عذاب ہو جاتی ہے تو اس بندہ مومن کے بارے میں کیا خیال ہے جو تمام عمر حضور کا میلاد مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے رخصت ہوا۔ (ضیاء النبی جلد دوم ص ۵۵ مطبوعہ لاہور)

خواجہ احمد سعید دہلوی کا بیان

حجتہ الاسلام الشاہ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''میلاد مصطفیٰ کے دلائل پوچھنے والو، یاد رکھو، میلاد شریف کی محفل میں آپ کے کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات وصال کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے لہٰذا تمہارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں۔ (رسالہ اثبات المولد والقیام ص ا مطبوعہ لاہور)

الشیخ طاہر محدث پٹنی کا بیان

حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ربیع الاول کا مہینہ انوار منبع اور رحمت کا مظہر ہے یہ ایسا مہینہ ہے کہ ہر سال اس مہینے میں خوشی کا اظہار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (مجمع البحار جلد سوم ص ۵۵۰ مطبوعہ لاہور)

الشاہ ولی اللہ کا بیان

محدث کبیر حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''میں مکہ مکرمہ میں میلاد مصطفیٰ کے دن مولد مبارک میں تھا اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے تھے، آپ کے معجزات بیان کرتے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے اس مجلس میں انوار وبرکات دیکھے تو تامل کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہد پر موکل مقرر ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین ص ۲۷)

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے والد گرامی حضرت الشاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا معمول بھی تحریر فرمایا ہے کہ وہ ہر سال میلاد پاک کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایصال ثواب کیا کرتے تھے۔ ایک سال ان کے پاس کچھ نہ تھا تو انہوں نے بھنے ہوئے چنے ہی پیش کر دیئے۔ بارگاہ رسالت میں ان چنوں کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ (الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین ص ۸) معلوم ہوا کہ خاندان ولی الٰہی کا مشرب تھا کہ وہ محفل میلاد کا اہتمام کر کے ذوق وشوق سے محبوب خدا کی عظمتیں بیان کرتے تھے نیز اس عمل کو باعث نجات سمجھتے تھے کاش خاندان ولی اللٰہی کی محبت کا دم بھرنے والے نجد و دیوبند کے علماء بھی اس کار خیر کے ساتھ مذاق کرنا چھوڑ دیں اور شرک وبدعت کے سنگین فتوے واپس لے لیں۔

عبدالعزیز محدث دہلوی کا عمل

حضرت عمدۃ المحدثین الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو لوگوں کو اکٹھا کرتے اور ولادت پاک کا ذکر کرتے بعد ازاں کھانا اور مٹھائی تقسیم کی جاتی۔ (الدر المنظم ص ۸۹)

امداد اللہ مہاجر مکی کا بیان

دیوبندی علماء کے پیرومرشد حضرت الشیخ الحاج امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں۔

''اس میں کسی کو کلام نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف، حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات دنیوی واخروی ہے۔''

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۴)

مشرب فقیر یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (ایضاً)

مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (امداد المشتاق ص ۵۰)

سید جعفر برزنجی کا بیان

عارف کامل السید جعفر برزنجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت ودرایت تھے تو شادمانی اس کے لئے جس کی نہایت مراد ومقصود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ (عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر)

سید احمد زینی مکی کا بیان

حضرت مولانا سیّد زینی دحلان مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہے کہ حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا، مولد شریف پڑھنا اور ذکر کرنا ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور حاضرین کو کھانا کھلانا یہ مسئلہ میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے کہ جس میں مستقل کتابیں لکھی گئیں بکثرت علماء کرام نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل وبراہین سے بھری ہوئی کتابیں تالیف فرمائیں۔

(الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ)

امام احمد رضا خان کا بیان

امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی کا عزم دیکھئے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

اور فرمایا

غیض سے جل جائیں بے دینوں کے دل
ذکر آیات ولادت کیجئے

اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب اقامة القيامه على طاعن القيام لنبی تهامه میں حضرت امام تقی الدین سبکی حضرت جعفر بن اسماعیل علوی مدنی، مولانا حسین بن ابراہیم مالکی، مولانا صدیق بن عبدالرحمٰن کمال مدرسی، مولانا عبداللہ بن محمد حنفی، مولانا محمد بن غرب شافعی مولانا عبدالجبار حنبلی، مولانا عباس بن جعفر مولانا علی طحان علیہم الرحمہ جیسے علمائے عرب کی عبارات وتصدیقات سے میلاد وقیام میلاد کو ثابت فرمایا ہے۔

شاہ ابوالخیر دہلوی کا عمل

خانقاہ مظہر دہلی کے سجادہ نشین اور خاندان مجددی کے گل سر بسیر حضرت الشاہ ابوالخیر کا عمل ملاحظہ کیجئے۔

''جب میلاد پڑھا کرتے تھے اہل نسبت اور اصحاب باطن پر عجیب وغریب کشوفات ہوتے تھے میلاد شریف کے مخالف اور اس کو کل بدعة ضلالہ کہنے والے افراد جیسے مولوی اشفاق الرحمٰن اور صدر بازار ولی کے اہل حدیث جو اچانک آزمائش کے لئے اس مبارک محفل میں آگئے تھے اور یہی کہتے ہوئے گئے کہ بڑی بابرکت محفل تھی تو پھر نیک دل افراد پر اگر بعض حقائق کا اظہار ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

گر میل کند سوئے ہلال عجبے نیست
شاہاں چہ عجب گر نبوازند گدا
(مقامات خیر ص۱۰۴ مطبوعہ دہلی از الشاہ ابوالحسن زید فاروقی)

پیر مہر علی شاہ کا فتویٰ

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
''مسلمانوں کے لئے خوشی میلاد جائز ہے۔'' (میلاد النبی ص ۱۹)

ملا علی قاری کا بیان

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے جواز میلاد پہ ۲۰ دلائل پیش کئے ہیں دوسری دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت کی خود تعظیم فرماتے تھے اور اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور اس دن کی تعظیم کے لئے ہر پیر کا روزہ رکھتے تھے جیسا کہ مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

چھٹی دلیل میں فرماتے ہیں:
محفل میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا محرک وسبب ہے اور چیز مطلوب کا شرعی سبب ہو وہ بھی شرعاً مطلوب ہوتی ہے۔
(المولد الروی ص ۱۷ مطبوعہ مدینہ المنورہ)

ابن عابدین شامی کا نظریہ

حضرت علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کو سننے کے لئے جمع ہونا اعظم عبادت ہے کیونکہ میلاد شریف میں حضور پر بکثرت درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار ذکر ہوتا ہے اور آپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ (میلاد النبی ص ۱۱۱۳ از غلام نصیر الدین چشتی)

علامہ اقبال کا بیان

حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک انسانوں کی دماغی وقلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اس وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسول کو مدنظر رکھیں تا کہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے ان جذبات کو قائم رکھنے کے لئے تین طریقے ہیں وہ طریقے ہیں۔

۱۔ انفرادی طور پر درود شریف پڑھنا۔

۲۔ اجتماعی طور پر محافل میلاد النبی منعقد کرنا۔

۳۔ کسی مرشد کامل کی صحبت اختیار کرنا

(آثار اقبال ص ۳۰۵ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

حضرت علامہ محفل میلاد میں شریک بھی ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج کی محفل میلاد میں شرکت کی، تقریر بھی فرمائی۔

اکبر الہ آبادی کا بیان

لسان العصر سیّد اکبر الہ آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سال ومہ خوش ہیں روز خوش، شب خوش
وحشی دشت خوش، مہذب خوش
ہیں غرض آپ کی ولادت سے
مسٹر ابلیس کے سوا سب خوش

جمہور مسلمانوں کا رد عمل

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے جید آئمہ کرام، علمائے عظام اور عمائد امت کے ولی احساسات کو بیان کیا ہے ہر صاحب نظر میلاد النبی کی برکات وانوار کو بولنے کے لئے بے

تاب دکھائی دیتا ہے۔اب عام مسلمانوں کے عمل کا جائزہ لیں یاد رہے کہ عام مسلمانوں کے عمل کو معمولی نہ سمجھا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر حال میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱ مطبوعہ کراچی) اور فرمایا تم سواد اعظم کی پیروی کرو، جو اس سے الگ ہوا جہنم میں گیا۔ (مشکوٰۃ ص ۱/ ۵۸ اشعۃ اللمعات ص ۱۴۳) سوادِ اعظم سے مراد وہ جماعت ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۱/ ۲۴۹)

الحمدللہ! پوری دنیا کا جائزہ لیا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مسلمانوں کی غالب ترین اکثریت سنی المسلک ، حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی ، اشعری ، ماتریدی ہے۔ دور صحابہ کرام سے لے کر آج تک اسی مسلک مہذب کو اسلام کے عقائد و نظریات کی صحیح ترجمانی کا شرف حاصل رہا ہے اور اسی کے ساتھ آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے جو اس سے دور ہوا گویا اس نے اپنی تباہی و بربادی کا سامان تیار کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جس نے جماعت سے بالشت بھر جدائی اختیار کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ (مشکوٰۃ مرقات ص/ ۲۵۵)

شروع سے لے کر آج تک ہر مسلمان اپنے آقا و مولا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دن منانا اپنے لئے بہترین توشہ آخرت سمجھتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی صاحب لکھتے ہیں:

قرون اولی سے اکابر علمائے اسلام یوم ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر و برکت کا دن ماننے اور اسے عید سعید کی طرح مناتے چلے آئے ہیں ان اکابر علماء میں وہ زعمائے ملت بھی شامل ہیں جو ارتکاب بدعت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے بلکہ جن کی مبارک زندگیاں بدعات کو ختم کرنے کے لئے اور سئیات کے خلاف جہاد کرنے میں گزری ہیں۔ (میلاد النبی ص ۲۰ مطبوعہ فاروق آباد)

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں رقم ہے۔

”آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم متفقہ طور پر

منایا جاتا ہے۔" (مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۸۲۴ جلد ۲۱)

اور حافظ ابوالخیری سخاوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ مصر، اندلس، مغرب کے بادشاہ بڑی شان وشوکت سے جشن عید میلاد النبی مناتے چلے آرہے ہیں۔

(انوار ساطعہ ص ۱۷۱ مطبوعہ مراد آباد)

سلاطین اسلام میں سے سلطان الملک المظفر ابوسعید، سلطان ابوحمود موسیٰ جیسے جاہ وجلال والے بادشاہ سرکاری سطح پر میلاد النبی کا اہتمام کرتے رہے جیسا کہ ابن جوزی، علامہ محمد رضا اور ابوعبداللہ التسی نے ذکر کیا ہے اور آج بھی سرکاری سطح پر اس عظیم دن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

جلنے والا کون؟

عید میلاد النبی پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام فرحت وانبساط کا اظہار کرتے ہیں حضور کی عظمت وشوکت کے ترانے الاپتے ہیں جلوس نکالتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں چراغ جلاتے ہیں، یہ خوشی کے انمول لمحات جہاں غلاموں کے لئے سرمایہ سعادت ہیں وہاں دشمنوں کے لئے پیغام الم بھی ہیں وہ جلتے ہیں، کڑھتے ہیں، غم وغصہ کا اظہار کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ جلتے ہوئے دشمنان رسول کو مزید جلانا بھی بہت بڑا ثواب ہے یہ آج سے نہیں جل رہے جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان جلنے والوں کا سردار ابلیس لعین چیخ مار کر رویا تھا۔ (روض الانف جلد ا ص ۱۸۱) اور جل بھن کر کہنے لگا وہ پیدا ہوگیا ہے جو ہمارے نظام کو درہم برہم کردے گا اس کے ساتھیوں نے کہا تم اس کے قریب جاؤ اور ہاتھ لگا کر جنون میں مبتلا کردو۔ جب وہ اس نیت سے آگے بڑھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پاؤں کی ٹھوکر سے دور عدن میں پھینک دیا۔ (السیرۃ النبویہ ص ۱/۱۴۷ از دحلان مکی) معلوم ہوا ولادت مصطفیٰ پہ رونا، آہ وبکا کرنا، ایک دوسرے کو کوسنا ابلیس کی سنت ہے اور ان رونے والوں کو مزید رُلانا، جبرائیل امین علیہ السلام بلکہ جو خدا تعالیٰ کا طریقہ ہے۔

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

اللہ ان کی مرض کو اور بڑھاتا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ان کے جھوٹ کی پاداش میں۔ (سورۃ البقرہ)

مانعین کے لئے لمحہ فکریہ

مولانا عبدالسمیع رامپوری کی تحقیق کے مطابق میلاد مصطفیٰ کا سب سے پہلے تاج الدین فاکہانی نے انکار کیا۔ (انوار ساطعہ) بعدازاں ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اور علمائے دیوبند اس تحریک میں پیش پیش رہے۔ ایک مولوی صاحب نے تو اس یوم کو ''کنھیا کے جنم دن'' سے تشبیہ دے کر سخت نفرت کا اظہار کیا ہے تاہم کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے میلاد کی اہمیت و ضرورت کو تسلیم کیا ہے غیر مقلدین میں سے نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے۔

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۲)

نیز ابن عبدالوہاب نجدی کے لخت جگر عبداللہ بن محمد نے اپنی مختصر سیرہ الرسول ص ۱۳ پہ علامہ ابن جوزی کا قول نقل کیا۔ جب کافر ابولہب کو جس کی مذمت میں قرآن کریم نازل ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات خوشی کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی توحید پرست مسلمان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی کرنے کی وجہ سے کیا حال ہوگا۔

دیوبند کے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کانپور میں مدرس ہوئے تو سالہا سال تک محفل مبارک میلاد شریف منعقد کرتے رہے قیام بھی کرتے تھے بعد میں ان کو اس کار خیر میں خرابی نظر آنے لگی۔ اب ان کو چاہئے تھا کہ وہ صرف اس خرابی کو رفع کرتے اور میلاد شریف کی محفل صحیح طریقہ پر منعقد کر کے عوام کے سامنے پیش کرتے لیکن انہوں نے کیا کیا یہ سب کو معلوم ہے میں اس المیہ کا کیا بیان کروں۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبری نیست کہ نیست

(بزم خیر از زید ابوالحسن فاروق ص ۱۳۳ مطبوعہ دہلی)

یہ شاید مولوی رشید احمد گنگوہی کا اثر تھا کیونکہ موصوف اس معاملہ میں از حد تشدد پسند تھے۔ یہاں تک کہ پیر و مرشد حضرت امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ کی کاپیاں نذر آتش کر دیں۔ بہر حال ایک جگہ مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں ولادت پر فرح جائز و موجب برکت ہے۔ (میلاد النبی ص ۱۰۵)

ادھر ہندوستان میں دیو بندی سپوتوں نے عید میلاد النبی کی چھٹی منسوخ کرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ یہ دن منانا ان کے نزدیک بدعت وضلالت کی دلیل ہے۔ ادھر پاکستان میں ۱۹۷۹ء میں مفتی محمود صاحب عید میلاد النبی کے جلوس میں شریک ہوئے۔ (روزنامہ حریت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء) اور اب انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خلفائے راشدین کے دنوں پہ چھٹی کرنا اور انہیں سرکاری سطح پر منانے کی اپیل کسی باخبر آدمی سے پوشیدہ نہیں۔

یہ تمام احوال وحقائق دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ اس دیو بندی اونٹ کی کون سی کل سیدھی ہے۔

کسی کے نزدیک تو میلاد النبی کا اہتمام جائز اور کسی کے نزدیک حرام وبدعت بقول شاعر

خوب پردہ کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مولوی اسحاق دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد میں ولادت باسعادت کا ذکر کرنا موجب فرحت وسرور ہے اور شرع پاک میں فرحت وسرور کے لئے جمع ہونا آیا ہے کہ منکرات

وبدعات سے خالی ہو۔ (ماٰیۃ مسائل ص ۳۴)

ہم اس مقام پر نہایت درد دل کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ صاحب اگر آپ کے ہاں اتنی لچک موجود ہے تو جانے دیجئے جمہور مسلمانوں کے قول وعمل پر اعتراض کر کے آپ کو کیا حاصل ہوگا یا تو کوئی مضبوط موقف پیش کرنا چاہئے خلفائے راشدین کے دن منانا جائز اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت پہ خوشی کرنا چھٹی کرنا حرام یہ کہاں کا انصاف ہے۔

اُمت مرحومہ پہلے ہی افتراق وانتشار کا شکار ہے۔ غیر اسلامی طاقتیں اسلامی نظریات کو حرف غلط کی طرح مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس الم انگیز ماحول میں اگر کوئی اپنے محبوب کی پاکیزہ یادوں کا سہارا ڈھونڈ لے تو آپ کیوں خفا ہوتے ہیں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے

میلاد کی ساعت ہے سرکار کی آمد ہے
سانسوں میں حلاوت ہے سرکار کی آمد ہے
افکار میں حدت ہے محبوب کی بعثت ہے
جذبات میں شدت ہے سرکار کی آمد ہے
انوار چمکتے ہیں رخسار دمکتے ہیں
سینوں میں عقیدت ہے سرکار کی آمد ہے
اشعار میں مستی ہے رحمت سی برستی ہے
اظہارِ محبت ہے سرکار کی آمد ہے
الفاظ مچلتے ہیں، مفہوم سنبھلتے ہیں
پرکیف طبیعت ہے سرکار کی آمد ہے
انفاس پگھلتے ہیں نغمات میں ڈھلتے ہیں
رقصاں دل فطرت ہے سرکار کی آمد ہے
دل زمزمہ پیرا ہے اور جان ثنا گستر
فیضان پہ رحمت ہے سرکار کی آمد ہے

فیض رسول فیضان

حاصل زندگی

صرف محبتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

تقریر:

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

ترتیب:

محمد طاہر نقاش حسینی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلاً طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے راستوں کی پیروی نہ کرو بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

چند باتیں بحوالہ شان نزول:

عزیزان گرامی قدر! میں نے جس آیہ مقدسہ کو موضوع تکلم بنایا ہے اس آیہ مبارکہ کے بقیہ اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرنے سے پہلے اس کے شان نزول کے حوالے سے چند باتیں سماعت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رب کائنات نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ بغیر کسی روک ٹوک اور سوچے سمجھے گروہ اسلام کے ساتھ منسلک ہو جاؤ۔ شیطان شیطان کے نقش قدم پہ مت چلو۔ اس کے شیطانی کاموں کی پیروی مت کرو، کیوں؟ اس لئے کہ وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔

بے مثل سیرت بے مثال صورت:

ہوا کچھ یوں کہ صحابی رسول جناب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے پہلے یہود کے بہت بڑے احبار یعنی عالم تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب تورات میں نبی آخر الزماں کے بارے میں بہت کچھ پڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

وصورت کا نقشہ بھی ان کے مطالعہ سے گزرا ہوا تھا۔ اس محبوب دل ربا صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیبا کی رعنائیاں بھی ان کے تصور نظر کے سامنے تھیں۔ جب وہ نبی مکرم کے بارے میں سب کچھ پڑھ چکے تو بالآخر اس محبوب کی زیارت کرنے کے لئے کاشانہ اقدس پر حاضر ہوئے جونہی اس رحمت للعالمین کے رخ زیبا کی زیارت کی بقول مولانا روم علیہ الرحمہ

پفت لیس ھذا وجہ کاذب

کہنے لگے اتنا خوبصورت اور پرانوار چہرہ، ارے یہ چہرہ مقدس بتاتا ہے کہ آپ اللہ کے آخری اور سچے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکراتا چمکتا ہوا چہرہ دیکھا، دیکھتے ہی دل دے بیٹھے اور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ فدا ہو گئے۔

حضرات گرامی! ذرا خیال فرمایئے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں کچھ وہ لوگ تھے جن کو معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کیا۔ کئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب دیکھ کر مشرف با اسلام ہوئے۔ کئی لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات وکمالات کا مشاہدہ کیا تو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ لیکن کئی وہ لوگ بھی تھے جنہیں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ منور کی تابانیوں نے مسلمان کیا۔ انہی میں سے ایک نام جناب حضرت عبداللہ بن سلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنا سب کچھ اس محبوب پہ قربان کر دیا۔ ایسا کیوں تھا کیونکہ رب ذوالجلال نے اپنے محبوب کو سیرت بھی بے مثل عطا فرمائی تھی اور صورت بھی۔ حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی لئے فرماتے ہیں۔

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا ایسی بے مثل و بے مثال تھی کہ لوگ آپ کی اداؤں پہ فریفتہ ہو کر کلمہ گو ہو جاتے تھے۔ اب اگر یہاں کوئی صاحب ذوق

اور صاحب فہم وفراست ہوتو اس شعر پہ بہت کچھ کہا جا سکتا ہے جیسے

تری شوکت تری شہرت زمانے سے نرالی ہے

تری دولت تری رحمت مانے سے نرالی ہے

تری رفعت تری رافت زمانے سے نرالی ہے

تری رافت تری رحمت زمانے سے نرالی ہے

تری ہر ہر ادا پیارے دلیل سے بے مثالی ہے

تاجداران بریلی شریف اور اہلیان مدرسہ دیوبند:

خدائے ذوالجلال بھلا کرے ان بریلی کے شہزادوں کا جنہوں نے اس وقت امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتلایا جب بڑے بڑے مولوی ایک ایک پائی کی خاطر اپنا ایمان بیچ رہے تھے۔ آج کل کی اخبارات اور کتابوں میں بڑے بڑے پراپیگنڈوں کی مشینیں تیز کی جارہی ہیں اور حقائق کو پامال کر کے بڑے بڑے عجیب فلسفے پیش کئے جارہے ہیں۔ لیکن اس وقت کا زمانہ بڑا عجیب وغریب تھا۔ میرے پاس یہ کتاب موجود ہے اس کتاب کو دیو بندی یا نیم دیو بندی پروفیسر محمد ایوب قادری نے تصنیف کیا ہے۔ پروفیسر صاحب نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ جب انگریز کے دورِ حکومت میں مدرسہ دیو بند کی بنیاد رکھی گئی اور باقاعدہ اس میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع ہوا جبکہ مولانا احسن نانوتوی اس مدرسہ کے اولین اساتذہ مقرر ہوئے تو کچھ دیر بعد انگریز حکومت نے اپنا ایک نمائندہ جس کا نام ''لارڈ پامر'' تھا کو مدرسہ بھیجا کہ جا کر دیکھو کہ مدرسے میں کیا ہو رہا ہے، آیا جونسے وعدے ہمارے ساتھ کئے تھے ان پر عمل ہو رہا ہے یا یہ اپنا مشن جاری کئے ہوئے ہیں۔ (مطلب یہ کہ ہوسکتا ہے کسی کو ایمان کا خیال آگیا ہو اس لئے جا کر پتہ کرو) مصنف کہتے ہیں کہ پھر اس نمائندے نے باقاعدہ رپورٹ لکھی اور یہ تحریر کیا کہ یہ مدرسہ عین حکومت کی مرضی کے مطابق کام کر رہا ہے اور اس مدرسے کا ایک مولوی چالیس چالیس روپے لے کر وہ کام

کر رہا ہے جو بڑے بڑے کالجز اور یونیورسٹیز کے پروفیسرز چھ چھ سو روپے لے کر نہیں کر رہے اور وہ کام کیا تھا، محض حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دلوں سے نکالنا اور اسلام کو تباہ و برباد کرنے کا لائحہ عمل تیار کرنا۔ پڑھے لکھے حضرات اس بات پر غور فرمائیں آج کل کالجز اور یونیورسٹیز میں عموماً حقائق سے محروم رکھا جاتا ہے، حقیقت کو چھپایا جاتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ حقیقت کیا چیز ہے؟ یاد رکھئے دارالعلوم دیوبند کی تعمیر و ترویج کا مقصد تبلیغ اسلام نہ تھا بلکہ جو کام انگریز خود کرنا چاہتے تھے وہ کام انہوں نے اس مدرسے کے مولویوں سے کروائے۔ اس وقت پھر بریلی شریف کے تاجداروں نے اپنے نبی کی یاری کو نبھایا۔ شہنشاہ انبیاء سے وفا کی اور بتا دیا کہ ہم بکنے والے نہیں ہم غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے اس جذبہ محبت کی دلیل مندرجہ ذیل واقعہ سے صاف عیاں ہے۔

کہتے ہیں کہ لکھنو کے قریب ایک ریاست تھی ''نان پارہ'' وہاں کا نواب اپنی شان بڑے شوق سے سنتا اور جو شاعر یا قصیدہ گو اس نواب کی شان میں کوئی قصیدہ لکھتا تو وہ بہت خوش ہوتا اور اسے بڑے اعزاز و اکرام اور انعامات سے نوازتا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے جناب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں آکر عرض کی حضور! فلاں نواب اپنی شان میں قصیدہ لکھنے والوں کو بڑے انعامات سے نوازتا ہے آپ اتنے بڑے شاعر ہیں کہ ایک نہ آپ کے نام سے واقف ہے آپ اس کی شان میں کچھ کیوں نہیں لکھتے؟ کیا آپ ہی انعامات سے ہم کنار نہیں ہونا چاہتے۔ کہتے ہیں آپ نے اس آدمی کی اس بات کے پیش نظر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مبارک لکھی اور کہہ دیا کہ

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل وجاں نہیں
کہو کیا کہ وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں کائنات کی ہر نعمت بستی ہے۔ صرف ایک لفظ ''نہیں'' ہے جو اس محبوب کی بارگاہ میں نہیں۔ مثلاً کوئی آپ سے کوئی نعمت مانگے کہ حضور! مجھے عطا فرمایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں کہ نہیں۔ یہ بات اس شہنشاہ کل کی شہنشاہی میں ہاں نہیں باقی کونین اس تاجدار دو جہاں کے نام پاک کا صدقہ قائم ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔

وہی ظل رب، وہی نور رب، ہے انہی سے سب ہے انہی کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

پھر لکھتے تھے آخری شعر میں آپ نے اس آدمی کے سوال کا جواب ارشاد فرمادیا کہ

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

آپ نے ''نان پارہ'' کو الٹا کر کہا کہ ''پارہ ناں'' روٹی کا ٹکڑا۔ مطلب یہ کہ تم مجھے روٹی کے ٹکڑوں کا محتاج سمجھتے ہو تم کیا سمجھتے ہو کہ میں دامن سوال در در پر جا کر پھیلاؤں گا ارے میں تو اس کریم آقا کے در کا بھکاری ہوں کہ زمانے کے بڑے بڑے تاجداران کی گلیوں میں بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

آپ کی ساری کی ساری شاعری مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مناقب پہ مشتمل ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی طرح آپ کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح قوم کو خواب خرگوش سے بیدار کر کے اپنے نبی سے وفا کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ جناب حسن رضا علیہ الرحمہ

فرماتے کہ

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے

تری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

پھر لکھتے لکھتے آپ نے آگے چل کر باعتبار شاعری بڑا خوبصورت شعر ارشاد فرمایا جس میں آپ نے تین الفاظ والے، والی اور والا یکجا استعمال فرمائے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا

کہ تو اللہ والا ہے تیرا اللہ والی ہے

آیہ مبارکہ کا اصل مفہوم:

بہر حال بات یہ ہو رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی بے مثال ہے اور صورت بھی بے مثال ہے۔ کسی نے جلوہائے سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کسی نے بندہ پروری کو دیکھا، کسی نے حاجت روائی کو دیکھا، کسی نے غمخواری کو دیکھا، کسی نے غمگساری کو دیکھا، کسی نے حمایت غریباں کو دیکھا، ہمیشہ کے لئے اس محبوب پہ قربان ہو گئے اور کسی نے رخ تاباں کی ایک جھلک دیکھی فوراً شرف غلامی کے لئے بے تاب ہو گئے۔ انہی میں جناب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے چہرہ مبارک دیکھا، فدا ہو گئے۔ پھر جمعۃ المبارک کے بعد حاضر ہوئے عرض کرنے لگے حضور! مجھے اپنا بنا لیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ غلامی میں آنے کے بعد عجیب سا مطالبہ کرنے لگے کہ حضور! مجھے کسی پردے کے پیچھے چھپالیں اور بڑے بڑے سردارانِ یہودیت کو بلائیں۔ اور ان سے پوچھیں کہ میرے متعلق ان کا کیا خیال ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرداران یہودیت کو بلایا، ان سے پوچھا بتاؤ عبداللہ بن سلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ فوراً کہنے لگے وہ تو شریف ابن شریف ہے، عالم ابن عالم ہے۔ سردار ابن سردار ہے اس کا مقابلہ کہاں، وہ تو

بڑا لاجواب آدمی ہے۔ ابھی وہ یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پردے سے باہر آئے اور کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جب انہوں نے یہ منظر دیکھا بدبخت فوراً اپنی زبان سے پھر گئے کہنے لگے یہ تو بہت شرارتی ہے اس کا باپ بھی شرارتی تھا، یہ تو جاہل ابن جاہل ہے اور ظالم ابن ظالم ہے۔ یہ وہ بدبخت انسان تھے جن پر مہر ربانی ثبت ہو چکی تھی کہ یہ اسلام قبول نہیں کریں گے وگرنہ کوئی شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے لوگوں کو سچی تعلیمات سے آگاہ نہ فرمایا یا ابوجہل یہ نہ جانتا تھا کہ آپ اللہ کے سچے نبی ورسول ہیں یا عبداللہ ابن ابی کی نظروں سے کوئی بات اوجھل تھی۔ بالکل غلط ہے ہر ایک جانتا تھا کہ آپ ہی اللہ کے سچے رسول ہیں۔ محض ضد بازی تھی جو اسلام کو قبول کرنے کے لئے ان کے لئے بہت بڑی رکاوٹ تھی۔

بہرحال جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اب چونکہ آپ یہودیوں کے عالم تھے آپ یہودیت سے مکمل واقف تھے۔ آپ کے ذہن میں خیال آیا کہ یہودیوں کے مذہب میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام ہے اور اسلام میں اونٹ کا گوشت کھانا فرض نہیں جائز وحلال تو ہے لیکن یہ بات نہیں کہ ضروری کھایا جائے۔ چنانچہ آپ نے سوچا کہ کیوں نہ میں دونوں مذاہب پہ علم کرلوں اور گوشت نہ ہی کھاؤں۔ چنانچہ ان کی سوچ کے پیش نظر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً

اے ایمان والوں اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

یہ نہ دیکھو کہ یہودیت کیا کہتی ہے۔ عیسائیت کے ہاں کیا ہے، فلاں کیا کہتا ہے، فلاں کیا کہتا ہے بس ایک راستے کو اپناؤ اور پرچم اسلام بلند کرتے چلو۔ اس سوچ وبچار سے خود کو بری کر ڈالو کہ فلاں کیا کہتا ہے اور فلاں کیا کہے گا۔ بس میرے محبوب کے دامن کرم ولطف سے وابستہ ہو جاؤ اور مسلمانی کا حق ادا کر ڈالو اور سچی بات بھی یہی ہے کہ

ہمیں کسی اور طرف جانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہر چیز قرآن میں موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے لئے مشعل ہدایت ہیں اور دنیا جہاں کی ہر نعمت اسی محبوب کے فیضان کرم سے ملتی ہے۔ معاشرت ہو، معیشت ہو، سیاست ہو جو کچھ اللہ کے نبی نے اپنے رب سے اپنی امت کو لے کر دیا ہے اس کا تو جواب نہیں ملتا اس لئے ادھر ادھر منہ ماری کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہماری حکومتیں کبھی بش کو اور کبھی کسی اور پش کو خوش کرنے بیٹھ جاتی ہیں کبھی مسئلہ سود لئے بیٹھے ہیں اور جس طرح ہمارے مشرف نے آج کہا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی اسلام کے خلاف نہیں۔ معاذ اللہ! کوئی شخص ان سے پوچھے کہ آپ نے کبھی اسلام کا مطالعہ بھی کیا ہے کبھی قرآن کو کھولا تک بھی ہے، کبھی نماز بھی پڑھی ہے آپ کب سے مفتی بن گئے ہو اور کہاں سے آپ نے سند فتویٰ حاصل کی ہے آپ تو بھولے بھالے لوگ ہیں۔ آپ کو کیا ضرورت ہے اسلام کے بارے میں پریشان ہونے کی اور اہل ایمان کو پریشان کرنے کی۔ آپ جہاں لگے ہوئے ہیں لگے رہیں۔ آپ کو خواہ مخواہ غم کرنے کی ضرورت نہیں۔

اسلام نام ہے محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا:

بہرحال میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رب فرما رہا ہے کہ اسلام میں نیم دلی سے نہیں آنا بلکہ مکمل ہو کے آنا ہے سر تسلیم خم کر کے آنا ہے کہ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں، جو یار کے مزاج میں آجائے۔ اسی پہ اپنی خواہشات قربان کرنا اسی کا نام اطاعت ہے۔ غور فرمائیں شراب کی حرمت کے بارے میں آخری حکم ربانی آ گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا شراب حرام۔ اب محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار کی زبان سے یہ فرمان سننا ہی تھا۔ گھروں میں شراب کے مٹکوں کو توڑا جا رہا ہے، شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہہ رہی ہے اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا مدینہ کی گلیاں شراب کی نہروں کی مانند ہوں، شراب کو سب نے اس طرح خود سے دور کیا جیسے ان کے لئے زہر قاتل ہو اور پھر اس اعلان کے بعد کبھی کسی نے اس کا ارتکاب نہ کیا۔ یہ

محبت واطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ہے۔اور سچی بات بھی یہی ہے کہ لفظ ایمان کی اگر توضیح وتشریح کی جائے تو اس کا نقطہ اخیر یہ بنتا ہے کہ ایمان محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔اسلام نام ہے اطاعت مصطفیٰ کا۔حضور صلی اللہ لعیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا،آپ کے فرامین پہ عمل پیرا ہونے کا۔جبکہ ایمان اس شہنشاہ کون ومکان سے اپنے والدین،اولاداور کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر پیار کرنے کا نام ہے۔خود کواہل وعیال کو، اپنے مال وزر کو،عزت وآبرو کو،شان وشوکت کو ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرنے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا جذبہ ایمان ہے۔اگر یہ جذبہ محبت نہ ہو تو ایمان بھی برائے نام ہےاور اگر اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو پھر اسلام کا معنی بھی ادا نہیں ہوتا۔اور اس وقت سب سے زیادہ ضرورت بھی اس امر کی ہے کہ ایمان کا تقاضا محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پورا کرے اور اسلام کا تقاضا اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

شرم وحیا عریانی کے کٹہرے میں:

ذرا خیال فرمائیے زیادہ دور نہیں جاتے ،اپنا باپ ہی ہو،ایک شخص اپنے دوستوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ہوا ہو،بے تکلفی سے دوستوں کے ساتھ گپیں ہانک رہا ہو۔کوئی اس کو ڈر خوف نہیں ہوتا۔ ہر قسم کی بات کر لیتا ہے۔اگر اس کو یہ پتہ چل جائے کہ دروازے کے پیچھے اس کا باپ کھڑا تھا اور اس نے اس کی سب باتیں سن لی ہیں تو اس کے دل پر کیا گزرے گی،وہ خود پہ ناداں نہ ہوگا کہ میں نے یہ کیا کیا۔یہ سب باتیں اس قوم کی ہیں جن میں شرم وحیا کا تھوڑا بہت نام ہو وگرنہ آج کل تو شرم وحیا کے جنازے نکالے جا رہے ہیں بلکہ سننے میں تو یہاں تک آیا ہے کہ آج کل ٹی وی پر ایسے ایسے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں کہ باپ، بیٹا اکٹھے بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتے۔اور یہ بات ایک باپ بھی کہتا ہے اور اس کا بیٹا بھی۔دیکھتے دونوں ہی ہیں لیکن دیکھ کے کہتے ہیں کہ باپ بیٹا اکٹھے نہیں دیکھ سکتے۔باپ، بیٹا تو دور کی بات ہے باپ، بیٹی اکٹھے بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔اس قدر شرم وحیا

کو عریاں کیا جارہا ہے۔

حضرات ذی وقار! خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جن کے پاس ٹی وی۔ میسر نہیں ہے۔ وہ لوگ خدا کا شکرادا کریں کہ غریبی کام آرہی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قیام پاکستان کے وقت بڑی قتل وغارت ہوئی لوگ اپنا سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے ہم نے بھی اپنا گھر چھوڑ کر دریائے اچھ پہ آڈیرہ جمایا تھا۔ حالانکہ اس وقت میں بہت چھوٹا تھا لیکن وہ منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک فقیر قسم کا آدمی ہاتھ میں ڈنڈا لئے سر پر مخصوص قسم کا برتن رکھے ہوئے، مخصوص درویشی حالت میں چلتے ہوئے کہے جارہا ہے ''غریبی اے اج کم آئی ایں'' یعنی جو لوگ امیر تھے انہیں اپنے قتل کا ڈر تھا، موت ان کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہی تھی لیکن یہ سائیں قسم کا لوگ اپنی غریبی پر فخر کر رہا تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آج کوئی شخص غربت کی وجہ سے اسلام پر قائم ہے تو یہ غریبی لاکھوں امیریوں سے بڑھ کر ہے۔

حقانیت اسلام کی بین دلیل:

اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اس وقت زمانے کی تیز وتند ہوائیں یہ بات ثابت کرتی ہیں کہ کفر پوری طرح میدان میں آچکا ہے۔ کس لئے؟ محض مسلمانوں کو ان کی منزل سے ناآشنا کرنے کے لئے، مسلمانوں کو اپنے مرکز سے دور کرنے کے لئے اور آپ اگر حالات پر غور کریں تو یہ بات آپ کو عیاں نظر آئے گی کہ عموماً ایک ہندو کو اپنے ہندی نظریات سے کوئی دلچسپی نہیں، ایک عیسائی، عیسائیت سے مایوس ہو چکا ہے، ایک یہودی میں یہودیت کو پھیلانے کا کوئی شوق نہیں۔ ساری دنیا کے کامولسٹ اور دوسرے بے ایمان کسی کو اپنے مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ سب کا ایک ہی مشن ہے کہ اسلام کو مٹا دیا جائے۔ اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔ ان کے دلوں میں یہ بات قطعاً نہیں کہ ہم بچ جائیں۔ ہمارا مذہب بچ جائے، اپنے مذہب کے بارے میں انہیں کوئی خوش فہمی نہیں صرف اسلام کے خلاف پروپیگنڈا ان کا مقصد حیات ہے اور سچی بات یہ ہے کہ یہ

حقانیت اسلام کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ ان لوگوں کو تو اپنے مذہب کی بھی غیرت نہیں جو کہ ایک مسلمان کے اندر ہوتی ہے۔

نومسلم انگریز کا فیصلہ:

غالباً یہ 1986ء کی بات ہے کہ انگلینڈ کے شہر مانچسٹر میں ایک انگریز مسلمان ہوا جن کا نام ڈاکٹر محمد ہارون تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ میں نے بھی ان کی چار پانچ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس بات پر روشنی ڈالے ہوئے کہتے ہیں کہ Why i did become a Muslim. میں مسلمان کیوں ہوا، اس کتاب میں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''مسلمانوں میں اتنی بات ضرور ہے کہ اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد انہیں اپنے نبی سے محبت بھی ہے اور غیرت بھی۔ لیکن عیسائیوں میں یہ بات نہیں۔'' انہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام کی غیرت کا کوئی خیال نہیں۔ اگر انہیں اپنے نبی کی عزت وعظمت کا خیال ہو تو یہ کبھی بھی یہودیوں کی سرپرستی نہ کریں۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا، ان کو گالیاں دیں، حضرت مریم علیہا السلام کی پاک دامنی پر اعتراضات کئے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دینے کا جو پروپیگنڈا انہوں نے رچایا ہوا ہے، ان کے اپنے عقیدے کے مطابق ان کو پھانسی یہودیوں نے دی لیکن آج دیکھیں یہ اپنے نبی کے قاتلوں سے کس قدر گہرے مراسم قائم کئے ہوئے ہیں کس لئے محض مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے، پوری دنیا میں صرف مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے یہودیوں کی سرپرستی کی جارہی ہے۔ کوئی ان کو شرم وحیا نہیں بلکہ پچھلے دنوں میں بش نے بار بار یہ بات کہی کہ اسرائیل کو رک جانا چاہئے لیکن شیرون نے اس کو کہا کہ یہ بش کتے کی طرح بھونکتا ہے اور پھر واقعی اس کی شیخی کرکری ہو گئی اور یہ کتوں کی طرح دم ہلاتا ہلاتا پیچھے بھاگنے لگا اتنا کچھ ہونے کے باوجود ان کو کسی قسم کی کوئی غیرت نہیں کوئی شرم وحیا نہیں۔

مرکز محبت، ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس لئے عزیزان گرامی قدر! ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ کم از کم اپنے حلقے میں، اپنے اپنے احباب واعزا کو یہ درس دیں کہ میاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وغیرت کو اپنی زندگیوں کا نشانہ اخیر بنالو اور اپنی زندگی اپنے آقا کے نام لگادو، اس حبیب مکرم کے ساتھ وفا کرو جب تم اس محبوب سے وفا کرو گے تو بقول حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کہ رب کائنات فرماتا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے گویا اس بات کو ظاہر فرمایا ہے کہ رب فرماتا ہے کہ میں نے تم میں اپنا محبوب بھیجا ہے تم اس سے وفا کر کے تو دیکھو کائنات کی شہنشاہی تمہارے نام نہ کردوں تو کہنا، پھر دیکھنا تمہارے اوپر میں کون کون سی رحمتوں کا نزول فرماتا ہوں۔ آپ دیکھیں صلاح الدین ایوبی ہیں۔ نورالدین زنگی کو دیکھ لیجئے، کس قدر عزت واکرام کے حامل افراد ہیں کتنی ان کی عظمتیں اور شہرتیں ہیں، کس بناء پر؟ محض اس لئے کہ انہوں نے اپنے نبی سے وفا کی ہے، علماء کرام میں دیکھ لیجئے، شاعروں میں دیکھیں۔ غالب بھی شاعر ہے، ذوق بھی شاعر ہے، داغ بھی شاعر ہے اس کے علاوہ اور بھی اردو کے بڑے بڑے شاعر ہیں لیکن جو مقام جو رتبہ ومرتبہ حضرت علامہ اقبال کے نصیب میں آیا کسی اور کے صفحہ قسمت میں کہاں؟ کیوں؟ محض اپنے نبی سے محبت کی بنا پر۔ بلکہ جس جس نے اس کریم آقا سے وفاداری کا دم بھرا ہے رب کائنات نے اس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمایا ہے۔

اس لئے حضرات گرامی! ہم کو چاہئے کہ ہم غور وخوض کریں آیا، ہماری کوئی دینی ذمہ داری ہے کہ نہیں ہمیں اپنے آقا کو خوش کرنے کے لئے کون سا کام کرنا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے کے لئے کون سا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے

اور خاص طور پر وہ حضرات جن کو رب نے جوانی عطا فرمائی ہے حدیث پاک میں آتا ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ جوانی اور حسن دونوں عطا فرمائے وہ بندہ اپنی جوانی بھی اور اپنا حسن بھی اپنے اللہ کی رضا کے لئے وقف کر دے اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے اپنے اس بندے پر فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے یہی تو ہے جو میرا سچا بندہ ہے اب اس حدیث پاک کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھیں کہ ہمارے نوجوانوں کا کیا حال ہے۔ کوئی کسی کا سپاہی بنا پھرتا ہے کوئی کسی کا ٹاؤٹ اور کوئی کسی کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ جوانیاں ضائع، دل ویران اور عقلیں برباد ہو رہی ہیں، لیکن اگر فرض کیا جائے کہ بندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو اپنی منزل مقصود بنا لے تو پھر آدمی کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے وفا کی جائے، آپ کے ساتھ نبھا کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکار جمیلہ کو عام کیا جائے تو پھر کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔

کل میرے پاس راولپنڈی سے میاں بیوی آئے دونوں عنقریب عمرہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں میں اس عورت کو بڑی مدت سے جانتا ہوں۔ بہن نیک اور پارسا خاتون ہے اور گاہے بگاہے اس کو بزرگان دین کی زیارات بھی ہوتی رہتی ہیں، بلکہ راولپنڈی میں بھی یہ اپنی قائم کردہ اکیڈمی بنام باجوہ اکیڈمی بہت شہرت کے حامل ہیں۔ اس اکیڈمی کے بہترین نتائج ہوتے ہیں بہرحال یہ خاتون مجھے کہتی ہے کہ پچھلے دنوں ہم نے محفل میلاد منعقد کی تو میں اس محفل میں زار و قطار رو رہی تھی کہ روتے روتے اچانک مجھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے کچھ خدام تھے۔ ان میں سے ایک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ان کا بھی نام لکھ لو کیونکہ ان کی بھی حاضری قبول ہو گئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے گفتگو مبارک کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس محبوب کی محفل میلاد منعقد کرتا ہے وہ خداموں سے خود اس کا نام لکھوا لیتے ہیں، یہ گویا ایک بہت عظیم بات تھی، پھر کہتے

ہیں میرا نام لکھا گیا اور اسی کی برکت سے ہمارا عمرے کا پروگرام بنا۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی کی اتنی بھی نیکی نہیں رکھتے۔ اس کو کما حقہ جزا عطا فرماتے ہیں۔ تو جو نوجوان اپنا تن من دھن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر وقف کر کے میدان میں نکلے، اقبال کا شاہین بن جائے، شیر خدا کا مشیر بن جائے خالد بن ولید کی تلوار بن جائے تو پھر اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کیسے لطف و کرم سے نہ نوازیں گے۔

اللہ ذوالجلال نے اپنے محبوب مکرم علیہ التحیۃ والثناء کو مرکز محبت ٹھہرایا ہے اور پوری کائنات میں آپ کو ایسا مقام محبوب عطا فرمایا ہے کہ انسان، حیوان، فرشتے جانور بلکہ پہاڑ تک بھی اس محبوب سے محبت کرتے ہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

احد جبل یحبنا و نحبه

احد دیکھنے میں تو ایک پہاڑ ہے لیکن وہ ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں محبت تو ہوتی ہے دل میں آیا پہاڑ کا دل ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بھی محبت ہوتی ہے جن کا دل نہیں ہوتا اور جن کا دل نہیں ہوتا ان کی بھی ہر بات جانتے ہیں چہ جائیکہ دل والوں کی نہ جانیں۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لکڑیوں کو محبت تھی روایات میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں لکڑی کے لگے تنے سے ٹیک لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے کچھ لوگوں نے عرض کی حضور! آپ کے لئے منبر نہ بنالیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنایا گیا جو کہ اس تنے سے کوسوں دور نہیں بلکہ ایک یا دو قدم کے فاصلے پر رکھا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرمانے لگے تو وہ تنا ہجر رسول میں رو پڑا، بقول مولانا روم علیہ الرحمہ

استن حنانہ در ہجر رسول
نالہ مزا ہمچور باب عقول

کہ وہ لکڑی کا تنا ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے روتا تھا جیسے عقل والے لوگ روتے ہیں اور اس تنے کا رونا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ سنتے تھے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سنتے تھے، پھر کیا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اُترے اس تنے کے قریب آکر اس پر اپنا دست مقدس پھیرا تو وہ اتنا ایسے ہی آہستہ آہستہ چپ ہوا جیسے ایک بچہ رورہا ہو اور ماں اس کو چپ کروانے کے لئے اس پر اپنا پیار بھرا ہاتھ پھیرے اور وہ آہستہ آہستہ چپ ہو جاتا ہے۔

ذرا خیال فرمایئے جس محبوب کا عشق ایک لکڑی کے سینے میں ہے پہاڑوں کے ذرّے ذرّے میں ہو اس محبوب کے عشق کا کلمہ خوانوں پہ کتنا حق ہے، پہاڑوں اور جانوروں کی بات تو چھوڑیئے انسانوں کے اس محبوب دلربا کے عشق میں عجیب عجیب واقعات ہیں۔

حضرت ذالبجادین رضی اللہ عنہ مکہ شریف میں رہتے تھے ان کے والد کا انتقال ہو گیا، ان کی والدہ نے ان کے چچا سے نکاح کر لیا۔ چنانچہ گھر سارا ساز و سامان چچا کے گھر منتقل ہو گیا ان کے چچا نے ان کو اونٹ چرانے پر معمور کر دیا، چنانچہ روزانہ اونٹ چروانے کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ اس دوران اگر کوئی ایسا خوش نصیب ملتا جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دے کر واپس آرہا ہوتا تو اس سے پوچھتے کوئی نئی آیت نازل ہوئی ہے اگر ہوتی تو اسے فوراً حفظ کر لیتے الغرض اسی طرح وقت گزرتا گیا، کچھ عرصے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف ہجرت فرمائی، اس کے بعد فتح مکہ ہوا۔ ہزاروں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے لیکن ان کا چچا ایمان نہ لایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ ایک دن یہ اپنے چچا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہزاروں لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے لیکن مجھے اس بات پر نہایت افسوس ہے کہ آپ ابھی تک ایمان نہیں لائے حالانکہ اس وقت تو اسلام کی نہریں بہہ رہی ہیں میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے

آیا ہوں، چچا کہنے لگا، اچھا، یہ بات ہے تو میں تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔ تمہارے کپڑے بھی اتر والوں گا اور جائیداد میں سے تمہیں ایک پائی بھی نہ دوں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بالآخر ماں نے ایک کمبل کو دو ٹکڑے کر کے ایک کو کمر سے باندھ لیا اور ایک اوپر لے لیا اور مسافرانہ وعاشقانہ انداز میں بارگاہ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔ اسی حالت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور کمبل کے دونوں ٹکڑوں کی مناسبت کی وجہ سے ذالبجادین لقب عطا فرمایا، ایک دن یہ اپنے انداز میں قرآن حکیم کی تلاوت کر رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا۔ اس خیال سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ہے گویا آہستہ پڑھا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کو کچھ نہ کہا کرو۔ گویا اس کا کوئی اور حساب کتاب ہے یہ تو عشق میں سب کچھ چھوڑ کر ہمارے پاس آیا ہے، بہر حال کچھ دنوں کے بعد تبوک کا میدان قائم ہوا۔ حضرت ذالبجادین وہاں گئے۔ اور بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ جناب صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان کی قبر کھود رہے تھے اور کسی صحابہ نے لالٹین وغیرہ پکڑی ہوئی تھی۔ اس لمحے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے دعا فرما رہے تھے کہ یا اللہ! میں اب تک اس پہ راضی ہوں تو بھی اس پہ راضی ہو جا۔ پھر کہتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہ الرضوان رو رو کر یہ کہتے تھے کہ کاش اس جگہ ہم ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا سرٹیفکیٹ ہمیں نصیب ہوتا ہے۔

عزیزان گرامی قدر!

اب بھی سب کچھ ہے محبت کے خریداروں کو
حسن یوسف بھی ہے اور مصر کا بازار بھی ہے

اب بھی کوئی اس محبوب دلربا سے وفا کر کے تو دیکھے، رب ذوالجلال کے فضل وکرم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے باقاعدہ جواب بھی ملتا ہے اور رسید بھی ملتی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال مبارک ہوا۔ ملک شام کے ایک بزرگ کی خواب میں جناب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا انتظار فرما رہے ہیں، عرض کی حضور! کسی کا انتظار ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں، احمد رضا ہندی کا انتظار کر رہا ہوں۔ وہ بزرگ صبح بیدار ہوئے سرہند شریف کا قصد کیا، وہاں پہنچے، اعلیٰ حضرت کے بارے میں پوچھا، کسی نے بتایا وہ فلاں تاریخ کو وصال فرما گئے ہیں۔ جو تاریخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب اعلیٰ حضرت کے انتظار کی فرمائی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہی تاریخ اعلیٰ حضرت کے وصال کی تھی۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کوئی اس محبوب سے یاری لگا کر پھر نبھا کر تو دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسی کیسی رحمتیں فرماتے ہیں۔

حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کو خواب میں اشارہ ہوا کہ آپ سرہند شریف جائیں صبح ہوئی ایک مست ملنگ بھی آپ کی بارگاہ میں آیا، آکر کہنے لگا، حضور! گزشتہ رات جو آپ کو خواب آیا ہے بہت شاندار خواب ہے آپ اس پہ فوری عمل کیجئے، اس میں آپ کا بڑا فائدہ ہے چنانچہ آپ نے فوراً سرہند شریف کا قصد کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دربار مقدس پہ حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں ایک گھنٹہ تک روضہ مبارک پہ یوں محسوس ہوا جیسے حضرت مجدد پاک بالکل سامنے تشریف فرما ہیں اور میرے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں، گفتگو کے آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا، اقبال! مبارک ہو تم پہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے ہیں، کیونکہ جو کام تمہارے ذمے تھا وہ تم نے پورا کر دکھایا ہے۔

زائران حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں جو آپ کے باغی ہیں، جو

آپ سے پھر گئے ہیں۔ اس زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کب فرشتہ اجل آن پہنچے لیکن بندے کو اپنے دل میں عہد کر لینا چاہئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا ہوں۔ آپ کے ہر مخالف سے میری جنگ ہے جو لوگ امت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے ساز باز کرتے ہیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بس آپ کا غلام ہوں۔ پھر اس عہد پر تھوڑا بہت عمل کر کے دیکھئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے مہربان و شفیق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ آمین!

شانِ رسولِ اکرم
بزبانِ مجددِ اعظم

غلام مصطفی مجددی ایم اے

شانِ لولاک:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''حقیقت محمدی جو حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال طے کرنے کے بصد آخر کار اس فقیر پر ظاہر ہوئی ہے۔ محبت کا تعین اور ظہور ہے، تمام مظاہر کا مبدا اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے۔ جیسے حدیث قدسی ہے۔

کنت کنزًا مخفیا فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق لا عرف ۔

اوّل اوّل جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے ظاہر ہوئی محبت ہے کہ جو مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی، اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور (سب) عالم عدم میں راسخ اور مستمر رہتے۔ حدیث قدسی ہے۔

"لولاك لما خلقت الافلاك"

جو حضرت خاتم الرسل کی شان میں آئی ہے کا بھید بھی اسی میں ہوا چاہئے اور **"لولاك لما اظهرت الربوبية"** کی حقیقت کو اسی پر طلب کرنا چاہئے۔''

(مکتوب ۱۲۲ دفتر سوم)

حقیقت محمدی جو ظہور اول میں سب سے بڑی حقیقت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے تمام حقائق کیا انبیاء کرام علیہم السلام اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق کا اصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**اوّل ما خلق الله نوری**'' بس یہی حقیقت تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اور آنحضرت کے واسطہ کے بعد کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ تمام انبیاء و مرسلین کے بھی نبی ہیں اور آپ کا تشریف لانا جہان کے لئے رحمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت کے آپ کی اتباع طلب کرتے رہے اور آپ کی اُمت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے، جیسا کہ

حدیث میں وارد ہے۔" (ایضاً)

☆......"اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ دراں حالیکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کی حالت میں تھے۔" (مکتوب از دفتر دوم)

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

☆...... جاننا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دیگر انسانوں کی طرح نہیں کہ آپ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا"خلقت من نور الله" کسی دوسرے کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی۔"

☆......"مشہور ہے کہ علم جملی جو صفات اضافیہ میں سے ہیں۔ آنحضرت ایک نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے اور مصلحتوں کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے دنیا میں جلوہ گر ہوئے، اور محمد واحمد کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے۔" (مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم)

ضروری گزارش:

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد اور امہات وجدات، پاک وصاف تھیں، خصوصاً آپ کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبداللہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے دور کی جملہ آلائشوں سے محفوظ رہے، کفر وشرک کی گھٹائیں ان سے کوسوں دور رہیں، اس لئے ان کے سلب ورحم میں "نور خدا" اپنی تمام تر تجلیوں سمیت پرورش پا رہا تھا۔

مسئلہ نفی ظل:

صدر اول سے لے کر آج تک مشاہیر اُمت کی غالب جماعت کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں:

☆...... ''چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم ممکنات میں سے نہیں بلکہ اس سے بلند وارفع امکان سے پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا۔ اور لطیف اتر اس عالم شہادت میں شے کا سایہ شے سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حضور علیہ السلام سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ کے جسم مبارک کا سایہ کس طرح متصور ہو سکتا۔'' (مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم)

اسی طرح آپ واجب تعالیٰ کے عدم ظل پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم ظل کو بطور دلیل پیش کرتے فرماتے ہیں۔

☆...... ''اللہ تبارک وتعالیٰ کا ظل کیوں ہو کہ ظل سے مثل کے پیدا ہونے کا گمان گزرتا ہے اور اصل میں کمال لطافت کے نہ ہونے کا شک پیدا ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کا کمال لطافت کے باعث نہیں تھا تو خدائے محمد کا سایہ کس طرح ہوتا۔'' (مکتوب ۱۲۲ دفتر سوم)

اپنے جیسا بشر کہنا:

جملہ اہل ایمان نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بشریت محضہ کیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور افضل البشر، اکمل الانسان ہیں۔ بشر نہیں محض اور عام انسان سمجھنا کفار مکہ ومنافقین مدینہ کا شیوہ تو ہو سکتا ہے اصحاب کبار اور آل اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نہیں، حضرت امام قدس سرہ فرماتے ہیں:

''او در یتیم است کہ مانند ندارد''

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے گوہر یکتا ہیں، ان کی مثال نہیں (شرح رباعیات باقی رسائل مجددیہ ص ۲۲۹، مطبوعہ لاہور) مزید فرماتے ہیں۔

☆ ...... "امت میں سے کوئی شخص کمالات میں کتنا ہی بلند درجہ حاصل رکھتا ہوا اپنے پیغمبر کے ساتھ برابری نہیں کر سکتا کیونکہ اس کو یہ سب کمالات اس پیغمبر کی شریعت کی متابعت کے باعث حاصل ہوئے ہیں۔ پس اس پیغمبر یہ سب کمالات بھی اور دوسرے تابعداروں کے کمالات بھی اور اپنے مخصوص کمالات بھی ثابت و حاصل ہوں گے۔ اس طرح وہ شخص کامل اپنے پیغمبر کے کسی دوسرے دوسرے پیغمبر کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، اگرچہ کسی نے اس پیغمبر کی متابعت نہ کی ہو، اور اس کی دعوت کو قبول نہ کیا ہو، کیونکہ ہر ایک پیغمبر اصلی استقلالی پر صاحب دعوت اور شریعت کی تبلیغ پر مامور ہے۔"

(مکتوب ۸۷ دفتر سوم)

☆ ...... "جن محجوبوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت و رحمت عالمیان کے طور پر دیکھا اور دیگر لوگوں سے ممتاز سمجھا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہو گئے۔

(مکتوب ۶۴ دفتر سوم)

☆ ...... "بسا اوقات جاہل لوگ جہالت سے نفس مطمئنہ کو امارہ تصور کرنے کے احکام مطمعنہ پر جاری کرتے ہیں۔ جس طرح کفار نے انبیاء کرام کو دوسرے لوگوں کی طرح جانا اور کمالات نبوت کے منکر ہو گئے۔

اعاذنا اللہ سبحانہ عن انکار ہو لاء الاکابر" (مکتوب ۱۰۱ دفتر اول)

کاملین و عارفین کے اسرار و معارف اور کمالات و تصرفات کے اظہار میں جملہ اور حکمتوں کے ایک حکمت یہ ہوتی ہے کہ کم نظر لوگ ان کی دنیوی و ظاہری آرزوؤں اور ضرورتوں کو دیکھ کر ان کو ناقص نہ سمجھ لیں اور اس راز کی برکات سے محروم رہے، اس کی یہی

وجہ تھی کہ ان کی نظر انبیاء کرام کی ظاہری ضرورتوں اور حاجتوں پر پڑی ''فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا'' کہہ اٹھے بشر ہمیں ہدایت دیں گے تو کافر ہو گئے۔''

(مکتوب ۱۰۱ دفتر اول)

انبیاء کرام کے ساتھ شرکت ومساوات کا عقیدہ رکھنا کفر ہے''۔

(مکتوب ۹۹ دفتر دوم)

ضروری گزارش:

اہل کفر ونفاق کا حضور تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا اور اس کی تشہیر کرنا صرف اس لئے تھا اور ہے کہ اہل ایمان کے دل سے ان کی عقیدت جائے، ان کا احترام ختم ہو جائے، ظاہر ہے کوئی انسان اپنے جسے انسان کو عزت واحترام کی نگاہ سے نہیں دیکھتا نیز اپنے جیسے انسان کی اطاعت کو ضروری نہیں سمجھتا ایمان سوز فتنہ ہے جس کی خوفنا کی کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جب یہ فتنہ برصغیر میں سر اٹھا رہا تھا۔ پہلے اکبر اعظم اور بعد میں انگریز اس کی پشت پناہی کر رہے تھے، تو حضرت مجدد اور اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کو خبردار کیا۔ اس کی خوفنا کی کا احساس دلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال کمالات ومحاسن بیان کر کے ان ایمانوں کو تازہ کیا، یقینوں کو سہارا دیا، جس طرح انہوں نے اپنے آقا کی لاجواب شان وعظمت بیان کی۔ اس کی ایک جھلک دیکھ کر دل کو نور وفا سے منور کیجئے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

☆...... ''مقام تسلیم ورضا سے پرے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا قدم نہیں پہنچا ''لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل'' میں اس مقام کی خبر دی ہے۔ (مکتوب ۷ دفتر دوم)

☆...... ''قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب ہوں گے اور ان کے شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ انہوں نے اپنے حق میں فرمایا ''نحن الاخرون

ونحن السابقون“ (مکتوب ادفتر دوم)

☆......”حضرت آدم اور دیگر انبیاء کرام ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔“
(مکتوب ۷ دفتر دوم)

☆......”آج ان کی شان کون پہچان سکے۔ البتہ میدان حشر میں ان کی بزرگی وعظمت معلوم ہوگی۔“ (ایضاً)

ایسے بے شمار فضائل ومحامد آپ نے بیان کئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یکتائی تمام مسلمانوں کے جان ودل پر نقش ہو جائے اور وہ اپنے رسول اکرم نبی معظم سے اپنی جان سے زیادہ محبت کریں، تہہ دل سے احترام کریں نیز ان کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں۔

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

تمام امت مرحومہ کا اس عقیدے پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیگر برگزیدہ نبی اور نبی ختم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اپنی قبور منورہ میں زندہ وجاوید ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے اپنے غلاموں کو نوازتے ہیں۔ ہمارے حضور سراپا نور اس وصف میں بھی شان خصوصی کے حامل ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

☆......”آپ نے سنا ہوگا کہ الانبیاء یصلون فی القبور نبی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات جب حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی وقت آسمان پر پہنچے تو ان کو وہاں پایا۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب وغریب ہیں۔“ (دفتر دوم مکتوب ۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اول وآخر کا علم عطا فرمایا، اس پر

صحاح وسنن کی احادیث مبارکہ گواہ ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

☆ ...... ''علم غیب مخصوص بہ اوست خلص رسل را اطلاع می بخشد'' یعنی علم غیب جو اس کے ساتھ مخصوص ہے (سکی) اپنے خاص رسولوں کو اطلاع بخشتا ہے۔''

(مکتوب ۳۱۰ دفتر اول)

☆ ...... حروف مقعات قرآنی سب نے سب حالات کی حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز اور اشارے ہیں جو محبّ اور محبوب کے درمیان وارد ہیں، اور کون ہے جو ان کو پا سکے۔'' (مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم)

☆ ...... ''حدیث نفیس ہے ''انا سیّد ولد ادم ...... **فعلت علم الاولین والاخرین**'' میں نبی آدم کا سردار ہوں...... پس میں نے پہلوں اور پچھلوں کا علم جان لیا۔ (مکتوب ۱۲۲ دفتر سوم)

☆ ...... ''نبوت سے مراد وہ درجہ ہے جس میں ایسی نظر حاصل ہوتی ہے کہ اس کی روشنی میں غیب اور دیگر امور ظاہر ہوتے ہیں، جن کا ادراک عقل نہیں کر سکتی''۔

(اثبات النبوۃ ص ۲۷، مطبوعہ کراچی)

☆ ...... ''عارف جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حصول ظلیت کی قید سے نکل جاتا ہے تو موجودات کے ذرّات میں سے ہر ایک ذریعہ یعنی عرض وجوہر اور آفاق وانفس اس کے لئے گویا غیب الغیب کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ (مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فریاد رس ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق کا فریاد رس، چارہ ساز اور حاجت روا بنا کر بھیجا۔ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کر دیکھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اس کے درد کا مداوا بن جاتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ...... ’’ایک دن یہ خوف غالب ہوا کہ مبادا ان کشفوں پر مواخذہ کریں اور وہمی باتوں کی نسبت پوچھیں۔ اس خوف کے غلبہ نے بہت بے قرار کیا اور بارگاہِ الٰہی میں بڑی التجا اور زاری کی، یہ حالت بہت مدت تک رہی۔ اتفاقاً اس حالت میں ایک بزرگ کے مزار پر گزر ہوا اور اس معاملہ میں اس عزیز کو گار بنایا، اسی اثناء میں خداوند تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوئی اور معاملہ کی حقیقت کھل گئی اور حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمت عالمیان ہیں کی روح مبارک نے حضور فرمایا، اور دل غم ناک کو تسلی دی اور معلوم ہوا کہ قرب الٰہی ہی فضل کلی کا موجب ہے۔ (مکتوب ۲۲۰ دفتر اول)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی صاحب مزار کو اپنا مددگار بنانا جائز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی رحمت ورأفت سے نوازتے ہیں، ان کے غم وملال کو دور کرتے ہیں اور ان کو منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ’’نبی کا باطن حق کے ساتھ اور ظاہر خلق کے ساتھ ہوتا ہے۔‘‘ (مکتوب ۹۵ دفتر اول)

گویا نبی خدا سے غافل ہوتا ہے، نہ مخلوق سے وہ خالق ومخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ ہوتا ہے۔ خالق سے فیض لے کر مخلوق حاجت براری مشکل کشائی اور غم گساری فرماتا ہے، ایک جگہ اور فرماتے ہیں۔

☆ ...... ’’اس صاحب استدلال پر نہایت ہی افسوس ہے جو ایمان کو صرف استدلال سے حاصل کرے اور انبیاء کرام کی تقلید اس کی دستگیری اور امداد نہ کرے‘‘۔

(مکتوب ۲۷۲ دفتر اول)

معلوم ہوا کہ امام ربانی کے نزدیک ایمان کی صحیح صورت اسے نصیب ہوتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سہارا دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں:

قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید وشاہد کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے

اور شہید و شاہد کا معنی حاضر و ناظر ہے۔(مفردات راغب اصفہانی)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ حدیث **تنام عینی ولا ینام قلبی**" (بخاری وموطا شریف) کی شرح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی تائید فرماتے ہیں:

"نبی در رنگ شبان استد محافظت امت، غفلت شایان منصب نبوت اور رشد نہ باشد کہ نبی امت کا نگہبان ہوتا ہے اور غفلت اس کے منصب نبوت کے لائق نہیں۔" (مکتوب ۹۹ دفتر اول)

آپ اپنا ایک کشف صریح بیان فرماتے ہی جس سے بھی اس عقیدے کی تصدیق ہوتی ہے، پیر بزرگوار کو لکھتے ہیں کہ:

☆......"یہ رسالہ بعض یاروں کی التماس سے لکھا گیا ہے، واقعی رسالہ بے نظیر اور بڑی برکتوں والا ہے، اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں اس قسم کا اعتقاد حاصل کرنا چاہئے......اور اسی مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکسار کو اس واقعہ کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔"

(مکتوب ۱۲ دفتر اول)

برکریماں کارہا دشوار نیست

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف عظیم حیات ظاہری تک محدود نہیں حیات برزخی میں بھی آپ اپنی اُمت کے احوال و افعال کو مشاہدہ فرماتے ہیں۔ نیز جہاں چاہیں جلوہ طراز ہو کر اہل نظر کو شاد کام کرتے ہیں' ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو مقام بہت بلند ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اس شان کے حامل ہیں جیسا کہ امام ربانی نے تصریح فرمائی:

☆......"جب جنات کواللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی کہ وہ مختلف شکلوں کے ساتھ متشکل ہوکر عجیب وغریب کام کر لیتے ہیں، اگر کاملین کی ارواح کو یہ قدرت عطا فرما دیں تو اس میں کیا تعجب اور دوسرے بدن کی کیا حاجت، اسی سلسلے کی کڑی وہ واقعات ہیں جو بعض اولیاء کرام سے منقول ہیں کہ وہ ایک ہی آن میں متعدد مقامات میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام انجام دیتے ہیں، چنانچہ ہزار افراد ایک ہی رات واب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف صورتوں میں زیارت کرتے اور بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ سب آپ کی صفات ولطائف ہوتے ہیں جو مثالی صورتوں میں متشکل ہوتے ہیں۔"

(مکتوب ۵۸ دفتر دوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ جلالت میں سب وسیلہ ہیں، کیا انبیاء کا غیر انبیاء سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

☆...... چونکہ ظل کے مطلوب تک پہنچنے میں اصل، واسطہ ووسیلہ ہے۔ اس لئے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ووسیلہ طلب کیا اور ان کی امت میں داخل ہونے کی آرزو فرمائی، جیسا کہ وارد ہے۔"

(مکتوب ۱۱۲ دفتر سوم)

☆......"مرادوں کے سردار اور محبوبوں کے رئیس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ اس دعوت سے مقصود ذاتی اور مدعو اولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور دوسروں کو خواہ مراد ہوں یا مرید حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طفیل بلایا ہے،" "**لولاء لما خلق الله الخلق ولما اظهر الربوبيه**" چونکہ دوسرے سب ان کے طفیل ہیں اور وہ اس دعوت کے اصلی مقصود ہیں اس لئے سب ان کے محتاج ہیں اور انہی کے ذریعے سے فیوض وبرکات اخذ کرتے ہیں اس لحاظ سے اگر سب کو ان کی آل کہیں تو بجا

اور درست ہے، کیونکہ سب ان کے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں اور ان کے وجود کے وسیلے کے کمال حاصل نہیں کر سکتے۔ جب ان سب کا وجود بغیر متصور نہیں ہو سکتا تو دوسرے کمالات جو وجود کے تابع ہیں ان کے وسیلہ کے بغیر کس طرح متصور ہو سکتے ہیں، ہاں محبوب رب العالمین ایسا ہی ہونا چاہئے......

فان فضل رسول اللہ لیس لہ
حد فیعرب عنہ ناطق بغم

شیخ المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے نظریات کی روشنی میں

نبوت اور اس کے متعلقات

از

صوفی محمد صدیق ضیاء

انجینئر تربیلا ڈیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جاننا چاہئے کہ اصل چیز نبیوں اور رسولوں (علیہم السلام) کے ارسال کے اندر ارادۂ حق تبارک وتعالیٰ ہے جو بطریق لطف وکرم صادر ہوتا ہے کہ وہ بذریعہ بعثت ورسالت اپنے بندوں کو خیر سے نزدیک کرے اور شر سے دور کرے اور مظالم کو رفع کرے بس اس ارادہ سے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انبیاء ومرسلین (علیہم السلام) کو مبعوث فرماتا رہا اور ان کے دین کو غالب اور ان کی دلیلوں اور حجتوں کو ظاہر وباہر فرماتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کی بعثت ورسالت سے عالم کا تزکیہ کیا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ۚ

ترجمہ: وہی ہے جس نے اٹھایا (مبعوث کیا) ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا، پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عمدگی اور لوازمِ نبوت سے یہ امر ہے کہ جو شخص نبی ہونے والا ہے اس امر کو تفہیم عقل مندی کرے کہ جمیع افراد بشر میں سے اسے نبوت کے لئے خاص کیا گیا ہے اور نفس ناطقہ کی دونوں قوتوں (عاقلہ اور عاملہ) میں اسے کامل ومکمل کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم کی آیۃً ترجمہ: اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بغیر وساطت کسی فعل وعمل کے انبیاء علیہم السلام کو قوتِ عاقلہ بقدر مزید عطا فرماتا ہے۔ اس امتیاز وتمیز کی وجہ سے عالم غیب سے ان پر وحی نازل ہوتی رہی اور وہ جنت ونار اور ملائکہ وغیرہ امور غیبیہ کا مشاہدہ کرتے رہے اور

واقعات عجیبہ کو بصورت مثالیہ دیکھتے رہے۔اسی قوت کی طرح حدیث الرؤیا الصالحة من ستة واربعین جزء من النبوة ۔ میں اشارہ واقع ہوا ہے یعنی رؤیائے صالحہ نبوت کے چھیالیسویں حصہ سے ایک حصہ ہے۔

اسی طرح انبیاء کرام (علیہم السلام) کی قوتِ عاملہ میں بھی مدد واعانت کی جاتی رہی۔اس کی وجہ سے سمت صالح ان کو نصیب ہوا۔اسی قوت کے سبب سے وہ معاصی سے اجتناب کرتے رہے اور آدابِ طاعات وعبادات اور تدبیر منزل اور سیاتِ مدن کی رعایت کرتے۔اس صورت وطریق سے کہ جس سے بہتر صورت وطریق ممکن نہیں جو انبیائے کرام (علیہم السلام) کے علاوہ کسی اور سے ظہور میں آسکے۔خلق، شجاعت، سخاوت، کفایت، عدالت، شناخت، مصلحت قوم اور استقامت یہ سب قوتِ عاملہ سے حاصل ہوتی ہیں اور اسی قوت عاملہ کے کمال سے عصمت وتحفظ حاصل ہوتا ہے۔

غرض جب یہ دونوں قوتیں جیسی کہ حاصل ہونی چاہئیں کسی شخص کو حاصل ہوتی ہیں تو غیب سے اس کے ہر کام میں مدد اعانت اترتی ہے اور اس کے اعمال وافعال میں برکات عجیبہ ظہور میں آتی ہیں جن کا احصا ممکن نہیں۔

نبی شناسی کا معیار

اگر ناظرین اس سے بھی سہل اور آسان طریق میں مقاماتِ نبوت پہچاننا چاہیں تو ہم کہتے ہیں فرض کریں چار قسم کی شخصیتیں ایک شخص واحد اور تن واحد میں جمع کر دی گئی ہیں اور اس مجموعہ کے نام کو نبی اور پیغمبر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

شخص اوّل:

بادشاہِ عادل، مگر نہ بطریق رسم ورواج بادشاہ بلکہ وہ بادشاہ جو بالطبع منزلت ومرتبہ بادشاہ عالم ہوتا ہے کہ اس کے نفس ناطقہ کا ظل وپرتو لوگوں پر پڑے جس کے سبب سے ان کے درمیان بوجہ احسن اہتمام وانتظام پیدا ہو۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مرتبہ پر

قائم رہے اور قوم کے درمیان ایک قسم کی وحدت اور اتحاد و اتفاق قائم اس اتحاد و اتفاق اور وحدت مدنیہ کے لحاظ سے اہل قلم و اہل علم، سپاہ و فوج، افسران فوج اہل سیاست کاشتکار و نجار وغیرہ جمیع رعایا و برایا ہزار جان ایک قالب کا درجہ رکھتے ہوں اگر ان گروہوں کے درمیان پہلے سے اتحاد و اتفاق قائم نہ ہو تو اس بادشاہ کے ظل عاطفت اور اس کے اقوال و افعال سے از سر نو اتفاق و یگانگت قائم ہو جائے۔

اگر اتفاق و اتحاد پہلے سے قائم ہو تو اس میں ترقی و تضاعف ہوتا جائے اور ہر ایک ناشائستہ امر نیست و نابود ہو جائے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ بخت و اقبال، حکمت عدالت کفایت، شجاعت وغیرہ جمیع امور اور منزلت و مرتبت جو اس بادشاہ کے لئے ہونے ضروری ہیں۔ وہ سب کے سب ''ذاتِ قدسیہ نبی علیہ السلام) میں مشاہدہ کریں۔ آیت کریمہ وَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ میں اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔

شخص دوم:

ایسا حکیم جو حکمت عملیہ میں ممتاز و فائق، علم اخلاق، تدبیر منزل اور سیاست مدن میں مہارت تامہ رکھتا ہو اور نہ صرف یہی بلکہ یہ جمیع صفات تحققاً و تخلقاً پائے جائیں۔ بمطابق کل انا تیسر شح بما فیہ ان ہی صفات کی خو بو اس سے ظاہر ہو۔ آیت کریمہ یُّؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا میں اسی طرف اشارہ ہے۔ نیز قرآن کریم میں جس نبی کا ذکر کیا گیا اتیناہ الحکمۃ بھی اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا شخص:

وہ عارفِ کامل، صوفی کامل اور مرشد کامل ہے جو تہذیب نفس اور تزکیۂ قلب کے طریقوں سے بخوبی واقف ہے۔ مصدر کرامات عجیبہ و مظہر خوارق غریبہ ہے۔ جس نے اپنی

قوتِ ارشاد اور اپنی تاثیر صحبت سے گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہِ راست دکھلائی ہو جس نے سالہا سال ریاضت و مجاہدات سے اپنے نفس کو مہذب کیا ہو اور طاعت و عبادات سے آراستہ و پیراستہ اور عالم اجسام سے عالم ارواح تک رسائی کی ہو مقامات علیہ اور احوال سنیہ حاصل کئے ہوں جیسا کہ صوفیائے کرام و مشائخ عظام کے حالات سے ظاہر ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت وَیُزَکِّیھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ میں ارشاد فرماتا ہے۔

چوتھا شخص:

وہ جبرائیل امین (علیہ السلام) ہے جو سموت میں مطاع اور مکین ہے اور خداوند ذوالجلال اور اس کے انبیاء رسل کے درمیان سفیر اور واسطہ ہے اور وحی والہام اور علم کا فرشتہ ہے اور تدبیر الٰہی کا ایک خارجہ ہے اور ملائکہ مدبرات امر کا سرخیل ہے۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ان کی خاص الخاص صفت ہے۔ اس جگہ جبرائیل (علیہ السلام) سے ہماری مراد وہ قوتِ ملکیہ ہے جو خارجہ تدبیر الٰہی اور واسطہ اخذ علوم خداوندی ہو یعنی اس کی اصل جبلت جبریئلی ہو اور جس کے لئے خطیرۃ القدس کی راہیں کشادہ ہوں۔ اور ملاء اعلیٰ سے جو علوم اس کے عقل اور قلب پر القا ہوں ان کو بسہولت اخذ و جذب کر سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے اثراتِ طیبات

اب دیکھنا چاہئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے اپنے زمانہ بعثت و رسالت میں کس چیز کی جانب اعتنا کیا اور توجہ تام فرمائی اور پھر عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا آثار باقی رہے۔ پس اُس باب میں امر مذکور کے متعلق تمام جزئیات پر نظر ڈالنا چاہئے۔ پھر ان جزئیات سے ان اُمور کلیہ کی طرف ذہن کو منتقل کرنا چاہئے جو ان جزئیات سے منتج ہوتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عالم میں کفر وشرک پھیلا ہوا تھا اور خصوصاً عرب میں لوگ اور دنیا والے حشر ونشر سے انکار کر رہے تھے۔ طاعت وعبادت کو فراموش کئے ہوئے تھے۔ ملت حنفیہ میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب تھی تحریف کر چکے تھے۔ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اول آپ نے شرک کا ابطال کیا اور مجاز وحقیقت کا فرق بتلایا اور تحریفات وتبدیلات کو مٹایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے اذکیائے قوم کے نفوس دین حق کی شعاعیں پڑیں اور انہوں نے اس کی حقانیت کو سمجھا اور آپ کی نصرت واعانت پر کمر باندھی یہاں تک کہ راہِ حق ظاہر ہوئی اور کفر واسلام ممیّز ہوا اور لوگ دین حق میں آنے لگے۔ اس وقت عرب کے لوگ خصوصاً قریش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تعصب کرنے لگے اور روپے ایذا رسانی ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوتِ خداداد سے ان کا مقابلہ فرماتے رہے اور استقامت کو کام میں لائے۔ آپ کے اصحاب آپ کے سپر ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت ومدد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ یہیں تک کہ (یوں سمجھئے) شرابِ عشق کا کوئی جام ایسا نہ تھا جو انہوں نے نہ پیا اور مستی وسکر نہ تھا جو انہیں نہ ہوا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت وجہاد پر مامور ہوئے اور بتوفیق تائید الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مساعی جمیلہ کیں کہ مقدور بشریت میں اس سے زیادہ سعی وکوشش کرنا ممکن نہ تھا اور آپ کے جمیع اصحاب (رضی اللہ عنہم) آپ کی حرکت وجنبش اور آپ کے عزم وارادہ کے ساتھ ساتھ رہتے۔ یہاں تک کہ اسلام کو بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں اور کفار شکست وہزیمت کھانے لگے۔ جاہلیت مٹتی گئی اور کفر وشرک اور ظلم وستم پائمال ہوا۔ جس علم سے لوگ ناآشنا تھے وہ علم ان کے درمیان شائع ہوا اور عداوت وحسد رنج وکینہ ان کے درمیان سے جاتا رہا اور دین حق کے پیرو یک دل

و یک جان ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وہ لوگ روز و شب علم قرآن، علم ایمان یعنی ارکانِ خمسہ اسلام علم احسان یعنی اخلاص فی العبادۃ علم شرائع یعنی تدبیر منزل سیاست مدن آدابِ معیشت، علم دقائق، علم اخلاق، علم فضائل و اعمال، علم مناقب کبرائے اُمت اور علم معاد کی ترویج کرتے تھے۔ اور علامات فتن سے آگاہ حتیٰ کہ یہ علوم ہر کہ و مہ اور صغیر و کبیر تک پہنچے اور سب نے فائدہ اٹھایا مگر جو متعصب اور شقی ازلی تھے۔ بے نصیب رہے اور فائدہ نہ اٹھا سکے۔

(ازالۃ الخفاء دوم ص ۹ تا ۱۱)

نورِ مصطفیٰ اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اول مخلوقات اور اعظم میں سے ہے جیسا کہ قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے متعلق بیان کیا ہے کہ ''اوّل ما خلق الله نوری'' (اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا) (فیوض الحرمین مترجم ص ۲۹۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق سبحانہ تعالیٰ کے آئینہ اور اس کے مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع تعینات اور مظاہر ہے اور تمام کائنات ان کے نور سے ظہور پذیر ہوئی ہے۔ (انفاس العارفین ص ۱۷۳)

وہ بات جو اہل سیر لکھتے ہیں کہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا پھر حضرت شیث کی پیشانی میں آیا پھر فلاں فلاں حضرات کی پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا تا آنکہ حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی پیشانی میں آیا بالکل درست ہے۔ (سطعات ص ۱۴۹)

وقد کان نور الله فینا لمهتد

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان ہر ہدایت کے طلب گار کے لئے اللہ تعالیٰ کا نور ہیں جن کی روشنی میں وہ اپنے جادۂ حیات کو کامیابی سے طے کرتا ہوا

منزلِ مقصود پر رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ (قصیدہ اطیب النغم ص ۵۶۔۷۵)

صفاتِ بشریت حجاب ہیں حقیقت نہیں

صفاتِ بشری (جو انبیاء علیہم السلام میں ہیں) ان کے جمال باکمال کے لئے حجاب ہیں۔ (حقیقت نہیں) (الفوز الکبیر ص ۹)

والد صاحب فرماتے تھے کہ "انا املح واخی یوسف اصبح" کی حدیث سے میرے دل میں حیرت ہوتی تھی کیونکہ ملاحت عشاق کے لئے صباحت سے زیادہ قلق واضطراب کا باعث ہے اور منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام لباس فاخرہ پہن کر جلوہ گر ہوتے تھے تو بہت سے لوگ جمالِ یوسفی کو دیکھ کر مر جاتے تھے اور یہ حقیقت سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی نہیں ہونا چاہئے تھا کہ معاملہ برعکس ہوتا۔ ایک دفعہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس نکتہ کے متعلق میں نے پوچھا، فرمایا اللہ نے میرا جمال غیرت کی وجہ سے لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے۔

(انفاس العارفین ص ۷۲،۷۳، در الثمین حدیث ۲۰)

صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نظر ہے گویا کہ

یہی مراد ہے مثل اس قول سے کہ لولاك لما خلقت الافلاك ۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تمہیں نہ پیدا کرتا تو ان آسمانوں کو بھی نہ پیدا کرتا۔

خمیر آدم کے وقت آپ اعلیٰ نبینا وعلیہ السلام نبی تھے

میں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کنت نبیا وادم منجدل بین الماء والطین کے کیا معنی ہیں تو میری روح پہ روح مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئی اور ایک ایسی صورت مثالیہ

دکھائی گئی جو عالم اجسام میں آنے سے پہلے تھی اور اس کا فیضان بارگاہِ مثال میں نمایاں ہو رہا تھا۔ گویا جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر ہو رہا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارگاہِ مثال میں ظہور تام (مکمل ظہور) تھا اس لئے جب آپ عالم جسمانی میں ظاہر ہوئے اور عالم جسمانی میں منتقل ہوئیں۔ آپ کے ساتھ قوائے مثالیہ تو وہ علوم ظاہر ہوئے جن کا کچھ حساب نہیں۔ درالثمین حدیث ۴ (سطعات ص ۱۴۹ اور فیوض الحرمین ص ۹۸ میں بھی یہ حدیث موجود ہے)

دعائیں اور آمد کی بشارتیں

ودعوة ابراهيم عند بناءه

بمكة بيتا فيه نيل الرغائب

ترجمہ: حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا ہیں جو آپ نے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف تعمیر کرتے وقت مانگی تھی۔ اور اس بیت اللہ میں بندگان خدا کو بڑی بڑی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔

بشارة عيسى والذى عنه عبروا

بسنده باس بالصحوك المحارب

ترجمہ: حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہیں جیسے قرآن کریم میں موجود ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک رسول کی آمد کا مژدہ سنایا جو ان کے بعد تشریف لائے گا اور جس کا نام نامی احمد ہوگا۔ (قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۴۶ تا ۴۸)

ذکر ولادت باسعادت اور برکت ہی برکت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں آپ کا ذکر کیا اور آپ کی عظمت شان کی خوشخبری دی۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی بشارت دی۔

آپ کی والدہ نے دیکھا کہ گویا ان سے ایک نور نکلا جس نے ساری زمین کو منور کر دیا۔ انہوں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ ایک مبارک بچہ پیدا ہوگا جس کا دین مشرق و مغرب پر غالب آجائے گا۔ جنات نے آوازیں دیں۔ کاہنوں اور نجومیوں نے آپ کی عظمت شان کی خبر دی۔ فضائی واقعات نے آپ کی عظمت بتائی مثلاً کسریٰ کے بلند کنگرے گر پڑے اور دلائل نبوت نے آپ کا احاطہ کر لیا جیسے کہ ہرقل اور قیصر روم نے بتایا اور لوگوں نے آپ کی ولادت اور آپ کی شیر خوارگی کے زمانہ میں برکت کے آثار کا مشاہدہ کیا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۹)

نام مبارک اور مناقب و مراتب

ہمارے نبی اکرم کا نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۸۸)

وسماہ رب العرش اسماء مدحہ

تبین ما اعطی لہ من مناقب

ترجمہ: عرش کے پروردگار نے اپنے ایسے ناموں سے مسمیٰ فرمایا جس سے وہ مناقب، مراتب عالیہ ظاہر ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائے۔

رؤف رحیم احمد ومحمد

مقفی ومفضال یسمی بعاقب

ترجمہ: اس شعر میں حضرت شاہ صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اسماء مبارکہ ذکر کئے ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ظاہر ہے ان میں سے چار رؤف، رحیم، احمد اور محمد

ایسے ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور باقی تین اسماء مبارکہ مقفی منفرد اور عاقب احادیث میں مذکور ہیں۔

رؤف   از حد مہربان

رحیم ہمیشہ رحم کرنے والا

احمد ساری مخلوق سے زیادہ اپنے رب کی حمد وثناء کرنے والا

محمد جس کی بار بار تعریف کی جائے

مقفی پیچھے آنے والا

مفضال مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے کثیر الفضل

عاقب پیچھے آنے والا (یعنی خاتم النبیین) صلی اللہ علیہ وسلم

(قصیدہ اطیب النغم ص ۱۲۶۔۱۲۷)

خاندانِ عالی شان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے اعلیٰ ترین نسب اور بہادر ترین قبیلہ اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ فصیح زبان اور سب سے زیادہ ذکی اور فہیم خاندان میں پیدا ہوئے۔ (حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۹۸۸)

فارسل من علیا قریش نبیه

ولم یك فیما قد بلوه بكاذب

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے اعلیٰ ترین خاندان بنو ہاشم میں مبعوث فرمایا اور قریش نے آپ کو ہر طرح آزمایا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار کو دروغ گوئی اور کذب بیانی سے پاک وصاف پایا۔

(قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۷۶۔۷۵)

مکہ معظّمہ میں میلادِ اور ظہور انوار

میں مکہ معظّمہ میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک میں ولادت کے روز حاضر تھا اور لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیج رہے تھے اور آپ ان کے ان معجزات کا تذکرہ کر رہے تھے جو ولادت باسعادت کے وقت ظاہر ہوئے اور ان مشاہدات کو بیان کر رہے تھے جو بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اچانک

بہت سے انوار ظاہر ہوئے۔ (فیوض الحرمین مترجم ص۸۰)

یوم میلاد منانا قدیم طریقہ ہے

میرے والد بزرگوار (شاہ عبدالرحیم) نے مجھے خبر دی فرمایا کہ میں میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا میلادِ پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔ (درالثمین۔ حدیث ۲۲)

قدیم طریقہ کے موافق ۱۲ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ نیاز تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی۔ تلاوتِ قرآن پاک کے دوران میں ملاء اعلیٰ کا ورود ہوا (یعنی فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔

(القول الجلی کی بازیافت بحوالہ القول الجلی ص۷۳)

جناب حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

”مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔“

(فیصلہ ہفت مسئلہ کلمات امدادیہ ص۸۰)

جناب ڈاکٹر محمد علوی مالکی مکہ مکرمہ نے ۲۰ مدلل وجوہات سے میلاد شریف کا جواز ثابت کیا انہی میں سے نمبر ۳ فرماتے ہیں۔

”سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشی منانا ایک ایسا امر ہے جس کا تقاضا خود قرآن پاک ہم سے بیان کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

”قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔ اے رسول انہیں بتادیجئے

کہ یہ محض اللہ کی رحمت و فضل کرم ہے۔ پس اس کے حصول پر خوشیاں منایا کرو۔"

(ذخائر محمدیہ ص ۳۱۰)

آپ کی محبت سب محبتوں پر فائق ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تم میں سے کوئی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۰۱)

عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور آپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان کے سوا آپ مجھے ہر چیز سے عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم جب تک میں تمہیں جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں گا، تم مومن نہ ہو گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم، اب آپ مجھے جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آنحضرت لی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب تم مومن کامل ہوئے۔ (ازالۃ الخفا دوم ص ۳۵، اول صفحہ ۲۳۹)

شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص سے اس لئے عداوت تھی کہ وہ شیخ ابومدین مغربی پر طعن کرتا تھا جبکہ مجھے شیخ مغربی کی بزرگی کا یقین تھا۔ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں میں نے زیارت کی۔ گویا آپ فرماتے ہیں کہ تم فلاں شخص سے کیوں بغض رکھتے ہو میں نے عرض کیا کیونکہ وہ ابومدین سے دشمنی رکھتا ہے اور میں انہیں بزرگ سمجھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست نہیں رکھتا میں نے عرض کیا ہاں رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا، تو ابومدین کے ساتھ بغض کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ دوستی کیوں نہیں رکھتا۔

شیخ اکبر نے کہا میں نے اس کے بعد اس دشمنی سے اللہ کے حضور توبہ کی اور اس کے گھر گیا۔ اس سے معذرت کی اور قصہ بیان کیا۔ قیمتی کپڑا تحفہ پیش کر کے اسے راضی کیا۔ پھر میں نے ابومدین کے متعلق ناراضگی کا سبب پوچھا تو اس نے جو وجہ بتائی وہ ایسی نہ تھی جس کی وجہ سے ابومدین کے ساتھ دشمنی رکھی جائے۔ میں نے اسے حقیقت سمجھائی۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی اور طعن و تشنیع سے رجوع کر لیا اور ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت جاری ہوگئی۔ والحمد للہ!

(انفاس العارفین۔ اردو ص ۲۹۳)

سأذكر حبی للحبیب محمد

اذا وصف العشاق حب الحبائب

ترجمہ: جب دنیا کے دوسرے عشاق اپنے محبوبوں کی محبت کا بیان کریں گے تو میں وقت عشق کا ذکر کروں گا جو مجھے اپنے حبیب کریم سے ہے جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

و یدر کنی فی ذکرہ قشعریرة

من الوجد لا یحویه علم الاجانب

ترجمہ: جب میں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہوں تو عشق و محبت کے باعث میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے بیگانوں کا علم نہیں پا سکتا۔ صرف اہل نسبت اور یگانوں کو ہی اس کی حقیقت کا شعور ہو سکتا ہے۔

(قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۱۵۰۔۱۵۳)

حسن و جمال

آپ سیرت و صورت میں معتدل مزاج کے مالک بن کر تشریف لائے میانہ قد زیادہ طویل اور نہ چھوٹے قد کے سر کے بال نہ بالکل گھنگریالے، نہ بالکل سیدھے بلکہ درمیان درمیان تھے۔ آپ نہ ہی از حد فربہ تھے اور نہ ہی بالکل چہرہ والے بلکہ آپ کے

چہرۂ مبارک میں قدرے گولائی تھی۔ سر بڑا، ریش مبارک دراز ہاتھوں اور قدموں پر گوشت، رنگ سفید سرخی مائل، اعضاء میں فربہی قوی گرفت اور باہ کے مالک سب لوگوں سے لہجہ زیادہ صادق ترین اور طبیعت نرم ترین تھی۔ جو اچانک آپ کو دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور جو آپ سے پہچان کر اختلاط و ملاقات کرتا تو آپ سے محبت کرنے لگتا۔ بزرگ ہونے کے باوجود سب سے زیادہ متواضع، اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفیق تھے۔ (حجتہ البالغہ دوم ص ۹۸۹)

سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یوں بیان) فرمایا:

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ حد سے زیادہ لمبے نہ پست بلکہ میانہ قد سرخ وسپید تھے۔ آپ کے بال مبارک گھونگر والے تھے لیکن زیادہ چھلے دار نہ تھے۔ آپ بالوں کو دونوں کانوں کی طرف چھوڑتے تھے۔ آپ کشادہ پیشانی اور سیاہ بڑی آنکھوں والے تھے۔ سینہ مبارک پر باریک خط، دندان مبارک چمکدار، ناک بلند، گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ آپ کے سینہ مبارک سے ناف تک مثل سایہ مشک کی لکیر کے سیاہ بال تھے اور ان کے سوا آپ کے جسم مبارک اور سینہ پر کہیں بال نہ تھے۔ آپ کی ہتھیلیوں اور قدموں پر گوشت تھا۔ آپ جب چلتے جھک کر چلتے گویا بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں اور جب کسی طرف دیکھتے پورے بدن سے مڑ کر دیکھتے گوشہ چشم سے نہ دیکھتے۔ جب کھڑے ہوتے سب سے بڑھ جاتے اور جب بیٹھتے سب سے اونچے رہتے۔ جب بات کرتے لوگوں کو دم بخود کر دیتے اور جب تقریر کرتے رُلا دیتے۔ لوگوں پر سب سے زیادہ رحم دل تھے۔ یتیم کے لئے مثل مہربان باپ اور بیواؤں کے لئے مثل بزرگ شوہر کے سب سے زیادہ سخی شجاع اور خوش رو تھے۔ آپ کا لباس گلیم اور کھانا جو اور تکیہ چرمی کھجور کے چھلکوں سے بھرا ہوا۔ چار پائی ببول کی کھجور کے بان سے بنی ہوئی تھی۔ آپ کے دو عمامے تھے۔ ایک کا نام سحاب اور دوسرے کا نام عقاب تھا۔ آپ کی تلوار کا نام ذوالفقار نشان کا عزا اور اونٹنی کا عضباءٔ اور خچر کا دلدل اور حمار کا یعفور اور گھوڑے کا بحر اور

بکری کا بر کہ اور چھڑی کا ممشوق اور لواء کا حمد تھا۔ آپ اونٹوں کو باندھتے اور پانی بھرنے والے اونٹوں کو چارہ دیتے اور پیوند لگاتے اور جوتا ٹانکتے تھے۔ (ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۳۶)

جمیل المحیا ابیض الوجہ ربعۃ

خلیل کرادیس ازج الحواجب

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور من موہنا، اس کی رنگت سفید ہے قد مبارک درمیانہ ہے اور اعضاء کی ہڈیاں پر گوشت ہیں اور آپ کے ابرو باریک اور کمان کی طرح طویل ہیں۔

سبیح ملیح ادعج العین اشکل

الصبح لہ الاعجام لیس بشائب

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مہتاب کی طرح روشن ہے حضور کا حسن دل لبھانے والا ہے۔ چسم مازاغ کی سیاہی بہت شدید ہے اور اس کے سفید حصوں میں سرخ ڈوروں کی آمیزش نے آنکھوں کو از حد پرکشش بنا دیا ہے۔ آپ کے کلام میں ایسی فصاحت و بلاغت ہے کہ اس میں عجمیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

(قصیدہ اطیب النغم مترجم۔ ص ۵۱۔۵۳)

محاسن وکمالات

فلست اری الا الحبیب محمدا

رسول الہ الخلق جدا المناقب

ترجمہ: ایسا معاون مددگار جو مصیبت میں دست گیری کرے مجھے کوئی نظر نہیں آتا۔ بجز اپنے محبوب دل نواز کے جس کا اسم گرامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ساری مخلوق کے پروردگار کے رسول ہیں جن کے محامد ومحاسن بے شمار ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حسن وجمالِ محمدی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں کہ جس سے

جہانوں کے پروردگار کی محبت کا تعلق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جمال کے ساتھ رب العالمین کے محبوب ہوئے ہیں۔ حضرت یوسف اگرچہ اس صباحت کی وجہ سے جو وہ رکھتے تھے حضرت یعقوب کے محبوب ہوئے ہیں علیٰ نبینا وعلیھما الصلوٰۃ والسلام ۔ لیکن ہمارے پیغمبر جو کہ خاتم المرسلین ہیں اس ملاحت کی وجہ سے جو وہ رکھتے ہیں خالق زمین وآسمان کے محبوب ہیں علیہ وعلیھم الصلوات والتسلیمات اور (اللہ نے) زمین وزمان کو ان کے طفیل پیدا کیا ہے۔ اگرچہ اس دنیا میں دو تہائی حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے مسلم ہے اور باقی تیسرا حصہ تمام میں تقسیم ہوا ہے لیکن عالم آخرت میں حسن صرف حسن محمدی ہے اور جمال صرف جمالِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

فان اللہ تعالیٰ جمیل ویحب
الجمال ۔ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور
جمال کو پسند کرتا ہے۔ (مسلم ترمذی
بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

(دفتر سوم، مکتوب ۱۰۰)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
"یہ بات طے شدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے جامع ہیں" (دفتر اول۔ مکتوب ص ۷۹)

کریم ان تجمعت المعالی
تری فی جنبہ مثل انھباء

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس وہ ذاتِ کریم ہے جب

سارے اوصاف کمال اور محامد حسنہ جمع کر دیئے جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان کی حقیقت گرد وغبار کی مانند ہے۔

و حاشا ان تقول لہ المعالی

بہ کل المعالی والعلاء

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تجھے یہ کہنے سے محفوظ رکھے کہ تو یہ کہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ عالی قدریں ہیں کیونکہ ایسا کہنا آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی میں کوتاہی کرنے کے مترادف ہے سچی بات تو یہ ہے کہ جتنی بلند قدریں ہیں مفصل ہوں یا مجمل سب کو یہ عزتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے نصیب ہوئی ہیں۔

(قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۲۰۰۔۲۰۱)

غرض کمال کا کوئی مرتبہ اور مقام ایسا نہیں ہے جس کے امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں۔ (خیر کثیر ص ۱۷۲)

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا لقب شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اعلیٰ درجہ کے شاعروں میں سے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح (نعت) اور کفار کی ہجو (مذمت) میں ان کے بہت اشعار ہیں۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ان کا شعر کافروں پر تیر سے بھی زیادہ کارگر ہے۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد شریف میں ان کے لئے منبر رکھوا دیتے تھے۔ یہ اس پر کھڑے ہو کہ نعت کے اشعار پڑھتے تھے۔ (یعنی نعت سناتے تھے)

(ازالۃ الخفاء۔ اول ص ۲۹۰)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جو آپ پر درود پڑھے اور مدح کرے (نعت کہے) تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ (فیوض الحرمین۔ مترجم ص ۹۷)

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح (نعت) اور آنخضور کے کمالات کا تذکرہ

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل کا بیان بلاشبہ بڑی برکات کا باعث ہے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ (قصید اطیب النغم۔ مترجم ص ۱)

زمانہ کے حادثات سے نجات کے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سے مدد طلب کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب اور کمال کا ذکر کر کے ان سے نجات حاصل کی جائے۔

(قصیدہ اطیب النغم۔ مترجم ص ۲۶)

ساذكر حبي للحبيب محمد

اذا وصف العشاق حب الجائب

ترجمہ: جب دنیا کے دوسرے عشاق اپنے محبوبوں کی محبت بیان کریں گے تو میں فقط اپنے اس عشق کا ذکر کروں گا جو مجھے اپنے حبیب کریم سے ہے جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ (قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۱۵۰)

وان تمدح رسول الله يوما

فحاذ عن تقصر فى الثناء

ترجمہ: اور اگر تجھے کسی دن اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح (نعت) کی توفیق نصیب ہو تو خبردار اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا گستری میں کوتاہی نہ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کی مذمت بھی گویا نعت ہے

ایسا کیوں نہیں کہتے کہ اس سورت (تبت) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم منقبت

۱۔ سیّدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دفتر اول مکتوب ۴۴ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوب مدح سرائی فرمائی ہے۔

ایک مقام پر کمال ادب واحترام کا اظہار کرتے وقت نقل فرماتے ہیں۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد

میں اپنے کلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وثنا نہیں کرتا بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے آراستہ کرتا ہوں۔

(پھر لکھتے ہیں)

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا است

کسیکہ خاک درش نیست خاک برسراو

محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں جہان کی آبرو ہیں جو شخص آپ کے دروازے کی خاک نہیں بنتا اس کے سر پر خاک پڑے۔

(نعت) اور بہت بڑی فضیلت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ایک دشمن پر آپ سے بے ادبی کی بنا پر لعنت کی ہے۔ (انفارس العارفین ص ۲۹۱)

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

درود وسلام ہوں اس کے رسول پر جو ان تمام لوگوں سے افضل ہیں جنہیں جوامع القلم عطا کئے گئے۔ (سطعات۔ اردو ص ۵۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیائے کرام (علیہم السلام) پر فوقیت حاصل ہے۔ (فیوض الحرمین مترجم ص ۱۱۴)

وانك اعلی المرسلین مكانة

وانت لهم شمس وهم كالثواقب

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا مرتبہ تمام رسولوں سے اعلیٰ ارفع ہے اور آپ کی ذات ان کے لئے آفتاب ہے اور وہ چمکدار ستاروں کی مانند ہیں۔

(قصیدہ اطیب النغم ص ۱۵۸)

رسول اللہ یا خیر البرایا

نوالک ابتغی یوم القضاء

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اے اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہم قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کے خواستگار ہیں۔

قصیدہ اطیب النغم (ہمزیہ قصیدہ) ص ۳۲۰

بے مثل و بے مثال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو صوم ووصال سے منع فرمایا...... عرض کیا گیا آپ وصال کرتے ہیں (یعنی دن رات روزے رکھے ہیں) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم میں سے کون میری طرح ہے؟ (ایکم مثلی) مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

(حجتہ اللہ بالغہ ۵۸۷)

ا یہ حدیث بخاری میں ہے۔

بدیع کمال فی المعانی فلا امری

یکون لہ مثلا ولا بمقارب

ترجمہ: تمام اوصاف معانی میں آپ کا کمال بے نظیر و بے مثال ہے۔ آپ کا ان کمالات میں ہمسر ہونا تو کجا کوئی قریب پہنچنے کا بھی تصور نہیں کرسکتا۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر کمال میں اور ہر خوبی میں وہ مرتبہ بلند ارزانی فرمایا کہ دنیا کا کوئی شخص، کوئی نبی رسول یا فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برابری کجا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پہنچنے کا بھی دعویٰ نہیں کرسکتا۔ (قصیدہ اطیب النغم ص ۶۴)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول مبارک (حدیث پاک) سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو موت نہیں آیا کرتی۔ وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہوتے ہیں۔ (فیوض الحرمین مترجم)

پیغامِ مصطفیٰ ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (پارہ ۳، رکوع ۱۲، آیت ۳۱)

ترجمہ: ''اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

ان عاشقوں کا میں ہوں اک ادنیٰ نیاز مند
جن کو میرے حضور (ﷺ) کی ہے ہر ادا پسند
ہم اُمتی ہیں اپنے رسول کریم (ﷺ) کے
جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے ہمیں پسند

ان المحب لمن یحب یطیع اہل محبت عاشق اپنے پیارے کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

سنت کی تاکید واہمیت:

''جب (بدعت و جہالت کی کثرت کے باعث) اُمت میں فساد برپا ہو، جو شخص اس وقت میری سنت پر عمل کرے، اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہے۔'' (''جسے میری سنت سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔'' (بیہقی، ترمذی)

حکم تبلیغ:

''میری طرف سے تبلیغ کرو اگرچہ ایک آیت ہو۔'' (بخاری شریف)

''جو شخص تم میں سے کوئی (خلافِ شرع) برائی دیکھے تو ہاتھ (اور قوت) سے اسے روکے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ کمزور تر ایمان ہے۔''

(مسلم شریف)

نماز:

''بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے پنجگانہ نماز کا حساب ہوگا۔''

''جس نے قصداً نماز چھوڑی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا گیا۔''

(مشکوٰۃ ابونعیم وغیرہما)

مسجد:

''اللہ کے نزدیک سب مقامات سے زیادہ پسندیدہ مسجدیں ہیں۔''

''عورت اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں رحمت خداوندی کے زیادہ قریب ہے۔'' (مسلم، طبرانی)

جماعت:

''اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں نے قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں۔ پس اس کے لئے اذان ہو پھر کسی کو فرماؤں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خود جا کر ان لوگوں کے گھروں کو ان پر جلا دوں جو نماز با جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔''

امام:

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو تمہارے امام (عقیدہ وعمل کے

لحاظ سے) تم میں سے بہتر و برگزیدہ لوگ ہونے چاہئیں۔ اس لئے کہ امام تمہارے اور رب کے درمیان تمہارے نمائندہ وترجمان ہوتے ہیں۔" (بخاری ومسلم)

اولاد:

"جب تمہاری اولاد (بیٹے اور بیٹیاں) سات سال کی ہو تو اسے نماز کا حکم کرو اور دس سال کی ہو تو ان کے بستر الگ الگ کر دو۔" (ابوداؤد)

داڑھی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مسلمانو!) مشرکوں کا خلاف کرو (وہ داڑھیاں منڈاتے کتراتے ہیں) تم داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔" ابن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرہ میں جب خط بنواتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے اور جو بال مٹھی بھر داڑھی سے زائد ہوتے انہیں کاٹ دیتے (تاکہ معلوم ہو کہ بحکم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کم از کم ایک مشت داڑھی واجب ہے اور اس سے کم کترانا منڈانا ناجائز و گناہ اور فرمان رسالت کے خلاف ہے)

ننگے سر نہ رہو:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ نماز سر ڈھانپ کر پڑھی جائے۔ عمامہ کے ساتھ یا ٹوپی کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے۔ فرمایا "عمامہ مومن کا وقار اور عرب کی عزت ہے۔ جب انہوں نے عمامہ اتار دیا تو اپنی عزت اتار دی۔" "عمامہ باندھو اس لئے کہ عمامہ اسلام کا نشان اور اہل اسلام و کفار میں فرق ہے۔" "عمامہ کے ساتھ ایک نماز پچیس نماز اور ایک جمعہ ستر جمعوں کے برابر ہے۔" (ابن عساکر وغیرہ)

انگریزی بالوں کی ممانعت:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر پر بعض حصہ میں بال

ہیں اور بعض میں نہیں ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا یا تو پورے سر کے بال اتار دیا (کانوں تک) پورے سر کے بال رکھو''۔

(مسلم شریف)

سیدھی مانگ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر آدھے بال ایک طرف آدھے دوسری طرف اور بیچ میں سیدھی مانگ ہوتی تھی۔'' (ابوداؤد، مرقاۃ)

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق ...... مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

خضاب:

''بالوں کی سپیدی کو (مہندی یا زردی سے) تبدیل کرو اور سیاہ خضاب کے قریب بھی نہ جاؤ۔'' (مسند احمد)

پردہ:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' (شب معراج) میں نے عورتوں کے ایک گروہ کو سر کے بالوں سے لٹکتے ہوئے دیکھا یہ وہ عورتیں ہیں جو غیر محرموں سے پردہ نہیں کرتیں۔'' (روح البیان)

لکھنا نہ سکھاؤ:

''عورتوں کو بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ (تاکہ بے پردگی و تانک جھانک نہ ہو) انہیں لکھنا نہ سکھاؤ (تاکہ مردوں کے ساتھ ان کا رابطہ وخط وکتابت کا ذریعہ نہ ہو) چرغہ کاتنا سکھاؤ (تاکہ امورِ خانہ داری میں مہارت ہو) اور سورۂ نور پڑھاؤ (تاکہ وہ پردہ وحیا کے احکام سمجھیں اور نورانی زندگی گزاریں) (بیہقی، تفسیر مظہری وغیرہا)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عام حکم فرمادیا تھا کہ ''عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ۔'' (روض الاخیار)

تصویر: ''رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔'' (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جس چیز پر تصویر دیکھتے اسے مٹا دیتے۔'' (بخاری شریف)

ریشم اور سونا:

''ریشم اور سونا میری اُمت کے مردوں پر حرام ہے۔ اگر تم جنت کا زیور اور ریشم چاہتے ہو تو انہیں دنیا میں نہ پہنو۔'' (ابوداؤد، نسائی)

گانا بجانا:

''باجا گانا سننے سے بچو۔ یہ دونوں دل میں منافقت اس طرح اُگاتے ہیں جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔'' (کتاب الزواجر امالی)

کھڑے ہو کر نہ کھاؤ پیو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں ہرگز کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پئے اور جو بھول کر کھڑے ہو کر پئے وہ قے کر دے۔'' (مسلم شریف جلد ۲، ص ۱۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمزم کے سوا) کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ عرض کیا گیا'' کھڑے ہو کر کھانے کا کیا مسئلہ ہے؟'' فرمایا'' یہ تو اس سے بھی برا ہے۔'' (حوالہ مذکورہ)

تبرک بھی بیٹھ کر کھائیں اور سبیل کا پانی بھی بیٹھ کر پئیں۔

کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔'' (ابن ماجہ و بیہقی)

دایاں ہاتھ:

''تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں ہاتھ سے پئے، دائیں سے چیز لے اور دائیں سے دے اس لئے کہ بائیں سے کھانا پینا اور دینا شیطان کا کام ہے۔'' (ابن ماجہ)

رزقِ حلال:

''جس جسم نے حرام کمائی سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کے لائق دوزخ ہے۔'' (بیہقی شریف)

انتباہ:

''تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو جب نماز آجائے، جنازہ حاضر ہو جائے اور لڑکی کا رشتہ مل جائے۔'' (ترمذی)

معیارِ نکاح:

''عورت چار چیزوں پر نکاح میں لائی جاتی ہے۔ مالداری پر (جیسا کہ یہود میں ہے) برادری پر (جیسا کہ مشرکین میں ہے) خوبصورتی پر (جیسا کہ انگریزوں میں ہے) اور دین داری پر (جیسا کہ مسلمانوں کا اصول ہے) پس اے مسلمان! تو دین دار عورت کے نکاح میں کامیاب ہو۔'' (فرمانِ رسالت بخاری و مسلم)

ملاوٹ:

''بیچنے کے لئے جو دودھ ہو اس میں پانی کی ملاوٹ نہ کرو۔'' (بیہقی شریف)

''جس نے عیب (ملاوٹ) والی چیز کی فروخت کی اور اس عیب کو ظاہر نہ کیا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہے۔'' یا فرمایا ''فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے ہیں۔''

ذخیرہ اندوزی:

''باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنے (غلہ روکنے) والا ملعون

ہے۔" (ابن ماجہ)

"جس نے چالیس روز غلہ روکا (کہ جب زیادہ مہنگا ہو فروخت کرے) پھر وہ سب خیرات کر دیا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوا۔" "غلہ روکنے والا برا بندہ ہے کہ اللہ نرخ سستا کرے تو غمگین ہوتا ہے اور گراں کرے تو خوش ہوتا ہے۔" (بیہقی، طبرانی)

ظالم حاکم وقاضی:

"جو لوگ خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔" (قرآن مجید) "عادل وظالم حکام کو پل صراط پر روکا جائے گا پھر جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی۔ صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی۔ وہ جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستر سال ہے۔" (ابو یعلیٰ)

زنانہ حکومت:

"وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس نے عورت کو اپنے معاملات کا والی وسربراہ بنایا" "جب مردوں نے عورتوں کی اطاعت کی تو وہ ہلاک ہوئے۔" (بخاری شریف)

جھوٹا حکمران:

"تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا۔ نہ انہیں پاک کرے گا۔ نہ ان پر نظر رحمت فرمائے گا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا حکمران، متکبر فقیر"۔ (مسلم ونسائی)

دومنہ والا:

"جو شخص دنیا میں دومنہ والا ہوگا۔ قیامت کے دن (اس کے دوغلہ پن کے باعث) اس کی آگ کی زبان ہوگی۔" (بخاری ومسلم)

"قیامت کے دن یہ بدترین شخص ہوگا۔"

بے عمل خطیب ومقرر:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "معراج کی رات ایک قوم پر میرا گزر ہوا،

جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کی اُمت کے وہ خطیب ہیں جو دوسروں کو بیان کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔'' (مشکوٰۃ)

گستاخوں سے بچو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے صحابہ کو برا نہ کہو، تحقیق آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو میرے صحابہ کو برا کہیں گے۔ پس تم نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان سے رشتہ داری کرو، نہ ان کی مجلس کرو اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو۔'' (شفاء شریف جلد ۲، ص ۲۶۶)

مسلماں ہے وہی جو ان کے نام پر قربان ہوتا ہے
مسلماں ہوں یہ کہہ دینا بہت آسان ہوتا ہے

نعت جانِ کائنات ﷺ

اونچوں سے اونچا، اچھوں سے اچھا وہی تو ہے
اپنی مثال آپ ہے، یکتا وہی تو ہے

دنیا میں اور بھی ہیں حسین و جمیل لوگ
محبوب ہے اگر کوئی اپنا وہی تو ہے

سب انبیاء سے پہلے نبوت ملی جسے
سب انبیاء کے بعد جو آیا وہی تو ہے

بالائے عرش اور بلایا گیا کسے
جس نے خدائے پاک کو دیکھا وہی تو ہے

معراج کا ملا کسے اعزاز واختصاص
ماہ دنا ومہر تدلی وہی تو ہے

ظاہر سے اس کے ہو نہ غلط فہم ذہن وقت
شکل بشر میں نور خدا کا وہی تو ہے

ہم اور کس سے درد کا درماں کریں طلب
چارہ گر وانیس ہمارا وہی تو ہے

آئے ہیں مشکلات ومصائب کی زد میں جب
ہم بے کسوں کو جس نے سنبھالا وہی تو ہے

دنیا میں بھی نہیں ہے غلاموں سے بے خبر
محشر میں بھی ہمارا شناسا وہی تو ہے

وہ اُمتی ہو اور نہ جائے بہشت میں
جس کو نہیں یہ بات گوارا وہی تو ہے
طارق ہم ایسے خستہ دلوں کا خدا کے بعد
شام وسحر نوازنے والا وہی تو ہے

''ذرہ راہِ حبیب منیر'' (۱۴۳۳ھ)

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

از

ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حرم شریف میں تشریف فرما تھے اور دوسری طرف قریش مکہ اپنی مجلس شوریٰ بلائے محو گفتگو تھے۔ عتبہ بن ربیعہ نے کہا، اے جماعت قریش! کیا یہ بات مناسب نہیں کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں اور چند ایک تجاویز، ان کے سامنے پیش کروں، شاید وہ کسی بات کو مان لیں۔ جو چیز وہ مانگیں گے ہم انہیں دے دیں گے، تاکہ وہ ہماری تکفیر سے باز آجائیں اور ہمارے خداؤں کو برا کہنا چھوڑ دیں؟ حاضرین نے کہا، ضرور اے ابو ولید! تم جا کر ان سے گفتگو کرو۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ عتبہ وہاں سے اُٹھا اور اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آکر کہنے لگا، اے بھتیجے! جیسا کہ تم جانتے ہو کہ تم ہم سب میں عزت و شرافت نسبی میں اعلیٰ مقام رکھتے ہو۔ تم اپنی قوم میں ایک تحریک لے کر آئے ہو، جس کی وجہ سے تم نے اپنی جماعت میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ قوم کے دانش وروں کو ناداں بتایا، ان کے خداؤں کو جھوٹا کہا اور ان کے دین میں عیب نکالے۔ اگر اس تحریک سے تمہارا مقصد مال و دولت جمع کرنا ہے تو ہم تمہیں اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ امیر و کبیر بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر جانتا تھا کہ کافر میرے پیارے محبوب کو مال و دولت کی پیشکش کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غیر محدود اور لافانی خزانے اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا فرما دیں اور انا اعطینك الكوثر کی کثرت عطا فرما کر اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کا خازن اور نعمتوں کا قاسم بنایا۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی اس خداداد عظمت وشان کو تحدیث نعمت کے طور پر بیان فرمایا:

حدیث نمبر۱: زمین کی چابیاں

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطیت مفاتیح الارض ......

''مجھے زمین کی چابیاں عطا فرمائی گئیں'' ......

(''مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۶، صفحہ ۳۰۴، رقم الحدیث ۳۱۶۴۸'' مکتبہ الرشد ریاض سعودیہ/ مسند امام احمد، جلد اول، صفحہ ۹۹، رقم الحدیث ۷۶۳، بیت الافکار الدولیہ اردون/ مسند امام احمد، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، رقم الحدیث ۱۳۶۲/ الخصائص الکبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۳۳۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 2: زمین کے خزانوں کی چابیاں

حضرت سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ سولم نے ارشاد فرمایا:

وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض ......

''اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں'' ......

(''بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہید، جلد اول، صفحہ ۵۷۲، رقم الحدیث ۱۳۴۴/ بخاری شریف، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، جلد دوم، صفحہ ۳۸۷، رقم الحدیث ۳۵۹۶، فرید بک سٹال لاہور/ بخاری، کتاب المغازی، باب احد یحبنا ونحبہ، جلد دوم صفحہ ۵۸۲، رقم الحدیث ۴۰۸۵، فرید بک سٹال لاہور/ بخاری، کتاب الرقاق، باب مایغیذ من زہرۃ الدنیا، جلد سوم، صفحہ ۵۴۳، رقم الحدیث ۶۵۹۰، فرید بک سٹال لاہور/ مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب فی اثبات حوض نبینا، صفحہ ۱۰۱۵، رقم الحدیث ۵۹۷۶، دار السلام ریاض/ صحیح ابن حبان، صفحہ ۸۹۶، رقم الحدیث ۳۱۹۸، دار المعرفہ بیروت لبنان، صفحہ ۹۳۰، رقم الحدیث ۳۲۲۴/ مسند امام احمد، جلد دوم، صفحہ ۲۱۸،

رقم الحدیث ۱۷۴۷۷، بیت الافکار الدولیہ اردن، صفحہ ۲۲۲، رقم الحدیث ۱۷۵۳۲/ سنن الکبریٰ بیہقی، جلد۴، صفحہ ۱۵۹، رقم الحدیث ۶۸۰۹ ، دارالحدیث قاہرہ مصر/ مشکوٰۃ ، باب وفات النبی فصل اول/ اشعۃ اللمعات، جلد۷، صفحہ ۳۴۴، فرید بک سٹال لاہور/ الانوار فی شمائل النبی المختار، صفحہ ۱۹، کرمانوالہ بک شاپ لاہور/ کتاب الشفا، جلد اول صفحہ ۱۱۱، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان/ جواہر البحار، جلد اول، صفحہ ۶۶/ جواہر البحار جلد دوم، صفحہ ۱۷۱/ حجۃ اللہ علی العالمین۔ جلد اول، صفحہ ۶۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

حدیث نمبر 3:

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فبینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی......

”پس میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں“......

(بخاری شریف، کتاب الجہاد، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصرت بالرعب، جلد دوم، صفحہ ۱۳۹، رقم الحدیث ۲۹۷۷، فرید بک سٹال لاہور/ بخاری، کتاب التعبیر ، باب المفاتیح فی الید، جلد سوم، صفحہ ۷۵۷، رقم الحدیث ۷۰۱۳، فرید بک سٹال لاہور/ بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی بعثت بجوامع الکلم ، جلد سوم، صفحہ ۸۵۱، رقم الحدیث ۷۲۷۳/ مسلم شریف، کتاب المساجد، باب مواضع الصلاۃ، صفحہ ۲۱۳، رقم الحدیث ۱۱۶۸، رقم الحدیث ۱۱۷۱، دارالسلام ریاض سعودی عرب/ صحیح ابن حبان، صفحہ ۱۶۹۰، رقم الحدیث ۶۳۶۳ ، دارالمعرفہ بیروت لبنان/ مسند احمد، جلد اول، صفحہ ۶۴۰، رقم الحدیث ۷۵۷۵، بیت الافکار الدولیہ اردن، صفحہ ۶۴۴ ، رقم الحدیث ۷۶۲۰، صفحہ ۷۵۵، رقم الحدیث ۹۱۳۰، صفحہ ۸۰۶، رقم الحدیث ۹۸۶۷/ مسند احمد، جلد اول، صفحہ ۸۴۸، رقم الحدیث ۱۰۵۲۴ ، بیت الافکار الدولیہ اردن/ سنن الکبریٰ، جلد۷، صفحہ ۸۲، رقم الحدیث ۱۳۳۱۷، دارالحدیث قاہرہ مصر/ شعب الایمان، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، رقم الحدیث ۱۳۹، دارالاشاعت کراچی/ دلائل النبوۃ، جلد ۵، صفحہ ۳۳۵، دارالکتب العلمیہ بیروت/ سنن نسائی، جلد دوم، صفحہ ۳۰۳، رقم الحدیث

۹_۳۰۸۸، فرید بک سٹال لاہور/ مشکوٰۃ، باب فضائل سیّد المرسلین، فصل اول/ اشعۃ اللمعات/ جلد ۷، صفحہ ۱۴۲، فرید بک سٹال لاہور/ الانوار فی شمائل النبی المختار، صفحہ ۱۱۱، دار الکتب ۲۰ کر مانوالہ بک شاپ لاہور/ کتاب الشفاء جلد اول، صفحہ ۱۱۱، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان/ الخصائص الکبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۳۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت/ دلائل النبوۃ ابو نعیم، صفحہ ۸۷، ضیاء القرآن کمپنی لاہور/ دلائل النبوۃ ابن کثیر، صفحہ ۵۶۳، مرکز اہل سنت برکات رضا ہند/ البدایۃ والنہایۃ، جلد ۶، صفحہ ۴۲۵، دار ابن کثیر بیروت ومکتبہ رشیدیہ کوئٹہ/ جواہر البحار جلد اول، صفحہ ۴۰۶، دار الکتب العلمیہ بیروت/ جواہر البحار، جلد دوم، صفحہ ۲۰۸/ جواہر البحار، جلد چہارم، صفحہ ۱۴۲/ جواہر البحار، جلد ۴، صفحہ ۲۱۱/ جواہر البحار، جلد اول، صفحہ ۱۱۴/ نسیم الریاض شفا، جلد دوم، صفحہ ۱۹۶، دار الکتب العلمیہ بیروت/ نسیم الریاض، جلد دوم، صفحہ ۳۶۸/ شرح شفا علی قاری، جلد اول، صفحہ ۲۲۵، دار الکتب العلمیہ بیروت/ جواہر البحار، جلد اول، صفحہ ۶۶/ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۶، صفحہ ۳۰۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 4:

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق علیہ قطیفۃ من سندس......

"دنیا کے خزانوں کی چابیاں ایسے چتکبرے گھوڑے پر میرے پاس لائی گئیں جس پر سونے کی جھالر تھی"......

(صحیح ابن حبان، صفحہ ۶۹۱، رقم الحدیث ۶۳۶۴، دار المعرفہ بیروت لبنان/ مسند امام احمد، جلد اول، صفحہ ۱۱۷۳، رقم الحدیث ۱۴۵۶۷، بیت الافکار الدولیہ اردن/ مجمع الزوائد، جلد ۸، صفحہ ۴۱۹، رقم الحدیث ۱۴۲۱۵، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان/ الترغیب والترہیب، جلد چہارم، صفحہ ۱۸۲، رقم الحدیث ۴۷۸۰، دار الحدیث قاہرہ/ مسند الفردوس، جلد اول، صفحہ ۴۰۰، رقم الحدیث ۱۶۱۹، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۶ء/ موارد الظمان، جلد اول، صفحہ ۵۱۵، رقم الحدیث ۲۱۳۷، دار الکتب العلمیہ بیروت/ سیر اعلام النبلاء، جلد ۷، صفحہ ۱۰۴، موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۱۳ھ/

الانوار فی شمائل النبی المختار، صفحہ ۲۱، کرمانوالہ بک شاپ لاہور/ الوفا باحوال المصطفی، صفحہ ۴۳۱، حامد اینڈ کمپنی لاہور/ زرقانی علی المواہب، جلد ۷، صفحہ ۱۰۹، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان/ الخصائص الکبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۳۳۳، دار الکتب العلمیہ بیروت/ حجۃ اللہ علی العلمین، جلد اول، صفحہ ۵۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور/ جواہر البحار، جلد دوم، صفحہ ۱۶۵، دار الکتب العلمیہ بیروت/ البدایۃ والنہایۃ، جلد ۶ صفحہ ۴۲۵، دار ابن کثیر بیروت ومکتبہ رشیدیہ کوئٹہ/ دلائل النبوۃ ابن کثیر، صفحہ ۵۶۳، مرکز اہل سنت برکات رضا ہند/ نسیم الریاض، جلد دوم صفحہ ۱۹۶، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۳ رقم ۳۱۸۹۱)

حدیث نمبر 5:

حضرت سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطیت الکنزین الاحمر والابیض ......

"مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے"......

(مسلم شریف، کتاب الفتن، باب ہلاک ہذہ الامۃ، صفحہ ۱۲۵۰، رقم الحدیث ۷۲۵۸، دار السلام ریاض/ ترمذی شریف، کتاب الفتن، صفحہ ۵۰۰، رقم الحدیث ۲۱۷۶، دار السلام ریاض/ ابوداؤد، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن ودلائلہا، رقم الحدیث ۴۲۵۲/ عون المعبود، جلد دوم، صفحہ ۱۹۳۴، دار ابن حزم بیروت/ ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ما یکون فی الفتن، جلد دوم، صفحہ ۴۶۴، رقم الحدیث ۳۹۵۲، فرید بک سٹال لاہور/ صحیح ابن حبان، صفحہ ۱۷۹۰، رقم الحدیث ۶۷۱۴، دار المعرفہ بیروت/ مسند امام احمد، جلد دوم، صفحہ ۶۹۸، رقم الحدیث ۲۲۷۹۶/ مسند امام احمد، جلد دوم، صفحہ ۷۰۳، رقم الحدیث ۲۲۸۱۶/ جواہر البحار، جلد اول، صفحہ ۴۳۳، دار الکتب العلمیہ بیروت/ جواہر البحار، جلد دوم، صفحہ ۱۷/ جواہر البحار، جلد سوم، صفحہ ۱۹۳، دار الکتب العلمیہ بیروت، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۵ رقم ۳۱۷۵۸)

حدیث نمبر 6: شام، فارس اور یمن کے خزانے

حضرت سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطیت مفاتیح الشام ...... اعطیت مفاتیح فارس ...... اعطیت مفاتیح الیمن......

''مجھے ملک شام کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں، ملک یمن اور فارس کی چابیاں دی گئیں''......(کنزالعمال جلد 11 صفحہ 169 رقم 31789)

(مسند امام احمد، جلد دوم، صفحہ ۳۵۰، رقم الحدیث ۸۸۹۸، بیت الافکار الدولیہ اردن/ مجمع الزوائد، جلد ۶، صفحہ ۱۳۷، رقم الحدیث ۱۰۱۳۸، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان/ دلائل النبوۃ، جلد ۳، صفحہ ۴۲۱، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان/ دلائل النبوۃ ابونعیم، صفحہ ۴۶۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور/ سیر اعلام النبلاء، جلد اول، صفحہ ۴۶۵، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ مصر/ مواہب اللدنیۃ، جلد اول، صفحہ ۳۱۵، فرید بک سٹال لاہور/ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۴۴۷، تاج کمپنی/ حجۃ اللہ علی العلمین، جلد دوم، صفحہ ۱۴۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور/ مختصر سیرت رسول صلی اللہ علیہ سولم، صفحہ ۴۵۱، نعمانی کتب خانہ لاہور، عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی/ رحیق المختوم......صفی الرحمٰن غیر مقلد، صفحہ ۴۴۷، مکتبہ سلفیہ لاہور/ رحمتہ للعالمین، جلد سوم، صفحہ ۲۰۹، مکتبہ اسلامیہ)

حدیث نمبر 7: زمین وآسمان کے خزانے

امام الانبیاء حبیب کبریا احمد مجتبیٰ جناب حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اوتیت مفاتیح خزائن السموت والارض......

''مجھے زمین وآسمان کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں''......

(معجم کبیر للطبرانی، جلد ۱۲، صفحہ ۶۳۱/ نسیم الریاض، جلد ۵، صفحہ ۴۷، دار الکتب العلمیہ بیروت/ جواہر البحار، جلد سوم، صفحہ ۴۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 8:

امام الانبیاء سیّد الانبیاء خطیب الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اوتيت البارحة مفاتيح خزائن الارض والسماء ......

''گزشتہ رات مجھے زمین وآسمان کی چابیاں عطا کی گئیں''......

(نسیم الریاض، جلد سوم، صفحہ ۱۷۷، دارالکتب العلمیہ بیروت/ جواہر البحار، جلد دوم، صفحہ ۲۸۶، دارالکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 9: کلام کی چابیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطيت مفاتيح الكلم......

''مجھے کلام کی چابیاں عطا فرمائی گئیں''......

(بخاری شریف، کتاب التعبیر، باب رؤیاء الیل، رقم الحدیث ۶۹۹۸، جلد سوم، صفحہ ۷۵۱، فرید بک سٹال لاہور)

حدیث نمبر 10:

احمد مختار، شافع روز شمار، باذن پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعطيت مفاتيح الكلام......

''مجھے (جامع اور مختصر) کلام کی چابیاں عطا کی گئیں''......

(کتاب الزہد ابن مبارک، رقم الحدیث ۱۹۴/ نسیم الریاض، جلد دوم، صفحہ ۴۷، دارالکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 11:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطيت فواتح الكلم، وجوامعه وخواتمه ......

''مجھے کلام کا آغاز اور اس کی جامعیت اور انجام کی چابیاں عطا کی

گئیں“......

(مسند ابویعلی، جلد ۶، صفحہ ۳۷۸، رقم الحدیث ۷۲۳۴، دار الفکر بیروت/ مجمع الزوائد، جلد ۸، صفحہ ۳۳۷، رقم الحدیث ۱۳۹۷۰/ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۶، صفحہ ۳۲۲، رقم الحدیث ۳۱۷۲۶، دار الکتب العلمیہ بیروت/ جمع الجوامع جلد اول، صفحہ ۴۴۱، رقم الحدیث ۳۳۰۶/ خصائص الکبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۳۳۴، مطبوعہ دار الکتب بیروت)

حدیث نمبر 12: ہر چیز کی کنجیاں

امام احمد اور طبرانی علیہما الرحمہ نے بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اوتیت مفاتیح کل شیء الا الخمس......

”مجھے ہر چیز کی چابیاں دی گئیں، سوائے پانچ چیزوں کے“......

(خصائص الکبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۳۳۵، دار الکتب العلمیہ بیروت/ مجمع الزوائد، جلد ۸، صفحہ ۳۲۷، رقم الحدیث ۱۳۹۶۹)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ:

ذھب بعضھم الی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی علم الخمس......

”بعض علمائے اعلام نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا گیا“......(الخصائص الکبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۳۳۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

شہروں کی چابیاں:

قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

قد اوتی خزائن الارض ومفاتیح البلاد ......

”تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانے اور شہروں کی چابیاں عطا کی گئیں“......

(شفا شریف، جلد اول، صفحہ ۶۶، دار الکتب العلمیہ بیروت/ جواہر البحار، جلد اول، صفحہ ۳۵،

دارالکتب العلمیہ بیروت)

محترم قارئین!

مندرجہ بالا قرآن کریم کی آیت مبارکہ اور فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال علماء سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل وعلا نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کی چابیاں، زمین کے خزانوں کی چابیاں، آسمان کے خزانوں کی چابیاں، کلام کی جامعیت کی چابیاں، شہروں کی چابیاں، بلکہ ہر چیز کی چابیاں عطا فرمادی ہیں اور ہر قسم کے خزانوں کا خازن بنادیا ہے۔ خود محبوب رب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث نمبر 13:

انما انا خازن ......(صحیح مسلم شریف، صفحہ ۴۱۷، رقم الحدیث ۲۳۸۶)

''بے شک میں خدا کے خزانوں کا خازن ہوں''......

رب محمد عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شاہکار قدرت کو اپنے خزانوں اور نعمتوں کا نہ صرف خازن بنایا، بلکہ خزانوں اور نعمتوں کا تقسیم کرنے والا بھی بنایا، اسی لئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 14:

جعلت قاسما اقسم بینکم......

''مجھے قاسم بنایا گیا اور میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں''......

(بخاری، کتاب فرض الخمس، باب فان اللہ خمسہ، جلد دوم، صفحہ ۱۹۵، رقم الحدیث ۳۱۱۴، فرید بک سٹال لاہور/مسلم، کتاب الاداب، صفحہ ۹۵۲، رقم الحدیث ۵۵۹۲، دارالسلام ریاض سعودی عرب/ مسند امام احمد، جلد اول، صفحہ ۱۱۶۱، رقم الحدیث ۱۴۳۱۶، بیت الافکار الدولیہ اردن/شرح معانی الآثار، جلد چہارم، صفحہ ۴۶۹، فرید بک سٹال لاہور/شرح شفا ملا علی قاری، جلد اول، صفحہ ۵۰۴، دارالکتب العلمیہ بیروت)

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

بعثت قاسما اقسم بینکم ......

(صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب نہی عن التکنی، صفحہ ۹۵۲، رقم الحدیث ۵۵۸۹/ صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب نہی عن التکنی، صفحہ ۹۵۲، رقم الحدیث ۵۵۹۰/ صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب نہی عن التکنی، صفحہ ۹۵۳، رقم الحدیث ۵۵۹۴/ سنن الکبریٰ، جلد ۹، صفحہ ۵۷۲، رقم الحدیث ۱۹۳۲۲، دار الحدیث قاہرہ مصر/ جامع الصغیر، صفحہ ۲۹۰، رقم الحدیث ۴۷۱۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

انما انا قاسم اقسم بینکم ......

"بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور تقسیم کرتا ہوں تمہارے درمیان" ......

(مسلم، کتاب الآداب، باب نہی عن التکنی، صفحہ ۹۵۲، رقم الحدیث ۵۵۸۸/ بخاری، کتاب الآداب، باب من سمی باسماء الانبیاء، جلد سوم، صفحہ ۴۶۱، رقم الحدیث ۶۱۹۶/ مسند احمد، جلد اول، صفحہ ۱۲۲۳، رقم الحدیث ۱۵۱۹۷/ شرح معانی الآثار، جلد ۴، صفحہ ۴۶۸۔۴۷۲، فرید بک سٹال لاہور/ الانوار فی شمائل النبی المختار، صفحہ ۱۶۶، کرمانوالہ بک شاپ لاہور/ جواہر البحار، جلد اول، صفحہ ۴۱۵/ سنن الکبریٰ، جلد ۹، صفحہ ۵۷۳، رقم الحدیث ۱۹۳۲۴، دار الحدیث قاہرہ)

حدیث نمبر 15:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم بینکم ......

"میں ابو القاسم ہوں، اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں" ......

(صحیح ابن حبان، صفحہ ۱۵۴۹، رقم الحدیث ۵۸۱۷، دار المعرفہ بیروت/ جامع الصغیر، صفحہ ۱۶۰، رقم الحدیث ۲۶۸۷، دار الکتب العلمیہ بیروت/ مطالع المسرات، صفحہ ۴۳۵، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور/ فتح الباری، جلد ۱۰، صفحہ ۷۰۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ/ طبقات ابن سعد، جلد اول، صفحہ ۱۲۵، نفیس اکیڈمی کراچی/ شرح معانی الآثار، جلد ۴، صفحہ ۴۶۸، فرید بک سٹال لاہور/ جواہر البحار، جلد دوم،

صفحہ ۱۹۵، دار الکتب العلمیہ بیروت/ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ، جلد ۴، صفحہ ۴۱۶، انصار السنۃ پبلی کیشنز لاہور/ دلائل النبوۃ، جلد اول، صفحہ ۱۶۳، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خازن خزائن خداوندی بھی ہیں اور قاسم نعمائے ربانی بھی۔)

حدیث نمبر 16:

انا قاسم و خازن......

''میں رب کے خزانوں کا قاسم بھی ہوں اور خازن بھی۔''

(بخاری، کتاب فرض الخمس، باب فان للہ خمسہ، جلد دوم، صفحہ ۱۹۵، رقم الحدیث ۳۱۱۴، فرید بک سٹال لاہور)

حدیث نمبر 17:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:

انما انا قاسم و اللہ یعطی ......

''بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ہی مجھے دیتا ہے''......

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ خیرا، جلد اول، صفحہ ۱۳۶، رقم الحدیث ۷۱/ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی لا تزال طائفۃ، جلد سوم، صفحہ ۸۶۹، رقم الحدیث ۳۱۲/۷ صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، جلد دوم، صفحہ ۱۹۶، رقم الحدیث ۳۱۱۶، فرید بک سٹال لاہور/ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب النہی عن المسئلۃ، صفحہ ۴۱۷، رقم الحدیث ۲۳۹۲، دار السلام ریاض سعودیہ/ مسند امام احمد، جلد اول، دار الکتب العلمیہ بیروت/ مشکوٰۃ، کتاب الایمان، اشعۃ اللمعات، جلد اول، صفحہ ۴۸۳، فرید بک سٹال لاہور/ المدخل الکبیر، صفحہ ۲۱۷، ادارہ معارف اسلامی لاہور ۱۹۹۲ء/ مطالع المسرات، صفحہ ۴۳۵، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور/ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، جلد اول، صفحہ ۳۸۳، انصار السنۃ پبلی کیشنز لاہور)

محترم قارئین!

مندرجہ بالا سولہ احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خازن ہیں

اور رب العالمین عطا فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کس چیز کا معطی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کے خازن ہیں اور کس کے قاسم ہیں، یہ بیان نہیں ہوا کیوں؟

اس لئے کہ علم معانی کا قاعدہ ہے کہ جب فعل کا مفعول محذوف (یعنی پوشیدہ) ہوتا ہے تو وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے اور یہاں قاسم، خازن اور معطی، تینوں کے مفعول محذوف ہیں، تو اس لئے عموم پر دلالت ہوتی ہے۔ اب معنی یہ ہوئے کہ مخلوقات میں جس کو اب تک جو کچھ ملا یا آئندہ ملے گا، ان سب کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ان سب کا خازن بھی میں ہوں اور سب کا تقسیم کرنے والا بھی میں ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے معطی ہونے میں کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاسم وخازن ہونے میں بھی کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں ہے۔

جس طرح تمام اُمت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مخلوق کی ہر نوع، ہر فرد خواہ وہ فرشتے ہوں۔ خواہ وہ انسان ہوں، خواہ جن ہوں، خواہ وہ اور کچھ ہو، سب کو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملا ہے اور ملے گا۔ اس طرح غلامان مصطفیٰ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سب کچھ بلا استثناء جو کچھ ملا ہے یا مل رہا ہے یا پھر ملے گا، سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دینے سے ملے گا۔ اس کو علم کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے، زندگی بھی عطا کی ایک قسم ہے، تو ثابت ہوا کہ زندگی بھی جسے ملی ہے در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق سارے عالم سے پہلے ہوئی کیوں کہ سب کچھ تقسیم کرنے والے کا سب سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ میرے آقا کریم رؤف ورحیم مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے ہیں، خواہ وہ جناب جبریل ہوں یا جناب آدم علیہ السلام۔

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں، علم اور مال دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں، کیوں کہ سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تو تقسیم فرمانے والے ہیں۔

(عمدۃ القاری، جلد دوم، صفحہ ۷۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں، آپ علم اور مال غنیمت جیسی چیزیں تقسیم فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نیک لوگوں کو بشارت اور بدکاروں کو وعید تقسیم کرتے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ بلندیوں اور پستیوں کی تقسیم آپ ہی کو عطا کی گئی ہو اور یہ تمام مطالب مان لینے سے بھی کوئی مانع نہیں ہے۔ جیسا کہ اس بات پر مفعول کا محذوف ہونا دلالت کرتا ہے۔ اس سے ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں۔ مرقات، شرح مشکوٰۃ، جلد ۹، صفحہ ۱۰۵، مکتبہ امدادیہ ملتان، انور شاہ کشمیری محدث دیوبند لکھتے ہیں، حقیقت میں دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر اور صورۃً دینے والے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تقسیم کرنے والے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہاں ظاہر ہی مراد ہے کیوں کہ تمام لوگوں کی نظر حقیقت تک نہیں پہنچی اور عرفی طور پر بھی ظاہر کا اعتبار ہی ہوتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ظاہری طور پر دینے اور تقسیم کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کی نسبت اللہ کی طرف اور تقسیم کی نسبت اپنی طرف کیوں کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عطا کا مرتبہ تقسیم سے بلند ہوتا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور عاجزی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف عطا کی نسبت کی اور اپنی طرف تقسیم کی۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۵۳، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

امام اہل سنت تاجدار عشق ومحبت فنا فی الرسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کچھ یوں کیا ہے:

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

ہماری چند دیگر مطبوعات

ناشر
اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph:37352022